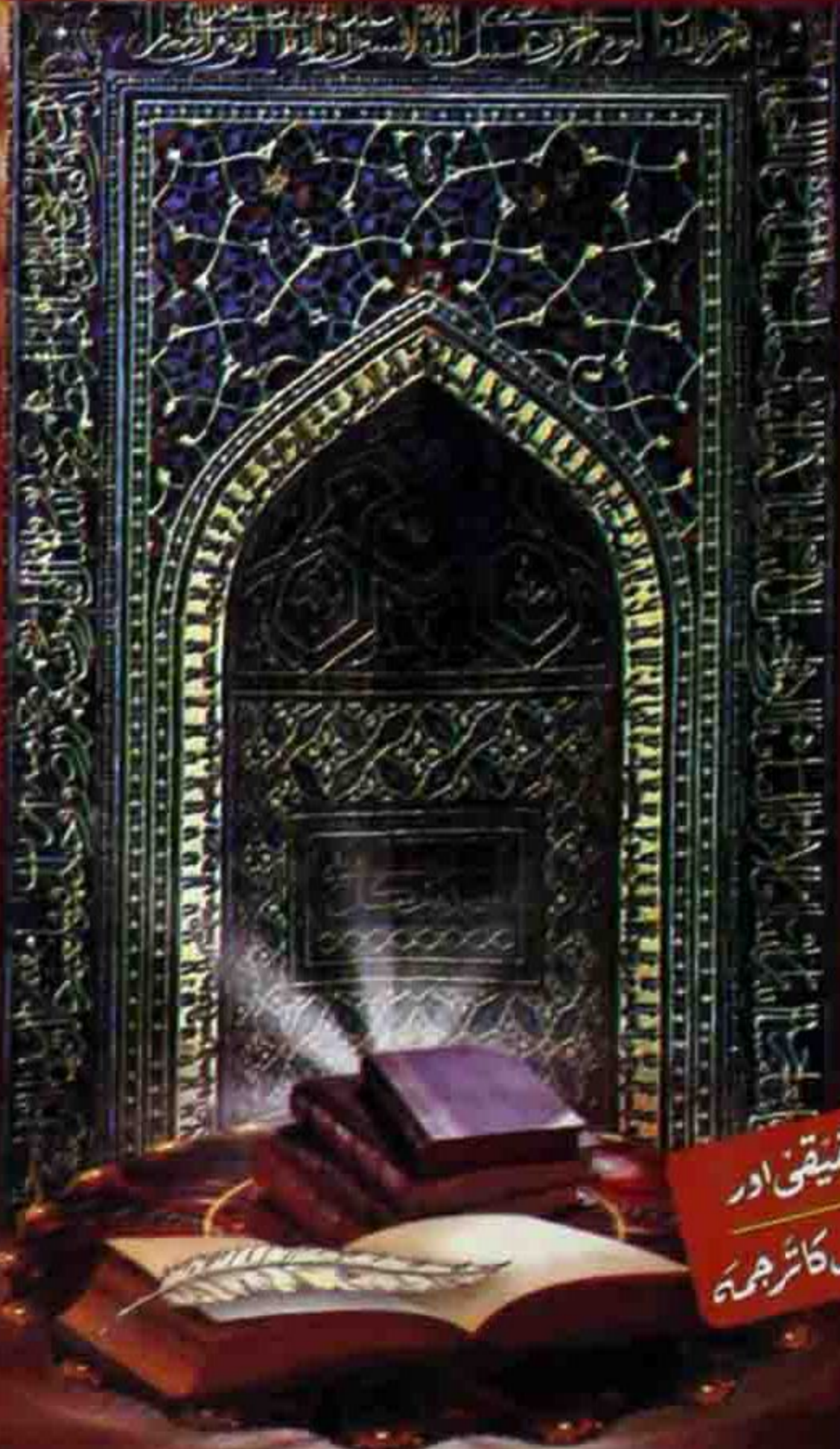


رسائل امام سیوطی

حَمْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ



جلد اول

علمی ادبی تحقیقی اور
نادرونایاب رسائل کا ترجمہ

مصنف

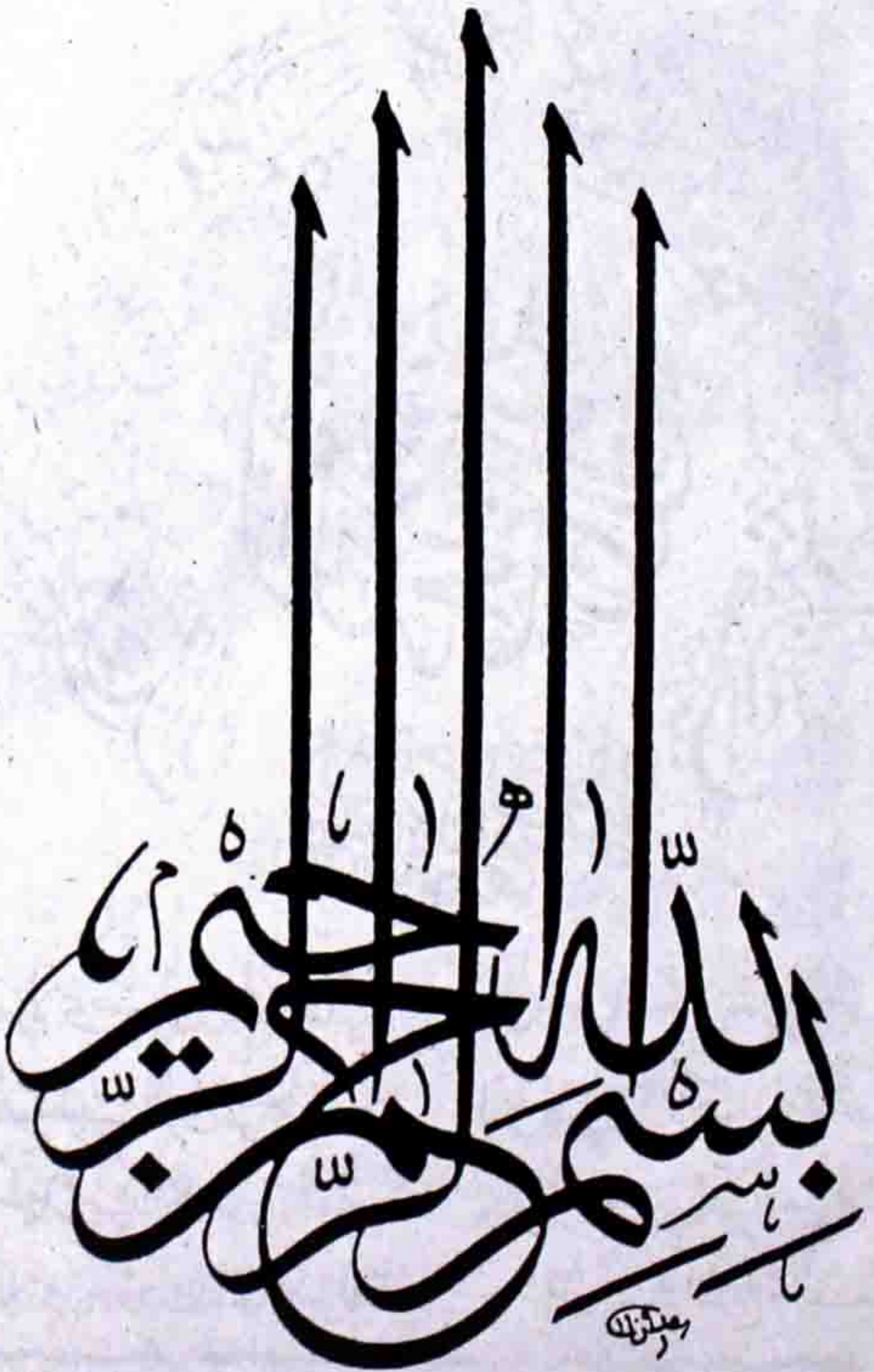
امام جلال الدین سیوطی

قادی رضوی مکتب خانہ لاہور

Click For More Books

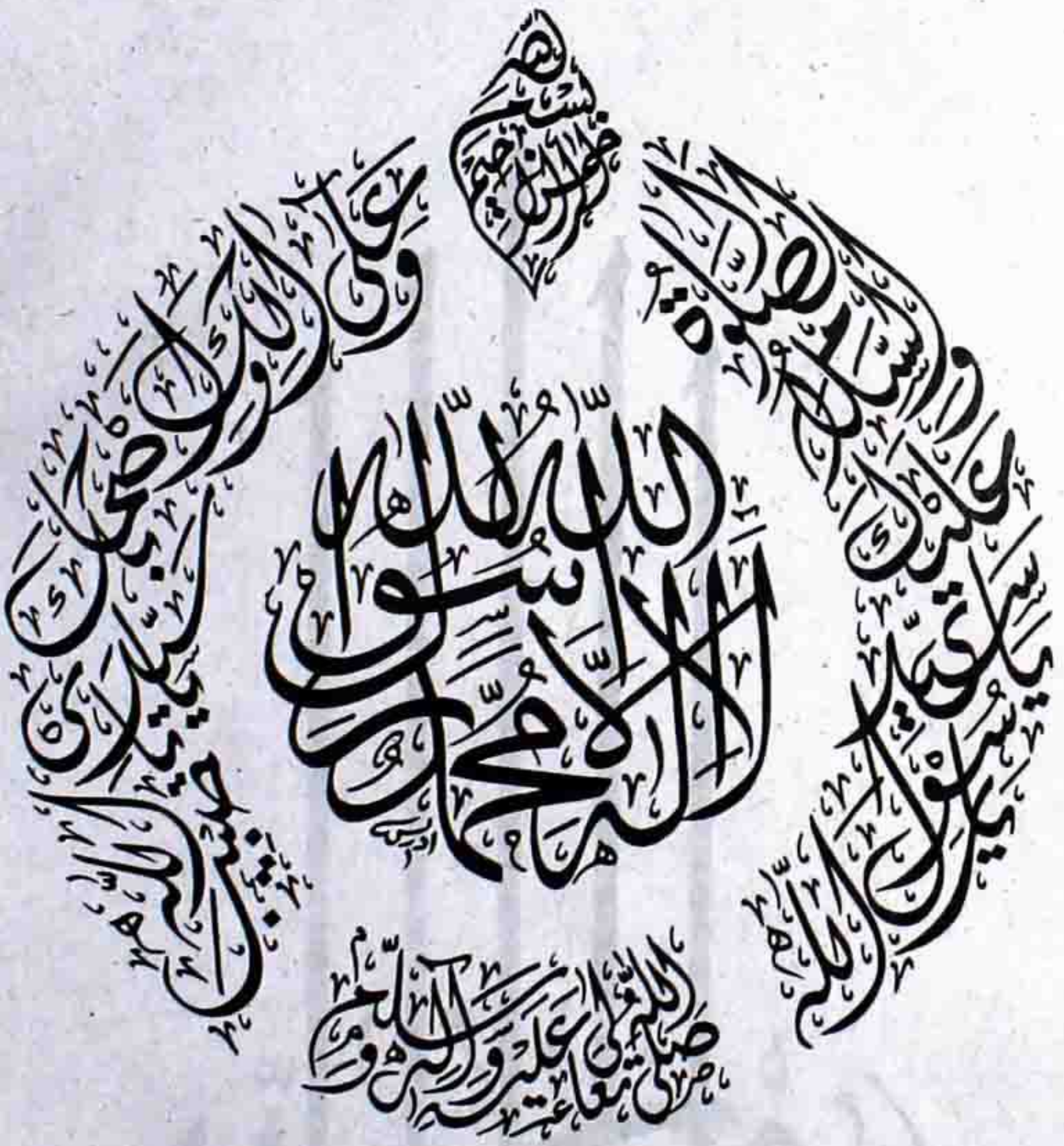
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

Maafat.com



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ لِكُلِّ هَوْلِ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
مَحَلِّ سَيِّدِ الْكَوْنِيْنَ وَالثَّقَلَيْنِ وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوْحِ وَالْقَلَمِ

مَكِّي حَبِيْبِي قَادِي ضَوْئِي كَتَبْتَهُ لَاهُورِ

علمی ادبی تحقیقی اور

نادرونایاب رسائل کا ترجمہ

رسائل امام سیوطی

امام جلال الدین سیوطی

علامہ سید ظفر علی شاہ مہری

مولانا فاطمہ عابدی لاہور

جلد اول

افسر محمد شرف مجددی
۶-۱۱-۲۳

قاری رضوی لکھنؤ

گنج بخش روڈ، لاہور 042-7213575

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴾

رسائل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	_____	نام کتاب
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	_____	مصنف
پیرسید ظفر علی شاہ بخاری مہروی	_____	مترجم
حافظ محمد عبدالاحد قادری	_____	ترتیب و تدوین
1431ھ / 2010ء	_____	اشاعت بار اول
344	_____	صفحات
غلام یسین خان	_____	کمپوزنگ
چوہدری محمد خلیل قادری	_____	زیرنگرانی
چوہدری محمد ممتاز احمد قادری	_____	تحریک
چوہدری عبدالمجید قادری	_____	ناشر
1100	_____	تعداد
200 روپے	_____	قیمت

ملنے کے تے

مکشیہ حقیقہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محمد منشا تابش قصوری
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سراپا ظفر

اسلاف کی برکات اور ان کے فیضان کے کئی شعبے ہیں اور خیالات نے انہیں دوام بخشنے کے لئے صدق دل اور خلوص سے کام لیا، انہوں نے علم و عمل کی جو راہیں متعین کیں، اخلاف نے نعمت الہی سمجھتے ہوئے عام و خاص میں تقسیم کے رخ مقرر فرمائے، شریعت و طریقت حقیقت و معرفت کو ایسے اپنایا کہ پشت ہا پشت اور نسل در نسل ان کے ثمرات سے لوگ مستفیض ہوتے چلے آ رہے ہیں اور ارشاد رب العزت ہے ”واللہ یختص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم“ اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے اور وہی فضل عظیم کا مالک ہے نیز فرمایا ”ان الفضل ید اللہ یؤتیہ من یشاء“ بیشک فضیلتیں اللہ کے اختیار میں ہیں جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

ایسے ہی مخصوص اور صاحبان فضل و کمال میں حضرت پیر طریقت، عالم شریعت، حضرت مولانا علامہ الحاج پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مہروی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات والا صفات ہے جن کا خاندانی پس منظر بڑا نورانی ہے آپ کے آباؤ اجداد علمی و روحانی وراثت کے امین چلے آ رہے ہیں اور آپ کے اجداد میں رأس العارفین حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الوقت حضرت مخدوم جہاں جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا نام آسمان ولایت پر شمس و قمر کی طرح جگمگا رہا ہے۔

حضرت صاحبزادہ پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مہروی مدظلہ کے عالی مرتبت خاندان کے اکابر پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں خصوصاً حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات پر تو میری نظر سے متعدد مقالات کتابیں گزر چکی ہیں اور جب مدینہ طیبہ آپ کا جانا ہوا تو بعض نے کسی بناء پر کہہ دیا کہ آپ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا آئیے میں تجھے اپنا نانا جان منجر صادق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ لے دیتا ہوں۔

چنانچہ کثیر تعداد میں لوگ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مواجہ شریف، روضہ اقدس پر

حاضر ہوئے تو آپ نے نہایت عاجزی و انکساری سے عرض کیا۔

”الصلوة والسلام عليك يا رسول الله“ روضہ مقدسہ سے آواز آئی۔ ”وعليك

السلام يا بنی“ تو معترضین دم بخود رہ گئے اور آپ کو بر ملا سید تسلیم کر لیا۔

اس ایمان افروز واقعہ کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت پیر سید ظفر علی شاہ بخاری

مہروی مدظلہ اس عظیم روحانی و علمی خاندان کی نسبت سے پاکستان بھر میں ایک بلند مقام پر فائز ہیں۔

آپ حضرت سید پیر محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت امام الواصلین پیر سید امام شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں کے ہاں 1955ء کو قصبہ مہر

آباد (گوگڑاں) ضلع لودھراں میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید سے شرح جامی تک آپ نے

اپنے دادا جان سے علم حاصل کیا اور اسی دوران جبکہ آپ کی عمر پندرہ سال تھی اپنے دادا جان

کے ارشاد پر علم المیراث پر پہلا فتاویٰ قلمبند فرمایا اور علاقہ بھر کے اہل علم نے تحسین و تائید

فرمائی۔ چار سال تک مرکز عرفان گوگڑہ شریف میں رہ کر حضرت مولانا علامہ فیض احمد فیض

گوگڑوی مصنف مہر منیر، اور حضرت مولانا عبدالرزاق چشتی گوگڑوی سے علمی اکتساب کرتے

رہے۔ دورہ حدیث شریف، غزالی زمان حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت مولانا علامہ مشتاق احمد چشتی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر انوار

العلوم ملتان سے کیا اور دستار فضیلت و سند فراغت سے بہرہ مند ہوئے۔

۱۹۷۰ء میں لودھراں شہر میں ”جامعہ غوثیہ مہریہ“ کا سنگ بنیاد آپ کے جد امجد امام

الواصلین حضرت پیر سید امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا اور ۱۹۸۹ء میں آپ نے مسند تدریس کو

زینت بخشی اس وقت سے بفضلہ تعالیٰ آج تک اسی علمی مرکز میں دورہ حدیث شریف خود پڑھا

رہے ہیں گویا کہ آپ حقیقی طور پر شیخ الحدیث کے منصب کو جلا بخش رہے ہیں۔

اللہ رب العزت اور محبوب مکرم حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور نگاہ کرم سے اس

وقت (۱۳۳۰ھ/۲۰۰۹ء) تک پانچ مرتبہ حج و زیارت اور ۱۳ بار عمرہ و زیارت حضور پر نور

صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ سے باریاب ہو چکے ہیں۔

آپ نہ صرف مسند حدیث کی عظمت و رفعت کے پاسبان ہیں بلکہ مسند روحانیت

کے بھی محافظ و رہنما ہیں چونکہ آپ عالم جلیل، فاضل نبیل، حاوی معقول و منقول ہیں اس لئے

روحانیت کے جو شرعی تقاضے ہیں انہیں بجمہ تعالیٰ باحسن و جوہ پورا فرما رہے ہیں جب پیر عالم

وکامل ہوگا تو مریدین و معتقدین ہی کے لئے وہ مرکز عقیدت نہیں ہوگا بلکہ عوام و خواص کے دل میں بھی اس کی محبت و عقیدت کے پھول مشکبار ہونگے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اکناف و اطراف میں ہی نہیں بلکہ پاکستان اور بیرون ممالک میں بھی آپ کے مریدین و معتقدین خاصی بری تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

آپ نہ صرف مسند درس و تدریس اور روحانیت کے متلاشی حضرات کے لئے خضر راہ ہیں بلکہ آپ ایک ذمہ دار عالم و کامل کی حیثیت سے بہترین صاحب قلم و قرطاس بھی ہیں آپ نے بکثرت مضامین و مقالات کے ساتھ ساتھ متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ”تعبیر الانام“ (مصنف) امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ، تنبیہ المغترین (مصنف) امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، انتخاب حدیث، کثیر کتب احادیث سے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تائید میں نادر شاہکار ہے اور زیر نظر کتاب جو دیکھنے میں محض ایک ہے مگر یہ وہ عظیم قابل قدر، لائق مطالعہ رسائل کا بے مثال ذخیرہ ہے جنہیں اپنے زمانے کے مجدد حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمایا اور صدیوں سے دنیا بھر کے اہل علم و فضل میں مقبول ہیں۔

حضرت الحاج علامہ پیر سید ظفر علی شاہ بخاری مدظلہ نے نہایت عمدہ، سہل اور آسان، روح پرور، ایمان افروز، دل کش، دلپذیر ترجمہ فرما کر ملت اسلامیہ پر بڑا احسان فرمایا اور عوام و خواص کے استفادہ کے لائق بنا دیا اور حضرت نے ان رسائل کا ترجمہ مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری زید مجدہ کی تحریک پر کیا مولانا اور ان کے والد جناب میاں غلام رسول مرحوم و مغفور آپ کے دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور خاص خدمت گزاروں میں سے ہے۔

راقم الحروف سمجھتا ہے کہ حضرت پیر صاحب ہر شعبہ علم میں کامیابی و کامرانی کی منازل طے فرما کر ”سراپا ظفر“ بن چکے ہیں۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے زمانے بھر کو بہرہ مند فرمائے اور آپ اسی طرح علوم و فنون نورانی روحانی و عرفانی کی تقسیم کو ہمیشہ جاری رکھیں نیز اس بابرکت ترجمے کو شرف قبول سے نوازے۔ آمین ثم آمین

محمد منشا تابلش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲۷ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ ۱۶ دسمبر ۲۰۰۹ء

اجمالی فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
9	اسم اعظم	1
23	ذکر کی صدقات پر فضیلت	2
33	دُعا کی مقبولیت کے اوقات، مقامات و اذکار	3
73	تسبیح کی شرعی حیثیت	4
83	قرآن میں غیر عربی حروف	5
109	عصمت رسول عربی ﷺ	6
121	قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شریعت محمدی پر احکام نافذ کرنا	7
169	سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے قبر انور سے دست مبارک کا ظہور	8
181	فقہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	9
217	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور سماع حدیث	10
227	رزق میں برکت کے وظائف	11
249	انگوٹھی کی شرعی حیثیت	12
257	مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ	13
321	سرکارِ دو عالم ﷺ اور قرب خداوندی	14

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الدر المنظم في اسم الاعظم

اسم اعظم

امام جلال الدين سيوطي رحمته الله

ترتيب وتدوين

مترجم

مولانا محمد عبدالاحد قادري

سيد ظفر علي شاه مهروي

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
17	بارہواں قول	11	پہلا قول
17	تیرہواں قول	12	دوسرا قول
18	چودھواں قول	12	تیسرا قول
19	پندرہواں قول	12	چوتھا قول
19	سولہواں قول	13	پانچواں قول
19	سترہواں قول	14	چھٹا قول
19	اٹھارہواں قول	14	ساتواں قول
20	حکایت	15	آٹھواں قول
20	حکایت	15	نواں قول
20	انیسواں قول	16	دسواں قول
21	بیسواں قول	16	گیارہواں قول



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله الذي له الاسماء الحسنی والصفات العلیا والصلوة
والسلام علی سیدنا محمد المخصوص بالشفاعة العظمی
وعلی آله وصحبه ذوی المقام الاسنی

أَمَّا بَعْدُ

مجھ (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) سے اسم اعظم اور اس میں جو کچھ وارد ہوا ہے کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کے بارے میں احادیث، آثار، اقوال میں سے جو کچھ وارد ہوئے ہیں کا تتبع کروں۔

میں کہتا ہوں کہ اسم اعظم کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

پہلا قول:-

پہلا قول یہ ہے کہ اس کا وجود نہیں ہے بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ کے سارے نام عظیم ہیں بعض کو بعض پر فضیلت دینا جائز نہیں ہے اس کے قائل حضرات میں سے ابو جعفر طبری، ابوالحسن اشعری، ابو حاتم بن حبان، قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بعض اسماء کو بعض پر فضیلت دینا جائز نہیں ہے انہوں نے اسم اعظم کے ذکر کے بارے میں وارد شدہ کو اس پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد عظیم ہے۔

علامہ طبری کی عبارت یہ ہے کہ اسم اعظم کے تعین کے بارے میں آثار مختلف ہیں۔ میرے نزدیک سارے اقوال صحیح ہیں۔ اس لیے کہ کسی خبر میں یہ وارد نہیں ہوا کہ یہ اسم اعظم ہے اور اس سے کوئی شئی بڑی نہیں ہے گو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

ہر اسم کو میرے اسماء میں سے اعظم کے ساتھ وصف کرنا جائز ہے۔ جو یہ عظیم والے معنی کی طرف رجوع کرے گا۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسم اعظم کے بارے میں جو احادیث ہیں وارد ہوئی اس سے مراد اس کے ساتھ دعا کرنے والا زیادہ ثواب مستحق ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر کیا گیا یعنی پکارنے والے اور پڑھنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

دوسرا قول:-

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس پر مطلع نہیں کیا جیسا کہ لیلۃ القدر، دعاؤں کی اجابت کی ساعت اور صلاۃ وسطیٰ کے متعلق ہے۔

تیسرا قول:-

تیسرا قول یہ ہے کہ اسم اعظم لفظ ”ہو“ ہے امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بعض اہل کشف سے نقل کیا اور اس سے حجت پکڑی ہے کہ جو شخص کسی عظیم کے کلام کو ان کی موجودگی میں تعبیر کرے تو یوں نہیں کہے گا کہ (اَنْتَ) تو نے اس طرح، بلکہ ادب کی وجہ سے کہے گا ”ہو“ یعنی آپ کہے گا۔

چوتھا قول:-

چوتھا قول یہ ہے کہ لفظ ”اللہ“ ہے۔ اس لئے کہ یہ وہ اسم ہے جس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں۔ یہ اور اس لئے بھی کہ اسماء حسنیٰ میں یہ اصل ہے۔ اسی لیے اس کی طرف اس کی اضافت و نسبت کی گئی۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں کہا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا

اسم اعظم لفظ ”اللہ“ ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ
الرَّحِيمُ۔

ابن ابی الدنیا رضی اللہ عنہ نے کتاب الدعاء میں کہا کہ امام شععی نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ کا اسم اعظم لفظ ”یا اللہ“ ہے۔

پانچواں قول:-

پانچواں قول یہ ہے کہ اسم اعظم لفظ ”واللہ الرحمن الرحیم“ ہے۔ حافظ
ابن حجر نے شرح بخاری میں کہا کہ اس کا مستند شاہد وہ حدیث ہے جس کو ابن ماجہ نے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اخراج کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا
کہ آپ مجھے اسم اعظم سکھائیں تو آپ نے ایسا نہ کیا۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے نماز پڑھ کر دعا کی۔

اللهم انى ادعوك الله وادعوك الرحمن وادعوك الرحيم

وادعوك باسمائك الحسنی کلها ما علمت منها و ما لم اعلم۔

ترجمہ: ”اے اللہ میں تجھے پکارتی ہوں۔ اے رحمان میں تجھ سے دُعا

کرتی ہوں۔ اے رحیم میں تجھ سے دُعا کرتی ہو اور میں تجھے تمام

ناموں سے پکارتی ہوں جو میرے علم میں ہیں اور جو میرے علم

میں نہیں۔“

اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ وہ اسم اعظم انہی اسماء

میں ہے جن کے ساتھ تم نے دعا کی ہے اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے ساتھ

استدلال کرنے میں نظر ہے۔ ”اتھی“

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ قوی استدلال میں وہ حدیث ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اس کی تصحیح کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے اسم اکبر اعظم کے درمیان صرف اتنا ہی قرب ہے جتنا کہ آنکھ کی سیاہی اور اس کی سفیدی کے درمیان قرب ہے۔

مسند الفردوس میں دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سورۃ حشر کی آخری چھ آیتوں میں ہے۔

چھٹا قول:-

چھٹا قول اسم اعظم ”الرحمن الرحیم الحی القيوم“ ہے۔ ترمذی وغیرہ کی حدیث میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے

والہکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم

اور سورۃ آل عمران کی ابتدا میں

”اللہ لا الہ الا ہو الحی القيوم۔“

ساتواں قول:-

ساتواں قول لفظ اسم اعظم ”العی القیوم“ ہے ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے۔ ”سورۃ البقرۃ“ سورۃ آل عمران، سورۃ طہ میں۔

قاسم نے جو حضرت ابو امامہ سے راوی ہیں کہا کہ میں نے ان میں تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ تو وہ ”الحی القيوم“ ہے۔ امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تقویت دی ہے اور حجت پکڑی کہ وہ دونوں صفات عظمت پر ربوبیت کے ساتھ جس طرح دلالت کرتے ہیں ان کے سوا اور کوئی اسم اسی طرح دلالت نہیں کرتا۔

آٹھواں قول:-

الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
امام احمد، ابو داؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے دعا کی۔

اللهم انى اسالك بان لك الحمد لا اله الا انت الحنان المنان

بديع السموات والارض يا ذالجلال يا حي ياقيوم

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

نواں قول:-

نانواں قول اسم اعظم یہ کلمات ہیں۔

”بديع السموات والارض يا ذوالجلال والاکرام:“

ابو یعلیٰ نے سری بن مہدی کے طریق سے قبیلہ طی کے ایک آدمی سے روایت کی اور اس کی خیر و بھلائی کے ساتھ ثنا کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا تھا کہ مجھے اسم اعظم دکھا دے تو میں نے آسمان میں ستاروں کے درمیان

میں لکھا ہوا دیکھا۔

یا بدیع السموات والارض یا ذوالجلال والاكرام۔

دسواں قول:-

یہ کلمات اسم اعظم ہیں ”ذوالجلال والاكرام“ ترمذی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا ”یا ذوالجلال والاكرام“ تو فرمایا بے شک تیری دعا قبول کی گئی تو سوال کر۔

علامہ ابن جریر نے سورۃ نمل کی تفسیر میں مجاہد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ وہ اسم کہ جس کے ساتھ اس کو پکارا جائے تو وہ اجابت کرتا ہے۔ ”یا ذوالجلال والاكرام“ ہے، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حجت کی حجت پکڑی کہ یہ ان تمام صفات کو شامل ہے جو ”الہیۃ“ خدا ہونے میں معتبر ہیں اس لیے کہ ”جلال“ میں تمامی ”سلوب“ اور ”اکرام“ میں تمام اضافات کی طرف اشارہ ہے۔

گیارہواں قول:-

”اللہ لا الہ الا هو الاحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد“ کے کلمات اس عبارت متعلق ہیں۔

ابوداؤد و ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

اللهم انی اسئلك بانى اشهد انک انت اللہ لا الہ الا انت الاحد

الصمد الدی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو احد

تو ارشاد فرمایا کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم کے ساتھ سوال کیا کہ جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول کی

جاتی ہے۔

ابوداؤد کے الفاظ ہیں ”لقد سألت الله باسم اعظم“ کہ البتہ تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے ساتھ سوال کیا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت اس باب میں وارد شدہ تمام روایتوں میں سند کی حیثیت سے زیادہ راجح ہے۔

بارہواں قول:-

الفاظ ”رَبُّ رَبِّ“ اسم اعظم ہیں۔ حضرت حاکم نے ابودرداء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ”رَبُّ رَبِّ“ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت کیا کہ جب بندہ ”یا رَبُّ یا رَبُّ“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”لیبیک عبدی سل لقط“ اے میرے بندے میں موجود ہوں تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔

تیرھواں قول:-

یہ الفاظ اسم اعظم ہیں لیکن اس کے قائل کا مجھے پتہ نہیں ”مالک الملک“ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں سورۃ آل عمران کی اس آیت میں ہے۔

قل اللهم مالك الملك توتى الملك من تشاء وتنزع الملك
ممن تشاء وتعز و تذل من تشاء بيدك الخير انك على كل
شىء قدير۔ تولج الليل فى النهار و تولج النهار فى الليل

وتخرج الحي من الميت وتخرج الميت من الحي و ترزق
من تشاء بغير حساب۔

چودھواں قول :-

ذی النون (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا: نسائی اور حاکم نے حضرت فضالہ
ابن عبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث بیان کی کہ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں
یہ دعا تھی

لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين

اس کے ساتھ کوئی بھی مسلمان آدمی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی کہ

اللہ تعالیٰ کا وہ نام کہ جس کے ساتھ سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور جب دعا
کی جائے قبول فرماتا ہے حضرت یونس بن متی علیہ السلام کی دعا ہے۔

حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ کیا میں

تمہیں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم سے آگاہ نہ کروں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہی اسم اعظم
ہے، تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ حضرت یونس علیہ السلام کے لئے خاص خاص ہے تو فرمایا کیا تو
نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ کا قول

”ونجیناہ من الغم و كذلك ننجی المؤمنین۔“

ابن ابی حاتم نے کثیر بن معبد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے

حضرت حسن سے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ

کیا تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا حضرت یونس علیہ السلام کا قول ”لا اله الا انت سبحانك

انى كنت من الظالمين۔“ (یعنی یہ اسم اعظم ہے)

پندرہواں قول:-

کلمہ توحید یعنی ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ اسم اعظم ہے اس کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

سولہواں قول:-

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ مجھے اسم اعظم سکھائے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ یعنی اسم اعظم یہ کلمات ہیں
”اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش العظیم۔“

سترہواں قول:-

کہ وہ اسماء الحسنیٰ میں پوشیدہ ہے اور اس کی تائید حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پہلے گزر چکی ہے جب انہوں نے بعض اسماء اور اسماء الحسنیٰ کے ساتھ دعا کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک وہ انہی اسماء میں (اسم اعظم) ہے جن کے ساتھ تو نے دعا کی۔

اٹھارہواں قول:-

اٹھارہواں قول یہ ہے کہ وہ اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم ہے جب بندہ اس کے ساتھ اس استغفراق میں دعا کرے کہ اس وقت اس کے فکر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ ہو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں پکارے تو قریب الاجابت ہوگا۔

حکایت:-

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ان سے ایک آدمی اسم اعظم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی کوئی محدود حد تعریف نہیں ہے وہ تو صرف اس کی وحدانیت کو اپنے دل میں جگہ دینا ہے۔ تو جب تو اسی طرح ہو جائے تو جس اسم کو تو چاہے پڑھے بے شک تو مشرق سے مغرب کی طرف سیر کرے گا۔

حکایت:-

امام ابو نعیم ہی نے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ میں نے بعض مشائخ سے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تیرا اپنے دل کو پہچانتا ہے میں نے کہا جی ہاں فرمایا تو جب اپنے دل کو دیکھے کہ وہ متوجہ ہوا (یکسوئی حاصل ہوئی) اور رقت پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت، مانگ یہی اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ابن ربیع السائح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے انہیں کہا مجھے اسم اعظم سکھائیے تو فرمانے لگے لکھ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم اطع اللہ یعطک کل شیء۔ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر ہر چیز تیری اطاعت کرے گی۔“

انیسواں قول:-

(اللہم) امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ”شرح جمع الجوامع“ میں حکایت کیا اور اس کے لیے یوں استدلال کیا کہ اللہ ذات پر اور میم ننانوے صفات پر دلالت کرتا ہے اس کو ابن مظفر نے ذکر کیا۔ اس واسطے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ”اللہم مجمع

الدعا "نضر بن شمیل نے کہا کہ جس نے "اللهم" کہا اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اسماء کے ساتھ پکارا۔

بیسواں قول:-

بیسواں قول "الم" لفظ اسم اعظم ہے۔ علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ "الم" اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "الم" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے اسم اعظم ہے۔ ابن ابی حاتم و ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ "الم" قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء (یعنی اسم اعظم) میں سے ہے۔

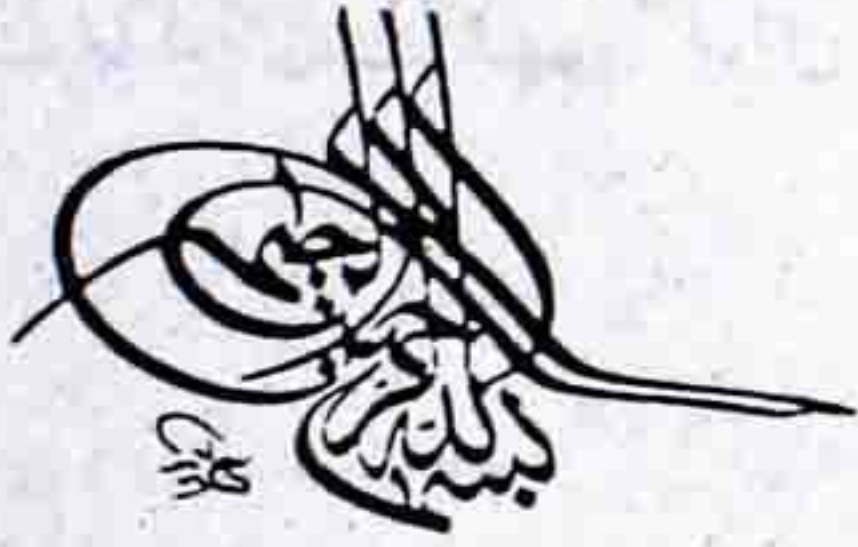
☆☆————☆☆————☆☆

الحمد للہ آج مورخہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ، ۲۴ مارچ ۱۹۹۰ء بروز اتوار اس رسالہ "الدد المنظم فی اسم الاعظم" کا ترجمہ بعد نماز ظہر شروع کیا اور بعد نماز عشاء ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے لیے اور دیگر مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔
وافوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد

السید ظفر علی مہروی

مدرسہ غوثیہ مہریہ، لودھراں





بَلَّغَ الْعُرَى بِالْحَمَلِ

پہنچے بلندی کو اپنے حمل سے

كشَفَ اللَّهُ حَمَلَهُ

دور کر دیا اندھیرے کو اپنے حمل سے

حَسُنَتْ بَيْنَ خِصَالِهِ

خوب ہیں ان کی سب خصوصیتیں

صَلَوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

ذروں بھیجوا ان پر اور ان کی آل پر (سعدی)

اعمال الفکر فی فضل الذکر

ذکر کی صدقات پر فضیلت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	غلام آزاد کرنے سے		ستر دروازے مصائب
28	ذکر کرنا زیادہ پسند ہے	25	کے بند
29	موقوف روایات	25	تقدیر کو ڈعا پھیر سکتی ہے
	دینار خرچ کرنے سے	26	ہر غم سے نکلنے کا راستہ
29	زیادہ پسند اللہ کا ذکر	26	صبح تک ہر بلا سے محفوظ
	گھوڑے راہِ خدا میں دینے		تسبیح اور ذکر سے غفلت
29	سے زیادہ پسند ذکر ہے	26	کا انجام
	تکوار چلانے سے زیادہ	27	ذکر کی صدقہ پر فضیلت
29	پسند ذکر ہے		سونا چاندی خیرات کرنے
30	ذکر کرنے والا افضل ہے	27	سے افضل عمل
30	بزرگانِ دین کے اقوال		یومِ قیامت اللہ کے
30	قحط کے زمانہ میں اللہ کا ذکر	28	نزدیک افضل بندہ
	میدان جنگ میں بھی اللہ کا		غلام آزاد کرنے کا
31	ذکر فرض عین ہے	28	ثواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعمال الفکر فی فضل الذکر

مسئلہ: ذکر، تسبیح اور دُعا کیا صدقہ کے معادل ہے اور دفع بلا میں اس کے قائم مقام ہے۔

الجواب: اس بارے میں اور صدقہ پر اس کی فضیلت کے بارے میں احادیث و آثار موجود ہیں۔

اس کا مصیبتوں کی دفع کا سبب ہونا ایسا امر ہے جس میں کوئی شک نہیں ان گنت احادیث، اذکار مخصوصہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ جو کوئی ان کو پڑھے گا بلاؤں سے، شیطان سے، بیماری سے، زہر سے اور بچھو کے کاٹے سے محفوظ رہے گا اور کوئی ناپسندیدہ امر اس کو نہیں پہنچے گی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الاذکار“ میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس طرح طبرانی اور ”کتاب الدعاء للبیہقی“ میں بکثرت احادیث موجود ہیں اس کو طوالت دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

ستر دروازے مصائب کے بند

”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ کے بارے میں صحیح حدیث ہے کہ وہ ستر دروازے (مصائب و آلام کے) جن میں ادنیٰ ہم (غم) ہے دور کر دیتا ہے۔

تقدیر کو دُعا پھیر سکتی ہے

حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور اس کو صحیح قرار دیا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تقدیر کو صرف دُعا ہی پھیر سکتی ہے۔

نیز حاکم نے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی جو (بلا) نازل ہوئی اور جو نازل نہیں ہوئی دُعا اس کے لئے نفع دیتی ہے۔ بے شک بلا اترتی ہے تو دُعا کو ملتی ہے اور قیامت تک ایک دوسرے سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ اس کی مثال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔

ہر غم سے نکلنے کا راستہ:

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی کہ ”جو شخص استغفار کو لازم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر غم سے خوشی اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اس کو بے حساب رزق عطا کرے گا۔“

صبح تک ہر بلا سے محفوظ:

ابن ابی شیبہ نے حضرت سوید بن جہل سے روایت کی انہوں نے کہا ”جس شخص نے عصر کے بعد یہ پڑھا۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“

تو یہ کلمات صبح تک پڑھنے والے کے لیے مقاتلہ کرتی رہیں گی۔

تسبیح اور ذکر سے غفلت کا انجام:

اسحاق بن راہویہ نے اپنے مُسند میں امام زہری سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مکمل پروں والا کوا لایا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کوئی پرندہ، جانور شکار نہیں کیا جاتا نہ ہی کسی بڑے کانٹے والے درخت سے پتے جھاڑے جاتے ہیں اور نہ ہی شاخیں کاٹی

جاتی ہیں مگر تسبیح کی کمی کی وجہ سے۔ اس کو ابوالشیخ نے کتاب العظمتہ میں ابن عون کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا۔ ابو نعیم نے کتاب الحلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمتہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کوئی پرندہ اور مچھلی نہیں پکڑی جاتی مگر تسبیح کے ضائع کرنے کی وجہ سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جانوروں اور زمین پر رہنے والے کیڑوں کی اجل تسبیح میں ہے جب ان کی تسبیح ختم ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحمیں قبض کر لیتا ہے۔

یزید بن مرثد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ کوئی پرندہ اور مچھلیاں شکار نہیں کی جاتیں مگر بوجہ اللہ کی تسبیح کو ضائع کرنے کے۔

ذکر کی صدقہ پر فضیلت (احادیث مرفوعہ)

ذکر کی صدقہ پر فضیلت کے بارے میں بہت سی مرفوع اور موقوف احادیث مروی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

سونا چاندی خیرات کرنے سے افضل عمل

حاکم اور ترمذی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے اچھے عمل کی خبر نہ دوں اور جو تمہارے خالق و مالک کے نزدیک زیادہ ستھرا اور تمہارے درجات میں ارفع ہے اور سونے چاندی کی خیرات کرنے سے تمہارے لئے بہتر ہے اور دشمن سے ملو تو تم ان کی گردنیں اڑادو۔

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یوم قیامت اللہ کے نزدیک افضل بندہ

ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا بندہ افضل درجہ والا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والا۔ میں نے عرض کیا کیا فی سبیل اللہ غازی سے بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر وہ اپنی تلوار کفار و مشرکین میں چلائے حتیٰ کہ خون سے رنگین ہو کر ٹوٹ جائے تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے درجہ میں افضل ہوگا۔

غلام آزاد کرنے کا ثواب

حاکم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ“ دس مرتبہ کہے وہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

غلام آزاد کرنے سے ذکر کرنا زیادہ پسند ہے

بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ صبح کی نماز سے لے کر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے اولاد اسماعیل علیہم السلام سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ان دونوں روایات میں ذکر کی فضیلت غلام آزاد کرنے پر بیان کی گئی

موقوف روایات

دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسند اللہ کا ذکر

ابن ابی شیبہ نے ”مصنف“ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی تسبیحات پڑھنا ان کی تعداد کے برابر اللہ کے راستے میں دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

انہی سے ایک اور روایت ہے کہ:

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“

پڑھنا مجھے ان کی تعداد کے برابر دینار صدقہ کرنا زیادہ پسند ہے۔

گھوڑے راہِ خدا میں دینے سے زیادہ پسند ذکر ہے

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ

پڑھنا مجھے لا تعداد گھوڑے اللہ کے راستے میں دینے سے زیادہ پسند ہے۔

تلوار چلانے سے زیادہ پسند ذکر ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ

میں تلواریں توڑنے سے اور بہت زیادہ مال خیرات کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

حضرت ابولدر داء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سو بار تسبیح پڑھنا مجھے مساکین پر سو

دینار خرچ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

ذکر کرنے والا افضل ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دو شخص ایک اللہ تعالیٰ کے راستے میں عمدہ گھوڑے دے رہا ہے اور دوسرا اللہ کا ذکر کر رہا ہے تو ذکر کرنے والا ثواب میں افضل ہے۔

انہی سے مروی ہے کہ صبح سے سورج نکلنے تک ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں عمدہ گھوڑے دینے سے افضل ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ایک شخص تمام رات سفید غلام آزاد کرے اور دوسرا قرآن مجید پڑھے یا اللہ کا ذکر کرے تو میرے نزدیک اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا اگر دو آدمی ایک مشرق سے اور دوسرا مغرب سے آئے ان میں سے ایک کے ساتھ سونا ہے جسے وہ راہ حق میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے دونوں کی ملاقات راستے میں ہوتی ہے اللہ کا ذکر کرنے والا اس سے افضل ہے۔

یہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے صدقہ پر ذکر کی تفصیل دی ہے۔

بزرگانِ دین کے اقوال

قحط کے زمانہ میں اللہ کا ذکر

ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوالاخص رضی اللہ عنہ نے کہا طلب حاجت کے وقت ایک تسبیح ذکر کی، سخت قحط و خشک سالی میں عمدہ دودھ والی اونٹنی سے

بہتر ہے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ایک آدمی کی جھولی میں بہت دینار ہیں وہ تقسیم کر رہا ہے اور دوسرا آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔ اس بارے میں آثار بہت زیادہ ہیں جس قدر ہم نے پیش کئے کافی ہیں۔

باقی عبادات پر ذکر کی فضیلت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اس کو کسی حال میں بھی چھوڑنے کی رخصت نہیں۔

میدان جنگ میں بھی اللہ کا ذکر فرض ہے

علامہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر تمہاری شدید ترین مشغولیت یعنی تلواروں کے ساتھ لڑائی کے وقت بھی فرض قرار دیا۔ ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَاللَّهُ عَالِمٌ

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔“ (کنز الایمان)

العبد العاصی

سید ظفر علی شاہ مہروی

مدرسہ غوثیہ مہریہ، لودھراں



نَعْتٌ

حضرت امام ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

الحمد لله الذي خلق من عدم

الحمد لله منشي الخلق من عدم

ثم خلق عليا ولقد

ثم الصلوة على الخاتم في القدم

مولاي صل وسلم دائما ابدا

مولاي صل وسلم دائما ابدا

علي حبيب خير المخلوقين

علي حبيبك خير المخلوقين

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے عدم سے مخلوق کو پیدا فرمایا
پھر درود اس ذاتِ عالی پر جسے سب سے پہلے (اللہ نے) پسندیدہ بنایا
وہ میرے آقا ہیں اے اللہ ان پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام ہو
جو تیرے ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور تیرے چہیتے ہیں

سہام الاصابہ
فی الدعوات المجابہ

دُعا کی مقبولیت کے اوقات
مقامات و اذکار

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
38	فصل اول.....جن لوگوں کی دُعا قبول کی جاتی ہیں
38	مظلوم مسافر اور والدین کی دُعا قبول ہوتی ہے
38	مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ فاسق ہو
38	والد کی دُعا قبول ہوتی ہے
39	روزہ دار کی دُعا رد نہیں ہوتی
39	کثرت ذکر سے دُعا قبول ہوتی ہے
40	مسلمان اور والد کے حق میں دُعا قبول ہوتی ہے
40	جلدی دُعا قبول کس کی؟
41	فرشتہ آمین کہتا ہے
41	فرمان سیدنا ابو بکر صدیق <small>رضی اللہ عنہ</small>
41	پانچ لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے
42	احرام کی حالت میں دُعا قبول ہوتی ہے
43	حجاج کی دُعا قبول ہوتی ہے
43	تین لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے
44	بیمار کی دُعا قبول ہوتی ہے
45	مشکل اور سختی کے وقت دعا قبول ہوتی ہے
45	تنگدست کی مدد کرنے سے دُعا قبول ہوتی ہے
45	نیک بزرگ کی دُعا قبول ہوتی ہے
46	محسن کی دُعا قبول ہوتی ہے

46	حافظ کی دُعا قبول ہوتی ہے
46	اجتماع میں دُعا قبول ہوتی ہے
48	فصل دوم..... وہ اوقات جن میں دُعا قبول ہوتی ہے
48	اذان و جہاد کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے:
48	اذان و اقامت کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے
49	رات کو قبولیت کی خاص گھڑی ہوتی ہے
50	آدھی رات کو دُعا قبول ہوتی ہے
51	دُعا کی قبولیت کے اور مقامات
52	سورج ڈھلنے پر دُعا قبول ہوتی ہے
53	جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی
53	یوم عرفہ پر دُعا قبول ہوتی ہے
53	پانچ راتوں میں دُعا کی قبولیت
53	ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے
54	سورۃ الرحمن کی تلاوت پر دُعا کرنا مستحب ہے
54	بعد نماز فرض دُعا قبول ہوتی ہے
55	سجدہ میں دُعا قبول ہوتی ہے
55	جب دُعا کی توفیق ہو دُعا کرے
55	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان
56	بوقت چھینک دُعا قبول ہوتی ہے
57	فصل سوم..... دُعا کی قبولیت کے مقامات
57	غزوہ خندق پر دُعا قبول ہوئی
58	مُلْتَزَم کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے

58	دُعا کی قبولیت کے تین مقام
59	فصل چہارم..... خاص مقبول دُعا ئیں
59	تیر بہدف دُعا
60	غم و پریشانی دور کرنے کی دُعا
60	اسم اعظم
61	”یا رَبِّ“ کہنے سے دُعا قبول ہوتی ہے
61	اسم اعظم:
62	دُعا کی قبولیت کے لیے پانچ عظیم کلمات
62	حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دُعا پر کتا ہلاک ہو گیا
63	صبح و شام کی عظیم دُعا
64	رد نہ ہونے والی دُعا
64	حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا
64	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دُعا
65	”یا ارحم الراحمین“ کہنے کی فضیلت
65	شب عرفہ کی عظیم دُعا
66	حاجت پوری ہونے کی دُعا
67	قرض کی ادائیگی کی اہم دُعا ئیں
68	بیدار ہونے کے بعد کی دُعا اور حاجت قبول
69	ماشاء اللہ کہنے کی برکت
69	حضرت یعقوب علیہ السلام کی دُعا (یعنی گمشدہ کے واپس آنے کی دُعا)
70	حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا (یعنی قید سے رہائی کی دُعا)
71	دُعا کی قبولیت کے لیے اللہ کی حمد اور درود شریف پڑھو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یُخِیْبُ رَاجِیْهِ وَلَا یُرِدُّ دَاعِیْهِ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ الْفَرَقَةِ الذَّاكِيَةِ

اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس سے امید رکھنے والا محروم نہیں ہوتا اور مانگنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی اور درود و سلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر اور صحابہ کرام پر جو پاکیزہ جماعت تھی۔
یہ مختصر صفحات جو مقبول دعاؤں کے بارے میں لکھے گئے ہیں۔ دعا کے قبول ہونے کے بہت سے اسباب ہیں یا تو کوئی وصف دعا کرنے والے میں موجود ہو یا وقت کے اعتبار سے کوئی فضیلت ہو یا جگہ کے اعتبار سے اہمیت ہو یا دعا کے الفاظ میں ایسے کلمات ہوں جو احادیث میں وارد ہوئے ہوں۔ میں نے اس رسالہ کا نام ”سہام الاصابہ فی الدعوات الحجابہ“ رکھا ہے اور اس کو چار فصلوں پر ترتیب دیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری مدد فرمائے اور میرا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

جن لوگوں کی دُعا قبول کی جاتی ہیں

مظلوم، مسافر اور والدین کی دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثلاث دعوات اللہ مستجاب لهن لاشك فيهن دعوة المظلوم و دعوة المسافر و دعوة الوالدین علی الوالد. (بخاری الادب المفرد ابوداؤد ترمذی)

ترجمہ: ”تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اور ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دُعا (۲) مسافر کی دُعا (۳) والدین کی بددعا اولاد کے حق میں۔“

مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ فاسق ہو:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعوة المظلوم مستحابة وان كان فاجرا ففجور علی نفسه.

(مجمع الزوائد بسند حسن)

ترجمہ: ”مظلوم کی دُعا قبول ہوتی ہے اگرچہ فاسق ہو۔ اگر فاسق ہے تو وہ اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔“

اور مسند احمد میں یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اور اس میں ”وان كان فاجرا“ کی جگہ ”وان كان كافرا“ ہے یعنی اگرچہ مظلوم کافر ہو۔

والد کی دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

دعاء والوالد يفضى الى الحجاب.

(ابن ماجه برقم ۳۸۶۳)

ترجمہ: ”والد کی دُعا حجاب تک پہنچتی ہے۔“

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ جب اولاد کے بارے میں باپ دُعا کرتا ہے تو اس کی دُعا قبول ہوتی ہے اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ (مترجم)

روزہ دار کی دُعا رد نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
ثلاثة لا ترد دعوتهم الصائم حين يفطر والامام العادل و دعوة المظلوم.

(ترمذی برقم ۳۹۶۷)

ترجمہ: ”تین شخص ایسے ہیں جن کی دُعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) روزہ دار کی بوقت افطار (۲) امام عادل کی دُعا اور (۳) مظلوم کی دُعا۔“

فائدہ:

امام پیشوا کو کہتے ہیں اور عادل انصاف کرنے والے کو جس مومن مسلمان کو یہ منصب مل جائے اور وہ انصاف کے ساتھ شریعت اسلامیہ کے عین مطابق احکام صادر کرے اور فیصلے کرے وہ امام عادل ہے۔ (مترجم)

کثرت ذکر سے دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ثلاثة ولا يرد الله دعاءهم الذكر الله كثيراً والمظلوم والامام المقسط.

(بیہقی شعب الایمان)

ترجمہ: ”تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا اللہ عزوجل رد نہیں فرماتا (۱) اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والا (۲) مظلوم اور عدل و انصاف کرنے والا امام۔“

مسلمان اور والد کے حق میں دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اربعة دعوتهم مستجابة الامام العادل و الرجال يدعوا لآخيه بظهر الغيب و دعوة المظلوم و اجل يدعوا لوالديه. (ابو نعیم حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: ”چار لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (۱) امام عادل (۲) جو غائبانہ طور پر اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دُعا کرتا ہے (۳) مظلوم کی دُعا اور (۴) والدین کے بارے میں جو شخص دُعا کرتا ہے (اس کی دُعا بھی قبول کی جاتی ہے)۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

دعوتان لیس بینہما و بین اللہ حجاب دعوة المظلوم و دعوة المرأة لآخيه بظهر الغيب. (المعجم الکبیر للطبرانی برقم ۱۱۲۳۶)

ترجمہ: ”دو دعائیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان حجاب نہیں ہوتا (۱) مظلوم کی بدعا (یعنی ظالم کے حق میں) اور اس شخص کی دُعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے پیٹھ کے پیچھے کرتا ہے۔“

جلدی دُعا قبول کس کی؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اسرع الدعاء دعاء غائب لغائب. (بخاری الادب المفرد ابوداؤد ترمذی برقم ۲۰۴۶)

ترجمہ: ”سب سے جلدی جو دُعا قبول کی جاتی ہے وہ غائب کی غائب کے لیے دُعا ہے۔“

فرشتہ آمین کہتا ہے:-

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
ان دعوة المرأة المسلم مستجابة لآخيه بظهر الغيب عند راسه ذلك
مؤكل كلما دعا لآخيه بخير قال آمين ولك مثل ذلك.

(بخاری الادب المفرد برقم ۴۲۵، مسلم، ابوداؤد برقم ۱۵۳۵)

ترجمہ: ”مسلمان کی دُعا مسلمان بھائی کے لیے جو غائبانہ طور پر کرے قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ متعین ہے جب یہ دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی اس کے مثل ہے (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے بھی وہی عطا کرے جو تو نے اپنے بھائی کے لیے مانگا ہے)۔“

فرمان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:-

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

دعوة الاخر في الله تستجاب. (بخاری الادب المفرد برقم ۴۲۴)

ترجمہ: ”بے شک مسلمان کی دُعا دوسرے دینی مسلمان بھائی کے حق میں قبول ہوتی ہے۔“

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔ دعا الاخر لآخيه في ظهر الغيب لا يردها. (مسند بزار)

ترجمہ: ”مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے لیے جو پیٹھ کے پیچھے کی جائے وہ رد نہیں ہوتی۔“

پانچ لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خمس دعوات مستجاب لهن دعوة المظلوم حتى ينتصر و دعوة الحاج حتى يصدرو دعوة الغازي حتى يقفل و دعوة المريض حتى يبرأ و دعوة الاخ لآخيه بظهر الغيب و اسرع هذه الدعوات اجابة دعوة الاخ بظهر الغيب.

(بیہقی شعب الایمان)

ترجمہ: ”پانچ دعائیں قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی بددعا جب تک کہ وہ بدلہ نہ لے لے۔ (۲) سفر حج پر جانے والے کی دعا جب تک گھر واپس نہ لوٹ آئے۔ (۳) راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک گھر واپس نہ آجائے۔ (۴) بیمار کی دعا جب تک تندرست نہ ہو جائے اور (۵) ایک مسلمان کی دعا جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے پیٹھ کے پیچھے کرے پھر ارشاد فرمایا ان دعاؤں میں جو سب سے جلدی دعا کی قبول ہو جاتی ہے وہ مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ طور پر کرے۔“

احرام کی حالت میں دعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔

اذا احرام احدکم فلیومن علی دعائه اذا قال اللهم اغفر لی فلیقل آمین ولا یلعن بہیمة ولا انسانا فان دعاءہ مستجاب ومن عم بدعائہ المؤمنین و المؤمنات امستجب لہ۔ (دیلیسی)

ترجمہ: ”جب تم سے کوئی (حج و عمرہ) کے لیے احرام باندھ لے اور دعا کرے تو اپنی دعا کو آمین پر ختم کرے جب دعا کرے کہ ”اللھم اغفر لی“ (یعنی اے اللہ میری مغفرت فرما) تو اس کے بعد آمین کہے اور تم میں سے کوئی شخص کسی انسان اور جانور پر لعنت نہ کرے کیونکہ ان کی دعا قبول ہوتی ہے اور جس نے تمام مسلمان مرد اور عورت کو اپنی دعا میں شامل کر لیا اس کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔“

حجاج کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الحجاج و العمار وفد الله ان دعوة اجابهم وان استغفر غفر لهم.

(ابن ماجہ برقم ۲۸۹۲)

ترجمہ: ”حج و عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو قبول فرماتا ہے اگر اللہ سے مغفرت طلب کریں تو اللہ مغفرت فرمادیتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الغازی فی سبیل اللہ و الحاج و المعتمر وفد اللہ دعاهم فاجابوه

وسئالوه فأعطاهم.

(ابن ماجہ برقم ۲۸۹۳)

ترجمہ: ”راہ خدا میں جہاد کرنے والا مجاہد اور حج و عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اللہ عزوجل نے انہیں بلایا تھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بات پر عمل کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ پاک نے انہیں عطا فرمایا:“

اور مسند بزار میں بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی روایت منقول ہے۔

تین لوگوں کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ثلاث حق علی اللہ ان لا یرد لهم دعوة الصائم حتی یفطر و المظلوم

حتی ینتصر و المسافر حتی یرجع.

(مسند بزار)

ترجمہ: تین لوگوں کے دعا کے قبول ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص وعدہ

فرمایا ہے۔ (۱) بوقت افطار روزہ دار کی دعا (۲) مظلوم جب تک بدلہ نہ لے

(۳) مسافر کی دعا جب تک (گھر) واپس نہ لوٹ آئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
للصائم عند افطار دعوة مستجابة. (نسائی، بیہقی، مستدرک للحاکم)

ترجمہ: روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے۔

بیمار کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا دخلت علی مریض فمره يدعوك فان دعاءه كدعاء الملائكة.

(ابن ماجہ برقم ۴۴۱)

ترجمہ: ”جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لیے دُعا کی درخواست کرو
کیونکہ بیمار کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی مثل ہے۔“

اور سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ

اغتنم دعوة المومن المبتلى.

ترجمہ: ”(فرمایا کہ) مصیبت زدہ مہمان بندہ کی دعا کو غنیمت جانو۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔

ان المبتلى تستجاب وعوته. (دیلمی)

ترجمہ: ”مثلاً (یعنی کسی بیماری یا مشکل میں) شخص کی دعا قبول ہوتی ہے۔“

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دعوة

المريض مستجابة“ یعنی بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

مشکل اور سختی کے وقت دعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من سرہ ان یتستجاب له عند الكرب والشدند فلیکثر الدعاء فی الرخاء.

(ترمذی برقم ۳۴۴۲، حاکم متدرک)

ترجمہ: ”جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا بے چینی اور مشکل وقت قبول ہو تو اسے چاہیے کہ عاقبت اور خوشحالی میں کثرت سے (اللہ تعالیٰ سے) دعا کرے۔“

تنگدست کی مدد کرنے سے دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من الہ دان تستجاب دعوة وان تکشف کربته فلیفرج من مسعر.

(مسند احمد)

ترجمہ: ”جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی دعا قبول ہو اور بے چینی دور ہو تو اس کو چاہیے کہ تنگدست شخص کی مدد کرے۔“

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ”اتقوا دعوة المعسر“ یعنی

تنگدست کی بددعا سے بچو۔ (دیلمی)

نیک بزرگ کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ یتحییمن ذی الشیبة المسلم اذا کان مسد الزوما للسنة ان

یسال فلا یعلمیہ.

(طبرانی اوسط)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ اس بات سے شرماتا ہے کہ بوڑھا شخص جبکہ صحیح راہ پر ہو اور سنت

پر عمل کرنا اپنے لیے لازم جانتا ہو وہ دعا کرے اور قبول نہ کرے۔“

محسن کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ”دُعَاءُ الْمُحْسِنِ إِلَيْهِ لِلْمُحْسِنِ لَا يَرُدُّ“ یعنی جس پر احسان کیا جائے اس کی دُعا احسان کرنے والے کے حق میں رد نہیں ہوتی۔ (یعنی دُعا قبول ہوتی ہے) (دیلیمی)

حافظ کی دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ان لحامل القرآن دعوة مستجابة يدعوبها فيستجاب له.
(نبیہتی شعب الایمان)

ترجمہ: ”حامل قرآن کی دُعا قبول ہوتی ہے جب وہ دُعا کرتا ہے۔“

فائدہ:-

حامل قرآن سے مراد بظاہر حافظ قرآن ہے اور وہ شخص بھی اسی زمرہ میں شامل ہے جو ہر وقت تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتا ہے۔ (مترجم)

اجتماع میں دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لا يجتمع ملا فيدعو بعضهم ويؤمن بعضهم الا اجابهم الله.

(متدرک للحاکم)

ترجمہ: ”جب لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اس میں سے کچھ دُعا کریں اور کچھ (لوگ)

آمین کہیں تو اللہ عزوجل ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ما اجتمع ثلاثة قط بدعوة الا كان حقا على الله ان لا يرد ايديهم .

(ابو نعیم حلیۃ الاولیاء)

ترجمہ: ”جب تین آدمی دعا مانگنے کے لیے جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ

(کرم) پر لازم کر لیا ہے کہ ان کے ہاتھ کو خالی نہ لوٹائے۔“



وہ اوقات جن میں دُعا قبول ہوتی ہے

اذان و جہاد کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ساعتان تفتح لهما ابواب السماء وقل داع ترد دعوتہ حین
يحضر الفداء و الصف فی سبیل اللہ.

(بخاری الادب المفرد برقم ۴۴۱)

ترجمہ: ”دو وقت ایسے ہیں کہ جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان اوقات میں جب کوئی دعا کرے تو بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ دعا رد کر دی جائے۔ (۱) جب اذان کا وقت ہو۔ (۲) جب راہ خدا میں صف باندھی جائے (یعنی دشمن خدا کے مقابلہ میں جنگ کے لیے مسلمان صف بستہ کھڑے ہو جائیں)۔“

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔

ثنتان لا تر دان الدعاء عند الفداء و حین الباس حتی یلحم

(مستدرک للحاکم)

بعضہم بعضاء.

(ترجمہ) دو دعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں ہوتیں۔ (۱) بوقت اذان (۲) بوقت

جہاد جب (مسلم و کافر) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں۔

اذان و اقامت کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الدعاء مستجاب ما بين الفداء و الاقامة.

(ابوداؤد برقم ۲۱، ترمذی برقم ۲۱۲، مستدرک للحاکم)

ترجمہ: ”اذان و اقامت کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے۔“

فائدہ:-

علماء کرام نے اس کے دو مطلب لکھے ہیں کہ جس وقت اذان ہو رہی ہو اور جس وقت اقامت ہو رہی ہو اس وقت دُعا قبول ہوتی ہے اور دوسرا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اذان ختم ہونے کے بعد سے اقامت کے ختم ہونے تک جو وقفہ ہے اس میں دُعا یقیناً قبول ہوتی ہے۔ (مترجم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول کی جاتی ہے تو جو شخص کسی مصیبت یا پریشانی میں مبتلا ہو تو جس وقت مؤذن اذان دے تو اس وقت غور کرے اور اذان کا جواب دے اور پھر یہ دُعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ الصَّادِقَةِ الْمُسْتَجَابَةِ الْمُسْتَجَابَ لَهَا
دَعْوَةَ الْحَقِّ وَ كَلِمَةَ التَّقْوَى أَحْيِنَا عَلَيْهَا وَ أَمِتْنَا عَلَيْهَا وَ اَبْعَثْنَا
عَلَيْهَا جُعَلْنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِهَا أَحْيَاءً وَ أَمْوَاتًا.

ترجمہ: ”اے اللہ جو رب ہے اس سچی پکار کا جو قبول شدہ ہے جو حق کی دعوت ہے اور تقویٰ کے کلمہ کی دعوت ہے ہم کو اس پر زندہ رکھ اور اسی پر موت دے اور ہم کو اسی پر اٹھالے اور ہم پھر اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔“

(مستدرک للحاکم ۱/ ۵۴۷)

رات کو قبولیت کی خاص گھڑی ہوتی ہے:-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان فی اللیل لساعة لا یو فقها رجل مسلم یسال اللہ خیرا من
امر دنیا والاخرة الا اعطاه اياه و ذلك کل لیلة.

(صحیح مسلم، احمد)

ترجمہ: ”بے شک رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جب کوئی مسلمان اس میں اللہ
تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کسی خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا
کرتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔“

آدھی رات کو دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔

فی ثلث اللیل الاخر انہا ساعة مشهودة والدعاء فیہا مستجاب.

(ترمذی برقم ۳۶۴۱، حاکم)

ترجمہ: ”رات کے تہائی آخری حصہ کے بارے میں فرمایا اس گھڑی میں ملائکہ حاضر
ہوتے ہیں اور اس میں دُعا قبول ہوتی ہے۔“

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔

تفتح ابواب السماء نصف اللیل فینادی مناد هل من دا

فیستجاب له هل من سائل فیعطی هل من مکروب فیفرج

عنه فلا یبقی مسلم یدعو بدعوة الا استجاب اللہ له الا زانیة

تسعی بفرجها او عشار. (الطبرانی بسند صحیح، احمد ۴/ ۲۱۸)

ترجمہ: ”آدھی رات کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک

پکارنے والا پکارتا ہے کیا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کیا ہے

کوئی سوال کرنے والا اس کو عطا کیا جائے، کیا ہے کوئی پریشان کہ اس کی پریشانی دور کر دی جائے۔ پس کوئی مسلمان ایسا باقی نہیں رہتا جو اس وقت دعا کرے اور اس کی دعا قبول نہ کی جائے۔ سوائے اس عورت کے جو بُرے کام میں مبتلا پھر رہی ہے یا وہ شخص جو ٹیکس وصول کرتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ رات کے کون سے حصہ میں سب سے زیادہ دعا قبول کی جاتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ“ یعنی آخری رات کے درمیانی حصہ میں۔ (مسند بزار، طبرنی)

دُعا کی قبولیت کے اور مقامات :-

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تفتح ابو السماء و يستجاب الدعاء في اربعة مواطن عند
التقاء الصفوف في سبيل الله وعند نزول الغيث و عند اقامة
الصلوة وعند روية الكعبة. (الطبرانی بسند ضعيف)

ترجمہ: ”چار موقع پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول کی جاتی ہے۔ (۱) جب جہاد فی سبیل اللہ میں مسلمانوں اور کافروں کی صفوف ایک دوسرے کے درمیان ٹکرائیں۔ (۲) نزول بارش کے وقت۔ (۳) جس وقت نماز کے لیے اقامت کہی جائے۔ (۴) جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین وقت ایسے ہیں کہ جب بندہ مومن دُعا کرے تو دُعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ قطع رحمی اور کسی گناہ کی دُعا نہ کرے۔ (۱) موذن نماز کے لیے اذان شروع کرے یہاں تک کہ اذان ختم ہو جائے۔ (۲) جب مسلمان اور کافر میدان جنگ میں آپس میں

ٹکرائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے اور (۳) نزول بارش کے وقت جب تک کہ نہ ٹھم جائے۔ (امام ابو نعیم حلیہ الاولیاء)

سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین وقت ایسے ہیں کہ ان میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو تم ان وقتوں میں دعا کا خاص اہتمام کرو۔ (۱) اذان کے وقت (۲) جب بارش ہو رہی ہو اور (۳) جب دو لشکر آپس میں ٹکرا جائیں (یعنی مسلمانوں اور کافروں کی آپس میں جنگ شروع ہو جائے)۔ (سعید بن منصور فی السنن)

سورج ڈھلنے پر دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔

اذا فاءت الایاء و هبت الاریاح فارفعوا الی اللہ حوائجکم فانها
ساعة الاوبین۔ (ابو نعیم حلیہ ۷/ ۲۲۷)

ترجمہ: ”جب سایہ ہٹ جائے (یعنی سورج غروب ہو جائے) اور ہواؤں کے جھونکے آئیں تو تم اپنی حاجات بارگاہ رب العلیمین عزوجل میں پیش کرو کیونکہ یہ نیک بندوں کے دُعا مانگنے کی گھڑی ہو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورج آسمان کے درمیان بقدر ایک تسمہ کے ہٹ جاتا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور چار رکعت نماز ادا فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کونسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا جس شخص نے یہ نماز پڑھی اس نے اپنی رات کو زندہ کیا اور یہ اس ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے

جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ جمعہ المبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جب کوئی مسلمان شخص اس میں کھڑے ہو کر نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ (بخاری کتاب الجمعة، مسلم کتاب الجمعة)

یوم عرفہ پر دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت مطلب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”من افضل الدعاء يوم عرفة“ یعنی سب سے افضل دُعا یوم عرفہ کی ہے۔ (نو ذوالحج کو یوم عرفہ کہتے ہیں) (سعید بن منصور فی السنن)

پانچ راتوں میں دُعا کی قبولیت:-

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

خمس لیال لا ترد فيها دعوة اول ليلة من رجب ليلة النصف
من شعبان وليلة الجمعة و ليلتنا العیدین. (ویلہی منذ مرفوعاً)

ترجمہ: ”پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں کوئی دُعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) ماہ رجب کی پہلی رات (۲) پندرہ شعبان کی رات (۳) جمعہ کی رات اور (۴-۵) عیدین کی رات۔ (یعنی عبد الفطر اور عید الضحیٰ)“

ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مع

کل ختمہ دعوة مستجابة“ یعنی جب بھی قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے تو ایک دُعا قبول ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ قرآن مجید کے ختم کے وقت ایک دُعا قبول ہوتی ہے اور جنت میں ایک درخت عطا ہوتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب)

سورة الرحمن کی تلاوت پر دُعا کرنا مستحب ہے:-

حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ (سورة الرحمن کی اس آیت ”كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ“ کی تلاوت کے وقت دُعا کرنا مستحب ہے۔ بعد نماز فرض دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”فريضة فله دعوة مستجابة“ یعنی جس نے فرض نماز پڑھی اس کی دُعا قبول کی جاتی ہے۔ (الطبرانی)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”من كانت له حاجة فليدع بها دبر صلاة مفروضة“ یعنی جس شخص کی کوئی حاجت ہو اس کو چاہیے کہ وہ فرض نماز کے بعد دُعا کرے۔ (ابن عساکر تاریخ دمشق)

فائدہ:-

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے فرض نماز کے بعد دُعا کے قبول ہونے کا وقت ہے اور جو سعادت مند دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتے ہیں ان کو یہ برکت حاصل ہوتی ہے کہ ان کی دُعا قبول ہوتی ہے اس لیے ہر نماز کے بعد دُعا کا خاص اہتمام کریں۔ (مترجم)

سجدہ میں دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

انی نہیت ان اقرء القرآن راكعاً و ساجدا فاما الركوع فعظموا
فيه الرب واما السجود فاجتهد وافيہ فی الدعاء فقم ان
يستجاب لكم. (ابن عساکر)

ترجمہ: ”کہ مجھے اس بات سے منع کیا گیا کہ میں رکوع اور سجدہ میں قرآن مجید کی تلاوت کروں۔ پس تم رکوع میں اللہ تعالیٰ عظمت بیان کرو اور سجدہ میں خاص توجہ کے ساتھ دُعا کرو وہ دعا اس لائق ہے کہ قبول کر لی جائے۔“ (یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم کتاب الصلوٰۃ میں ابو داؤد اور نسائی سے بھی مرفوعاً منقول)۔

جب دُعا کی توفیق ہو دُعا کرے:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اذا فتح

علی العبد الدعاء قلید عروبه فاللہ تعالیٰ يستجب“ یعنی جب بندہ پر دُعا کا دروازہ کھول دیا جائے تو وہ اپنے رب سے دُعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول کرتا ہے (مطلب یہ ہے دُعا کی توفیق مل جائے)۔ (ترمذی برقم ۳۶۱۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان:-

حضرت خالد الخدّاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمایا

کرتے تھے کہ جب تم دیکھو کہ رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو (یعنی اس وقت دُعا قبول ہوتی ہے)۔

(امام احمد کتاب الزہد)

بوقت چھینک دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابی رہم سمعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ان مما يستجاب عنده الدعاء العطاس“ یعنی چھینک کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے۔ (طبرانی بسند حسن)

فائدہ:-

جب چھینک آئے سنت یہ ہے کہ ”الحمد لله“ کہے اور سننے والا ”یرحمك الله“ کہے۔ (مترجم)



دُعا کی قبولیت کے مقامات

غزوه خندق پر دُعا قبول ہوئی:-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پیر منگل اور بدھ کے دن مسجد یعنی مسجد الفتح میں دعا کی۔ آپ کی دعا بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی مشکل کام درپیش آجاتا تو میں اسی وقت کا خیال رکھتا تھا اور اسی وقت بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان میں دعا کرتا تو میں جان لیتا کہ میری دعا قبول ہوگئی۔
(بخاری الادب المفرد برقم ۷۰۳، مسند احمد)

فائدہ:

اس غزوه کو احزاب بھی کہا جاتا ہے یہ غزوه ۵ ہجری ماہ شوال میں وقوع ہوا۔ بعض علماء کہتے ہیں یہ ذی قعدہ میں پیش آیا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمایا یہ غزوه ۵ھ میں وقوع ہوا اور یہی صحیح ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ۸ شوال یا ذی قعدہ کو غزوه خندق کے لیے نکلے اس میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور مشرکین کی تعداد دس ہزار بارہ ہزار اور ایک روایت کے مطابق پندرہ ہزار تھی۔ اس لشکر کی تیاری کے لیے قریش، عطفان، قریظہ، نضیر اور دیگر مشرک قبائل جمع ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس مہم میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ چھ صحابہ کرام نے اس غزوه میں جام شہادت نوش کیا۔ اور مشرکین کے چار افراد واصل جہنم ہوئے۔

(بذل القوة فی حوادث سنی النبوه از علامہ ہاشم ٹھٹوی رحمہ اللہ)

اسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے تین دن دعا فرمائی تھی جو قبول ہو گئی اور جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا وہاں بعد میں مسجد بنا دی گئی اور اس کا نام الفتح مسجد رکھ دیا گیا۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے تیز ہوا (آندھی) بھیج دی جس کی وجہ سے مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے۔ (مترجم)

مُلْتَزِمٌ کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ما بین الرکن و المقام ملتزم ما يدعوبه صاحب عاهة إلا برى" یعنی حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ملتزم ہے جو بھی شخص مشکل میں ہو یہاں دُعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف (مشکل) دور کر دیتا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

سعید بن منصور اور بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ملتزم ہے اس جگہ جو بھی شخص اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے اس کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ (سعید بن منصور فی السنن)

دُعا کی قبولیت کے تین مقام:-

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین جگہ ایسی ہیں جب وہاں کوئی شخص دعا کرے تو رد نہیں ہوتی۔ (۱) اس شخص کی دعا جو جنگل میں ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ (۲) اس شخص کی دعا جو کچھ لوگوں (یعنی مجاہدین کی جماعت) کے ساتھ ہو پھر اس کے رفیق اسے چھوڑ جائیں مگر وہ ڈٹا رہے۔ (۳) اور اس شخص کی بھی دعا قبول کی جاتی ہے جو آدھی رات کو اٹھ کر نماز ادا کرے۔ (ابو نعیم حلیۃ الاولیاء)

خاص مقبول دُعائیں

تیر بہدف دُعا:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا ایک شخص نے اس طرح دُعا مانگی: "يَا بَدِيْعُ السَّمَوَاتِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنِّي اَسْئَلُكَ" تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو اس نے کس چیز کے ساتھ دُعا کی مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اللہ کے نام کے ساتھ دُعا کی ہے جب اس کے ذریعہ دُعا کی جاتی تو اللہ تعالیٰ (فوراً) قبول فرماتا ہے۔

(بخاری الادب المفرد برقم ۷۰۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ ہم سرکارِ دو عالم ﷺ کے ہمراہ تھے ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا پس جب اس نے رکوع اور سجدہ کیا تو اس میں یوں دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بَدِيْعُ
السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسمِ اعظم کے ذریعہ دُعا کی ہے جب اس کے ذریعہ سے دُعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے تو جب اس کے ذریعہ سے سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے (گویا کہ یہ دونوں دُعائیں اسمِ اعظم ہیں)۔

(مستدرک للحاکم ۱/۵۰۳ ابوداؤد فی السنن برقم ۱۳۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ
بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ.

یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ذریعہ سے دُعا مانگ رہا ہے کہ جب اس سے اس نام کے ذریعہ سے دُعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے جب اس نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (المستدرک للحاکم ۱/۵۰۴)

غم و پریشانی دور کرنے کی دُعا:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رنج و غم اور بے چینی مبتلا ہو یا کسی صاحب اقتدار سے خوف زدہ ہو پھر اگر ان (مندرجہ ذیل) کلمات کے ساتھ دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے دعا یہ ہے۔

أَسْأَلُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ ۝ وَأَسْأَلُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ
الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ وَأَسْأَلُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ
السَّبْعِ وَالْأَرْضَيْنِ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

پھر (اس دعا کے بعد) تو اللہ تعالیٰ اپنی حاجت سوال کر (قبول ہوگی)۔

(بخاری الادب المفرد برقم ۷۰۹)

اسم اعظم:-

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو

اس طرح کہتے ہوئے سنا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ
الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے جب اس کے ذریعہ سے سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

(المستدرک حاکم، ترمذی برقم ۳۵۳۲، ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان)

”يَا رَبِّ“ کہنے سے دعا قبول ہوتی ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص چار مرتبہ ”يَا رَبِّ يَا رَبِّ“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں موجود ہوں تیری بات سن رہا ہوں تو مانگ میں عطا کروں گا۔

(مسند بزار، ابن ابی الدنیائی، الدعاء)

اسم اعظم:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ نام تعلیم فرمادیں جب اس کے ساتھ دعا کروں تو قبول ہو جب سوال کروں تو عطا ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے چہرہ انور کو ایک طرف پھیر دیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ (اس کے بعد) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں وضو کیا پھر یوں دعا کی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَ

بِاسْمِكَ الْعَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أُجِبَتْ بِهِ وَإِذَا سُئِلَتْ بِهِ
أَعْطِيَتْ.

آپ ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اسم اعظم انہی کلمات میں
ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم جس کے ذریعہ سے دُعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے
سورۃ آل عمران کی اس آیت میں ہے:

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.
(المعجم الكبير رقم ۱۲۷۹۲)

دُعا کی قبولیت کے لیے پانچ عظیم کلمات :-

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو
یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص ان پانچ کلمات کے ذریعہ سے دُعا کرتا ہے اور جس چیز کا
اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے اور وہ کلمات یہ ہیں۔

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۲) اللَّهُ أَكْبَرُ (۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
(۴) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۵) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

(الطبرانی فی الکبیر ۱۹/۳۶۱/۸۳۹)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دُعا پر کتا ہلاک ہو گیا :-

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز

عصر پڑھ رہے تھے کہ ایک کتا آپ کے آگے سے گزرنے لگا تا کہ آپ کی نماز قطع کر دے یہ دیکھ کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کتے کو بددعا دی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کتے کو ہلاک کر دیا جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو نے اس کتے کو کن الفاظ میں بددعا کی تھی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کلمات یہ تھے:

سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَهْلِكَ هَذَا الْكَلْبُ
قَبْلَ أَنْ يَقْطَعَ عَلَيَّ نَبِيَّكَ صَلَاتَهُ.

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک تو نے ایسے کلمات کے واسطے سے دُعا کی ہے کہ ان کو پڑھ کر آسمان و زمین کے درمیان بسنے والوں موزیوں کے لیے بددعا بھی کرتا تو قبول کر لی جاتی (یعنی تمام موزی ہلاک ہو جاتے)۔
(المعجم الکبیر)

صبح و شام کی عظیم دُعا:-

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو ایسی حدیث نہ بتاؤں جو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مرتبہ سنی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بار بار سنی ہے کہ جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت یہ دُعا پڑھے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنْتَ تَهْدِينِي وَأَنْتَ تَطْعِمُنِي وَأَنْتَ
تَسْقِينِي وَأَنْتَ تُمِيتُنِي وَأَنْتَ تَحْيِينِي.

پھر اللہ تعالیٰ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمادے گا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میری ملاقات حضرت عبد

اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور میں نے ان کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے فرمایا یہ کلمات وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرماتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کلمات کے ذریعہ سے ہر روز سات مرتبہ دُعا کیا کرتے تھے تو آپ جس چیز کا بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے، اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتا تھا۔ (طبرانی فی الاوسط)
 رد نہ ہونے والی دُعا:-

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسی دُعا ہے جو رد نہ کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں تو اس طرح دُعا کیا کر۔

أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْأَعْلَى الْأَعَزُّ الْأَجَلُّ الْأَكْرَمُ

(یعنی ان کلمات کو پڑھ دُعا کرنے سے اللہ تعالیٰ دُعا قبول فرماتا ہے اور عطا کرتا ہے۔) (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا:-

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مچھلی والے یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ“ ایسی عظیم دُعا ہے جو مسلمان اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اس کی دُعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (المستدرک حاکم ۱/۵۰۵)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دُعا:-

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اس طرح

دُعا کی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ وَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ وَمَرَاقَةً
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ جَنَّةِ الْخُلْدِ.

تو رسول اللہ ﷺ نے میری یہ دُعا سن کر ارشاد فرمایا اب تم سوال کرو اللہ
تعالیٰ تیرا سوال پورا فرمائے گا۔ (المستدرک للحاکم ۳/ ۳۱۷)

”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ کہنے کی فضیلت:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک شخص کے
قریب سے گزرے جو اس طرح دُعا کر رہا تھا ”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ یہ سن کر رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا تو مانگ اللہ تعالیٰ کی خاص توجہ تیری طرف ہے۔

(المستدرک للحاکم ۱/ ۵۴۴)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ
ایک فرشتہ اس شخص کے لیے مقرر ہے جو ”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ کہتا ہے۔ جو شخص تین
مرتبہ ”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ کہتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے بے شک ارحم الراحمین نے
تیری طرف توجہ فرمائی تو سوال کر اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔ (المستدرک للحاکم)

شبِ عرفہ کی عظیم دُعا:-

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے
فرمایا کہ جو شخص عرفہ کی رات یہ دس کلمات ایک ہزار مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے
جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے عطا کر دیا جاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ قطع رحمی
یا کسی گناہ کی دُعا نہ کرے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

(۱) سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ

(۲) سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْأَرْضِ مَوْطِنُهُ

(۳) سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ

(۴) سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ

(۵) سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ

(۶) سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْقُبُورِ قَضَاؤُهُ

(۷) سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْهَوَاءِ رُوحُهُ

(۸) سُبْحَانَ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاءَ

(۹) سُبْحَانَ الَّذِي وَضَعَ الْأَرْضَ

(۱۰) سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَنجَاءَ مِنْهُ إِلَّا إِلَيْهِ

(مسند ابو یعلیٰ ۹/۲۶۴/۵۳۸۰ طبرانی فی الکبیر ابن ابی الدنیا)

فائدہ:-

کچھ محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا اور عرفہ کی رات سے مراد ۹ ذوالحجہ کی رات (واللہ اعلم)۔

حاجت پوری ہونے کی دُعا:-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو کوئی حاجت طلب کرے اور چاہتا ہو کہ میری حاجت پوری ہو اور عطا کیا جائے تو یہ دُعا پڑھا کرو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

كَانَهُمْ يَوْمَ يَرُونَ مَا يُوْعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ

بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ.

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا.

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ
الْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ آثِمٍ. اللَّهُمَّ لَا تَدْعُ ذَنْبًا
إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا حَاجَةً مِنْ
حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ إِلَّا قَضَيْتَهَا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
الرَّاحِمِينَ. (اطبرانی فی الصغیر برقم ۳۴۱)

فائدہ:-

اس دُعا کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ جائز حاجت کو پورا فرمادیتا ہے۔ (مترجم)

قرض کی ادائیگی کی اہم دُعا میں:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیٹی کیا میں تجھے ایسی دُعا نہ سکھا دوں جو سرکارِ دو عالم
ﷺ نے مجھے سکھائی تھی اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سکھاتے تھے اگر تیرے
اوپر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو یہ دُعا پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری طرف سے اس کی
ادائیگی فرمادے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی ضرور
مجھے بتائیں تو آپ نے فرمایا اس طرح دُعا کیا کر۔ (دُعا یہ ہے)

اللَّهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَ كَاشِفَ الْغَمِّ وَ الْكَرْبِ مُجِيبَ دَعْوَةِ
الْمُضْطَرِّ رَحْمَانَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ رَحِيمَهُمَا أَنْتَ تَرْحَمُنِي
فَارْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِينِي عَمَّنْ سِوَاكَ. (حاکم المستدرک البزار)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضور ﷺ نے
ارشاد فرمایا کہ تم کو ایسی دُعا نہ سکھا دوں کہ جب تم وہ دُعا کرو گے تو اگر اُحد پہاڑ کے

برابر قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ ادا (یعنی اسباب پیدا) فرمادے گا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي
اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ
تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ. رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ
رَحِيمَهُمَا تُعْطِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ أَرْحَمَنِي رَحْمَةً
تُغْنِينِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ. اللَّهُمَّ اغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ وَأَقْضِ
عَنِّي الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِي فِي عِبَادَتِكَ وَجِهَادِي فِي سَبِيلِكَ.

(الطبرانی فی الکبیر ۲۰/۳۲۳/۳۳۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے فرمایا کیا میں تم کو وہ کلمات نہ
بتاؤں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے اگر تمہارا قرض شبیر پہاڑ کے برابر بھی
ہو تو اللہ تعالیٰ ادا (یعنی اسباب پیدا) فرمادے تو اس طرح دعا کیا کرو (دعا یہ ہے)۔

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ
سِوَاكَ.

بیدار ہونے کے بعد کی دعا اور حاجت قبول:-

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رات کو سوتے ہوئے
جب بیدار ہو تو ان کلمات کو پڑھے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهُ. اللَّهُمَّ إِنِّي
أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَإِنَّهُمَا بِيَدِكَ لَا يَمْلِكُهُمَا أَحَدٌ

سَوَاكٌ.

یہ دُعا پڑھنے پر اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے۔ اے جبرائیل (علیہ السلام) اس بندہ کی حاجت کو پورا کر دو۔ (ابو نعیم حلیۃ الاولیاء ۸/۳۶۶)

ماشاء اللہ کہنے کی برکت :-

حضرت یحییٰ بن سلیم طائفی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے روایت کی ہے جس نے ان سے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت کی دُعا کی۔ حاجت پوری ہونے میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ماشاء اللہ کہا یہ کہتے ہی آپ کی حاجت پوری ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں عرض کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو بتایا کہ تم نہیں جانتے کہ تم نے جو ماشاء اللہ کیا ہے اس نے تم کو اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا اور تمہاری حاجت پوری ہو گئی۔ (کتاب الزهد امام احمد)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی دُعا (یعنی گمشدہ کے واپس آنے کی دُعا):

حضرت عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ملک الموت کی نگاہ میں دنیا میں سب سے زیادہ معزز و محترم تھے۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت مل گئی۔ جب ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ علیہ السلام نے ملک الموت کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی روح قبض کی تھی؟ ملک الموت نے فرمایا نہیں۔ پھر ملک الموت نے فرمایا اے حضرت یعقوب علیہ السلام میں آپ کو کچھ کلمات نہ سکھاؤں۔ آپ نے فرمایا ضرور سکھائیں تو ملک الموت نے فرمایا آپ یوں پڑھا کریں۔

يَا ذَا الْمَعْرُوفِ الَّذِي لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا وَلَا يُحْصِيهِ غَيْرُكَ.

راوی کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی رات ان الفاظ کے ذریعہ
دُعا کی تو ابھی سورج طلوع نہیں ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ مبارک آپ علیہ السلام
کے چہرہ پر ڈال دیا۔ (کتاب الزهد از عبد اللہ بن احمد)

اس روایت کو ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الفرج بعد الشدة“ میں
نقل کیا ہے مگر اس میں اس طرح روایت ہے ملک الموت نے حضرت یعقوب علیہ السلام
سے کہا، کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب بھی آپ ان کے ذریعہ سے اللہ
تعالیٰ سے سوال کریں تو آپ کو عطا کیا جائے گا۔

حضرت ابراہیم بن خلاد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام
حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے اپنی
مصیبت کا ذکر کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسی دُعا نہ بتاؤں کہ
جب اس کے ذریعہ سے دُعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو آسان کر دے گا۔ وہ
دُعا یہ ہے۔

يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ كَيْفَ هُوَ إِلَّا هُوَ وَيَا مَنْ لَا يَبْلُغُ قُدْرَتَهُ غَيْرُهُ
فَرِّجْ عَنِّي.

چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ دُعا پڑھی تو آپ کے پاس حضرت
یوسف علیہ السلام کی خوشخبری دینے والا آ گیا۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا (یعنی قید سے رہائی کی دُعا):

حضرت ابو عبد اللہ ”موذن طائف“ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام
حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کیا آپ کا قید میں رہنا مشکل
ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو یہ دُعا تعلیم فرمائی۔

اللَّهُمَّ جَعَلْ لِي مِنْ كُلِّ مَا أَهَمَّنِي وَأَكْرَبُنِي مِنْ أَمْرِ دُنْيَايَ
وَأَمْرِ آخِرَتِي فَرْجًا وَمَخْرَجًا وَرِزْقًا مِنْ حَيْثُ لَا أَحْتَسِبُ
وَاعْفِرْ لِي ذَنْبِي وَثَبِّتْ رَجَائِي وَأَقْطَعْ عَنِّي سِوَاكَ حَتَّى لَا أَرْجُو
أَحَدًا غَيْرُكَ. (ابن ابی الدنيا)

حضرت صالح بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ جو قریش میں تھے بیان کرتے ہیں کہ
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا آپ اپنی دُعا میں یوں کہا
کریں ”یا کَثِیرَ الْخَیْرِ یا دَائِمَ الْمَعْرُوفِ“ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے دُعا میں یہ
کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا تو نے مجھ سے ایسی دُعا مانگی ہے اگر
تیرے دونوں بیٹے مردہ ہوتے تو میں تیرے لیے ان کو زندہ فرما دیتا۔ (ابن ابی الدنيا)
دُعا کی قبولیت کے لیے اللہ کی حمد اور درود شریف پڑھو:-

حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی۔ بعد نماز اس نے اس طرح
دُعا ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي“ اس شخص کی دُعا کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز سے پڑھ کر بیٹھے تو اول اللہ تعالیٰ کی حمد
بیان کر جو اس کی شان کے لائق ہے اور پھر مجھ پر درود بھیج پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ۔
اس کے بعد پھر ایک شخص آیا نماز پڑھی اور نماز کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء
کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے نمازی
دُعا مانگ اللہ تعالیٰ تیری دُعا قبول کرے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸ / ۳۰۸ / ۷۹۳)
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر دُعا رُکھی رہتی ہے جب تک کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پاک پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی)

حضرت احمد بن حواری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوسلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرنا ہو تو ابتداء میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجو پھر اپنی حاجت کا سوال کرو اور درود شریف پڑھ کر دُعا کو ختم کرو کیونکہ یہ دونوں ایسی دُعائیں ہیں جو رو نہیں ہوتی پھر ان دونوں کے درمیان والی دُعا کس طرح نامقبول ہوگی۔ (ابن عساکر تاریخ دمشق)

تمت بحمد اللہ دعونہ

وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم



تسبیح کی شرعی حیثیت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
75	تسبیح سنت
75	انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم
75	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیح شمار کرنا
76	کنکریاں بطور تسبیح
77	دھاگہ میں گرہ لگا کر تسبیح پڑھنا
78	یاد دلانے کے لیے تسبیح بہترین ذریعہ ہے
78	تسبیح انگلیوں پر شمار کرنا افضل ہے
79	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل
79	بوقت غسل انگلیاں حرکت کرنے لگی
79	تسبیح کا ہاتھ میں گھومنا
80	تسبیح کا ایک ایک دانہ گھومنا
80	دل، ہاتھ اور زبان سے اللہ کی یاد
81	تسبیح کی برکات



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

حمد و صلاۃ کے بعد۔ تسبیح کے بارے میں یہ سوال طوالت پکڑ گیا کہ کیا سنت میں اس کی کوئی اصل ہے؟

تو میں نے اس بارے میں یہ ”جز و حصہ“ جمع کیا ان احادیث و آثار کا اتباع کرتے ہوئے جو اس بارے میں وارد ہیں۔ واللہ المستعان۔

تسبیح سنت :-

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور حاکم نے اس کی تصحیح کی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اپنے مبارک ہاتھ سے تسبیح کا عقد فرما رہے ہیں۔

انگلیوں پر شمار کرنے کا حکم :-

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے حضرت بسیرہ رضی اللہ عنہما سے جو مہاجرات سے تھیں روایت کی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے اوپر تسبیح، تہلیل اور تقدیس کو لازم کر لو اور غافل نہ ہونا۔ توحید کو بھول جاؤ گی۔ اور پوروں کے ساتھ عقد کرو ان سے پوچھا جائے گا اور ان کو بلوایا جائے گا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا کھجور کی گٹھلیوں پر تسبیح شمار کرنا :-

ترمذی، حاکم اور طبرانی نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میرے آگے چار ہزار کھجور کی گٹھلیاں تھیں جن کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اے ”حیی“ (آپ کے والد کا نام) کی بیٹی

یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ان سے تسبیح پڑھ رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب سے میں تم سے اٹھ کر گیا ہوں میں نے اس سے زیادہ تسبیح پڑھ لی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی سکھائیے۔ آپ نے فرمایا کہ تو ”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ“ پڑھا کر۔ یہ روایت صحیح ہے۔

نیز ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی اور اس کو حسن کہا نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی اور سب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس گئے اس کے آگے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں اور وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے زیادہ آسان اور بہتر تسبیح بتاتا ہوں اس طرح پڑھا کرو۔

”سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقِ اللَّهِ الْكَبِيرِ“
مثل اس کے ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ بھی اس طرح، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ بھی اسی طرح ”لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ بھی اسی طرح۔

کنکریاں بطور تسبیح :-

جزء ہلال حفار، معجم الصحابہ للبعثی، اور تاریخ ابن عساکر میں معتمر بن سلیمان کے طریق سے حضرت ابو صفیہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ کے غلام سے مروی ہے کہ ان کے لیے چمڑے کا فرش بستر رکھا جاتا تھا اور ایک زنبیل لایا جاتا تھا جس میں کنکریاں ہوتی تھیں وہ ان کے ساتھ دو پہر تک تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر اٹھائی جاتی تھیں جب وہ پہلی نماز پڑھ لیتے تو دوبارہ کنکریوں کو لایا جاتا اور وہ شام تک تسبیح پڑھتے رہتے۔

امام احمد نے اس کو ”کتاب الزُّهْد“ میں حضرت یونس بن عبید بن عبد اللہ کی ماں

سے روایت کیا وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو صفیہ رضی اللہ عنہ کو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور ہمارے ہمسائے تھے دیکھا وہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔

ابن سعد نے حکیم بن دلمی سے روایت کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت سعد کی لونڈی سے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ یا گٹھلیوں کے ساتھ۔

دھاگہ میں گرہ لگا کر تسبیح پڑھنا:-

ابن سعد نے ”طبقات“ میں کہا ہمیں خبر دی حضرت عبید اللہ بن موسیٰ نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے جابر سے انہوں نے ایک عورت سے اس نے انہیں بتایا کہ حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم گرہ لگے ہوئے دھاگے کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔

عبداللہ بن امام احمد رحمہ اللہ نے ”زوائد الزہد“ میں نعیم بن محرز بن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں ہزار گرہیں تھیں جب تک ان کے ساتھ تسبیح نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ”زہد“ میں قاسم بن عبدالرحمن سے روایت کیا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں تھیں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد ان کو ایک ایک کر کے نکالتے اور ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے حتیٰ کہ وہ ختم ہو جاتیں۔

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ ٹکڑے شدہ گٹھلیوں کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

یاد دلانے کے لیے تسبیح بہترین ذریعہ ہے:-

دیلمی نے ”مسند الفردوس“ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ”نِعْمَ الْمَذْكُورُ السُّبْحَةُ“ یعنی تسبیح بہترین یاد دلانے والی ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کنکریوں کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ ابونضرہ کے طریق سے انہوں نے طفاوہ کے ایک آدمی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں ابراہیم کے ہاں گیا ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ وہ ختم ہو گئیں۔

زاذان سے روایت کی کہ میں نے ام یعفور سے اس کی تسبیح لیں جب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ ام یعفور کی تسبیح ان کو واپس کر دو۔

تسبیح انگلیوں پر شمار کرنا افضل ہے:-

پھر میں (امام سیوطی رضی اللہ عنہ) نے ”کتاب تحفۃ العباد“ اور مصنف متاخر جو جلال بلقینی کے معاصر ہیں میں ایک بہترین فصل تسبیح کے بارے میں دیکھی جس میں انہوں نے یہ کہا کہ:

بعض علماء نے کہا کہ تسبیح کا انگلیوں کے ساتھ عقد کرنا تسبیح سے افضل ہے۔ حضرت ابن عمرو کی حدیث کی وجہ سے کہا جائے گا کہ بے شک تسبیح پڑھنے والا اگر غلطی سے بے خوف ہو تو پوروں سے عقد کرنا افضل ہے ورنہ تسبیح بہتر ہے بے شک تسبیح ایسے سادات نے (ہاتھ میں) لی جن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جن پر اعتماد کیا جاتا ہے جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس ہزار گروہ والا دھاگہ تھا جب تک اسکے ساتھ بارہ ہزار تسبیح نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ یہ عکرمہ نے کہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل :-

سنن ابوداؤد میں ابونضرہ غفاری کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا مجھے طفاوہ کے ایک شیخ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں مدینہ منورہ میں قیام کیا میں نے ان سے زیادہ بہتر مہمان نواز کوئی نہیں دیکھا وہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں کہ ہم ایک دن ان کے ہاں تھے وہ اپنی چارپائی پر تھے انکے ساتھ ایک تھیلی تھی جس میں کنکریاں یا گٹھلیاں تھیں اور نیچے ایک سیاہ فام لونڈی تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کنکریوں سے تسبیح پڑھتے رہے حتیٰ کہ جب وہ ختم ہوئیں تو آپ نے وہ تھیلی اس لونڈی کی طرف ڈال دی تو اس نے ان کو تھیلی میں دوبارہ ڈال کر آپ کو دے دیا اور آپ تسبیح پڑھنے لگے۔

حافظ عبدالغنی نے کمال میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ وہ دن میں ایک لاکھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔

بوقت غسل انگلیاں حرکت کرنے لگی :-

نیز مسلمہ بن شیبہ سے ذکر کیا انہوں نے کہا کہ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ دن میں چالیس ہزار تسبیح پڑھا کرتے تھے جب ان کو غسل دینے کے لئے رکھا گیا تو اپنی انگلیوں کو تسبیح کے ساتھ حرکت دیتے تھے۔ یہ معلوم و محقق ہے کہ ایک لاکھ بلکہ چالیس ہزار اور اس سے کم بھی پوروں سے شمار نہیں کیا جاسکتا تو اس سے یہ بات صحیح و ثابت ہوگئی کہ وہ آلہ کے ساتھ شمار کرتے تھے۔ واللہ اعلم

تسبیح کا ہاتھ میں گھومنا :-

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تسبیح تھی ایک رات وہ کھڑے

ہوئے تھے تسبیح آپ کے ہاتھ میں تھی۔ تسبیح گھومنے لگی تو انہوں نے اپنے بازو پر توجہ
والتفات کی وہ تسبیح پڑھنے لگی۔ حضرت ابو مسلم نے التفات کیا اور تسبیح ان کے ہاتھ میں
گھوم رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی ”سبحانک یا منبت النبات و یادائم الثبات“
تو وہ کہنے لگے اے ام مسلم عجیب سے بہت عجیب چیز دیکھئے۔ ام مسلم آئی تو
دیکھا کہ تسبیح گھوم رہی ہے اور تسبیح پڑھ رہی ہے۔ جب وہ بیٹھی تو تسبیح خاموش ہو گئی۔
اس کو ابو القاسم ہبہ اللہ بن الحسن الطبری نے کرامات الاولیاء میں ذکر کیا۔

تسبیح کا ایک ایک دانہ گھومتا:-

شیخ امام عارف عمر البزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ ابو الوفاء کاکیش ابوالعربی
عبدالرحمن کی تسبیح، جو انہوں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی حضرت سیدنا غوث
الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دی تھی جب ان کو زمین پر رکھتے تو ایک ایک دانہ اکیلا گھومنے لگ جاتا۔
دل ہاتھ اور زبان سے اللہ کی یاد:-

قاضی ابو العباس احمد بن خلکان نے ”وفیات الاعیان“ میں ذکر کیا کہ ایک
دن حضرت ابو القاسم جنید بن محمد طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی گئی تو انہیں کہا گیا تم
باوجود اپنے شرف کے اپنے ہاتھوں میں تسبیح لیتے ہو تو انہوں نے فرمایا وہ طریقہ جس
کے ذریعہ میں اپنے رب تک پہنچا میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں
نے اس بارے میں ایک مسلسل حدیث روایت کی۔ وہ یہ ہے:

ہمیں ہمارے شیخ امام ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور
ان کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی یہ سند حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچاتے ہوئے کہا
کہ حضرت عمر مالکی نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے استاد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کو دیکھا اور ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی تو میں نے عرض کی اے استاذ آپ اپنی عظیم

الشان اور حسن عبادت کے باوجود تسبیح ابھی تک لئے ہوئے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ شی ہے جس کو ہم نے ابتداء میں استعمال کیا تو نہایات میں ہم نے اس کو نہیں چھوڑا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل ہاتھ اور زبان کے ساتھ یاد کروں۔

اگر تسبیح ہاتھ میں لینے میں ان سادات اولیاء کی موافقت اور ان کی لڑی میں داخل ہونا اور ان کی برکتیں طلب کرنا نہ ہوتا تو بھی یہ اس اعتبار سے اہم الامور میں سے ہوتی۔ تو اس کا کیسے انکار کیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے والی ہے۔ کیونکہ انسان جب بھی تسبیح کو دیکھتا ہے تو ایسا بہت کم ہے کہ وہ خدا کو یاد نہ کرے اور یہ اس کے بڑے فوائد سے ہے اور اسی کے ساتھ اس کا نام بعض سلف نے رکھا اور اس کے فوائد میں سے استقامت علی الدوام الذکر ہمیشہ ذکر کرنے پر مدد لینا بھی ہے۔ جب بھی اس کو دیکھا تو یاد کیا کہ یہ آلہ ذکر ہے تو یہ اس کو ذکر کرنے کے لیے کھینچ لیتا ہے۔ کتنا بہترین سبب ہے اللہ عزوجل کے ذکر کے دوام کی طرف پہنچانے والا ہے۔ بعض سلف تو اس کا نام ”حب الوصل“ اور بعض ”رابطۃ القلوب“ رکھتے تھے۔

تسبیح کی برکات :-

مجھے (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اس شخص نے خبر دی جس کی بات پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ وہ ایک قافلہ کے ساتھ بیت المقدس کے راستہ میں تھا تو ایک عرب کے گروہ نے ان پر حملہ کر دیا اور سارے قافلہ کا لباس اتار لیا۔ اور ان کے ساتھ میرا لباس بھی انہوں نے اتارا جب انہوں نے میری دستار اتاری تو اس سے میرے سر سے تسبیح گر گئی۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو تسبیح والا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے مجھ سے لیا تھا واپس کر دیا اور میں ان سے سلامتی کے ساتھ واپس آ گیا۔

اے میرے بھائی تو اس مبارک اور چمکنے والے آلہ کو دیکھ اور اس نے دنیا و

آخرت کی جس خیر کو دیکھا اس کو دیکھ۔ سلف و خلف سے مجھے کوئی ایسی روایت نہیں ملی کہ انہوں نے تسبیح کے ساتھ ذکر کو شمار کرنے سے منع کیا ہو۔ بلکہ اکثر تو اس کے ساتھ شمار کرتے ہیں اور اس کو مکروہ نہیں سمجھتے۔

بعض کو دیکھا گیا کہ وہ تسبیح کو گن رہے ہیں تو انہیں کہا گیا۔ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھی شمار کرتے ہو۔ تو انہوں نے کہا نہیں میں تو اس کے لیے شمار کرتا ہوں۔ (یعنی میں ذکر کو شمار کر کے اس پر کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ اس کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گن رہا ہوں)۔

اور مقصود یہ ہے کہ ذکر شریف محدود جو سنت پاک میں آیا ہے پوروں کے ساتھ غالباً شمار نہیں کیا جاسکتا اگر اس کا حصر ممکن ہوتا یہ خشوع کو ختم کر دیتا حالانکہ اصل مقصود تو خشوع ہی ہے۔

ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں بکر بن حسین سے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا جو پہلے کرامات الاولیاء کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

امام عماد الدین مناوی رضی اللہ عنہ نے تسبیح کے بارے میں کہا۔

ومنظومة الشمل یخلوبها اللیب فتجمع من همتصه

اذا ذکر الله جل اسمه علیها تفرق من هیبة



الحمد للہ اس رسالہ کا ترجمہ آج مورخہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ، ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء بروز

ہفتہ بوقت دس بجے شب مکمل ہوا۔

العبدالراجی الی رحمة ربہ العلی القوی

السید ظفر علی مہروی

مدرسہ غوثیہ مہریہ، لودھراں

المتوكلی

قرآن میں غیر عربی حروف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
88	قرآن میں وارد حبشی زبان کے الفاظ
94	قرآن میں وارد فارسی زبان کے الفاظ
95	قرآن میں وارد رومی زبان کے الفاظ
97	قرآن میں وارد ہندستانی زبان کے الفاظ
98	قرآن میں وارد سریانی زبان کے الفاظ
100	قرآن میں وارد عبرانی الفاظ
102	قرآن میں وارد نبطی الفاظ
105	قرآن میں وارد ہونے والے قبیلی زبان کے لفظ
106	قرآن میں وارد ترکی زبان کا لفظ
107	قرآن میں وارد زنجی (زنگی) زبان کے الفاظ
108	قرآن میں وارد بربری زبان کے الفاظ



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي ثبت باهل بيت النبي ﷺ قواعد الايمان
ووعده هذه الامة الشريفة ماذا حوابين المهرهم بالايمان
والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد ولد عدنان وعلى
اله وصحبه والتابعين باحسان وبعد

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت
کے ذریعے ایمان کی بنیادوں کو مستحکم فرمایا ہے جس نے اس عزت و بزرگی والی امت
سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اس کے درمیان اہل بیت موجود رہیں گے وہ امن
وامان سے رہے گی اور درود و سلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جو اولاد عدنان
کے سردار ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر اور بھلائی کے ساتھ اتباع کرنے والوں پر۔

حمد و صلاۃ و سلام کے بعد!

امیر المؤمنین، سید المرسلین ﷺ کے عم زاد، خلفائے راشدین کے وارث، امام
متوکل علی اللہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت کو دوام بخشے اور ان کے وجود سے دین کو معزز
فرمائے، کا حکم ہوا کہ میں ان کے لیے قرآن میں وارد ان الفاظ پر مشتمل ایک کتاب
لکھوں جن الفاظ کے بارے میں صحابہ اور تابعین نے فرمایا ہے کہ یہ حبشی یا فارسی یا کسی
بھی غیر عربی زبان کے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور یہ مختصر کتاب
تصنیف کی ہے جو میری کتاب ”المبسوط المسالک“ سے ماخوذ و ملخص ہے۔ اور میں نے
اس کا نام اپنے بزرگوں کی پیروی کرتے ہوئے ”المتوکل“ رکھا ہے۔ جیسا کہ ہمارے
اصحاب میں سے امام ابو بکر شاشی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ مستظہر باللہ کے حکم سے فقہ کی ایک

کتاب لکھی اور اس کا نام ”المستظہری“ رکھا ہے۔ امام حریمین نے وزیر غیاث الدین نظام الملک کے نام سے فقہ کی ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان ”الغیائی“ ہے۔ اور وزیر مذکورہ ہی کے لیے ایک اور مختصر و مفید رسالہ لکھا ہے جس کا نام ”الرسالة النظامية“ رکھا ہے۔ یونہی ہمارے اصحاب میں سے امام ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الملک کے نام سے اصول دین (علم کلام) میں ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام ”النظامی“ رکھا ہے اور امام ابو الحسن ابن فارس لغوی رحمۃ اللہ علیہ نے علم لغت میں کافی الکفاة صاحب (بن عباد) کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ”الصاحبی“ رکھا ہے امام ابو علی فارسی نحوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سلطان عضد الدولہ کے لیے ایک عربی کتاب تحریر کی اور اس کا نام ”العضدی“ رکھا۔ اور قاضی عضد الدین ابی رحمۃ اللہ علیہ نے علم معانی و بیان میں ایک کتاب تصنیف کی اور سلطان غیاث الدین کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کا نام ”الفوائد الغیائیة“ رکھا ہے۔ چنانچہ میں نے بھی ان حضرات کا طریقہ اپنایا اور ان کا راستہ اختیار کیا اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

علامہ ابن جریر اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت (تخریج) کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ: قریش نے کہا کہ: قرآن عجمی و عربی میں کیوں نازل نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُمْ أَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ“ یعنی یہ (کفار) ضرور کہتے کہ: اس کی آیتیں مفصل (عربی میں) کیوں نہیں اتاری گئیں، کیا کلام عجمی اور نبی (یا مخاطب) عربی۔ اس آیت کے بعد قرآن میں ہر زبان سے نازل فرمایا، اسی میں ہے ”حِجَارَةٌ مِّنْ سَجِيلٍ“ یہ (جھیل) فارسی لفظ ہے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں تخریج کیا ہے اور علامہ ابن جریر نے ابو مسیرہ عمرو شرجیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں تمام زبانیں ہیں۔

ابن شیبہ نے 'ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: قرآن میں جملہ زبانیں ہیں۔ ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: کوئی ایسی زبان نہیں ہے جس میں سے (کوئی نہ کوئی لفظ) قرآن میں نہ ہو، کسی نے پوچھا رومی زبان میں سے اس میں کیا ہے؟ فرمایا: "فَصْرَهُنَّ" یعنی (قطعہن) انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

یہ تمام آثار سند کے ساتھ تابعین کرام سے مروی ہیں۔ امام ثعلبی رضی اللہ عنہ نے انہیں میں سے بعض سے نقل کیا ہے کہ: دنیا میں کوئی زبان نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو۔ ابن نقیب رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی طرف سے نازل تمام کتابوں میں قرآن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ عرب کی تمام زبانوں (لہجوں) کو شامل ہے، اور اس میں غیر عربی زبان بھی ہے، جب کہ دوسری تمام کتابیں جن قوموں پر نازل ہوئیں انہیں کی زبانوں تک محدود ہیں اور کسی دوسری زبان سے ان میں کچھ نازل نہیں ہوا۔"



قرآن میں وارد حبشی زبان کے الفاظ

ابن ابی حاتم نے: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ“ کے بارے میں رفع سے روایت کیا ہے کہ: ”شطر المسجد“ کا معنی حبشی زبان میں مسجد کی طرف یا مسجد کی سمت ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان:

”يَوْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطُّغُوتِ“ میں ”جبت و طاغوت“ حبشی زبان کے الفاظ میں جن کا معنی علی الترتیب: شیطان اور کاہن ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حبشہ کی زبان میں ”جبت“ شیطان کو اور ”طاغوت“ کاہن کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حبشی زبان میں ”جبت“ جادوگر کو اور ”طاغوت“ کاہن کو کہتے ہیں۔

طستی (یعنی امام ابو الحسن عبدالصمد بن علی طستی) نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اپنے ”مسائل“ میں ذکر کیا ہے کہ: نافع بن ارزق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: مجھے آیت کریمہ: ”إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا“ کے بارے میں بتائیے تو آپ نے فرمایا کہ: حبشی زبان میں اس کا معنی ”إثما کبیرہ“ یعنی بڑا گناہ ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابو الشیخ ابن حیان سے روایت کرتے ہیں کہ: حضرت عبد

اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: "إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ" کے بارے میں فرمایا کہ: حبشی زبان میں "الأواه" صاحب ایقان اور بروایت دیگر صاحب ایمان کو کہتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے فرماتے ہیں کہ: "الأواه" حبشی زبان میں موقن ہے۔

وکیح علامہ ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابو مسیرہ حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: حبشی لہجے میں "اواه" بمعنی رحیم ہے۔

ابن منذر نے حضرت عمرو بن شرحبیل سے تخریج کی ہے فرمایا کہ: حبشی لہجے میں "اواه" بہت زیادہ دُعا کرنے والے کے معنی میں ہے۔

ابن منذر ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ: "وَقِيلَ يَا رِضُّ اَبْلَعِي مَاءَ كِ" میں "ابلعی" حبشی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: پی جا۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے سلمہ بن تمام الشقری سے روایت کیا ہے کہا کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: "وَأَعْتَدْتُ لَهُنَّ مَتَكِنًا" میں "متکنا" حبشی زبان کا لفظ ہے۔ یہ لوگ ترنج (ایک قسم کا نیبو) کو "متکنا" کہتے ہیں۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کریمہ: "طُوبَىٰ لَهُمْ" کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا کہ: حبشی زبان میں "طوبی" جنت کا نام ہے۔

ابوالشیخ نے بھی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "طوبی" حبشی زبان میں جنت کا نام ہے۔

ابن مردویہ نے آیت کریمہ: "تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا" کے بارے میں

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: ”سکر“ حبشی زبان میں سر کے کو کہتے ہیں۔

حاکم نے مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے تصحیح کے ساتھ روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”طہ“ کا معنی حبشی زبان میں: یا محمد ہے۔ (مفہم النبیین)

وکیع ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرمایا کہ: ”طہ“ کا مطلب حبشی زبان میں: اے آدمی ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ”وحرّم“ کا مطلب حبشی زبان میں: لازم و ضروری ہونا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ”كُطِيَ السَّجِلَ لِلْكِتَابِ“ میں وارد لفظ ”سجل“ کے بارے میں ان کا قول نقل کیا ہے کہ: اس کا معنی اہل حبشہ کی زبان میں: آدمی ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ارشاد خداوندی: ”كَمِشْكُوَّةٍ“ میں مشکاة حبشی زبان میں روشندان کو کہتے ہیں۔

عبد بن حمید ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: وہ فرماتے ہیں: ”مشکاة“ کا مطلب حبشی میں روشندان ہے۔

وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن عیاض رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ثمالی سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں کہ: مشکاة: حبشی زبان میں روشندان ہے۔

علامہ ابن جریر نے ابی میسرہ سے تخریج کی ہے فرماتے ہیں کہ: آیت ”أَوْبَى مَعَهُ وَ“ میں ”أَوْبَى“ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی ہے ”سبّھی“ یعنی تو سبّیح کر۔

ابن ابی حاتم نے ارشاد ربانی: ”سَيَّلَ الْعَرِمَ“ کے بارے میں مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ: ”عرم“ حبشی لفظ ہے اور اس کا معنی سد یا باندھ ہے جہاں پانی جمع ہو کر پھر بہتا ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”تَأْكُلُ مِنْ سَائِهِ“ میں ”منسأة“ حبشی لفظ ہے جس کا معنی: عصا ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث تخریج کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ”یس“ کا مطلب حبشی زبان میں: اے انسان ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا کہ: حبشی زبان میں ”یس“ کا مطلب ہے: اے شخص۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن شریل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے: وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: ”إِنَّهُ أَوَابٌ“ میں ”أواب“ حبشہ کی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے تسبیح کرنے والا۔

وکیع، ابن ابی شیبہ اور علامہ ابن جریر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ: ”يُوتِكُمْ كِفْلَيْنِ“ کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”کفلین“ کا معنی حبشی زبان میں دو گنا (ضعفین) ہے۔

وکیع، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: آیت کریمہ: ”إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ“ کا مطلب حبشی زبان میں ’قیام اللیل‘ یعنی رات کا قیام ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ“ کا معنی حبشی زبان میں رات کا قیام ہے۔

امام فریابی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد الہی ”إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ“ کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اس کا مطلب ہے: جب وہ رات میں قیام کرے۔ یہ حبشی زبان میں ہے۔ جس میں ”نشأ باللیل“ کا معنی ہے: رات کے ایک حصے میں قیام کیا۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”السَّمَاءُ مَنْفُطِرٌ بِهِ“ کے سلسلے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اس کا معنی حبشی زبان میں مملوء یا بھرا ہونا ہے۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کریمہ ”فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ“ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث تخریج کی ہے فرماتے ہیں کہ: اہل حبشہ کی زبان میں شیر کو ’قسورة‘ کہتے ہیں۔

طستی نے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ ”إِنَّكَ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَّحُورَ“ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ”لن يحور“ کا مطلب ”لن يرجع“ یعنی (اس نے گمان کیا کہ وہ) نہیں لوٹے گا۔

ابن ابی حاتم نے داؤد بن ابی ہند سے اس آیت ”إِنَّكَ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَّحُورَ“ کے سلسلے میں حدیث نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ: ”یحور“ کا مطلب حبشی زبان میں ”یرجع“ ہے۔

ابن ابی حاتم نے اس آیت ”إِنَّكَ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَّحُورَ“ کے بارے میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے ”أن لن يرجع“ (کہ وہ نہیں لوٹے گا) کیا تم نے نہیں سنا کہ حبشی سے کہا جاتا ہے: ”جر إلى أهلك“ یعنی اپنے

گھر والوں کی طرف لوٹ جا۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت: ”وَطُورِ سِينِينَ“ کے بارے میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: حبشی زبان میں ”سینین“ کا مطلب ہے خوبصورت۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فنون الافنان میں لکھتے ہیں کہ: حبشی زبان میں ”الدرآنک“ بستروں کو کہتے ہیں، مزید کہتے ہیں کہ: حبشی زبان میں ”يَصِدُّونَ“ کا معنی ”یضجون“ یعنی: شور مچاتے ہیں۔

شیلہ کی کتاب ”البرہان“، واسطی کی ”الارشاد“ اور ابو قاسم کی تصنیف ”لغات القرآن“ میں ہے کہ آیت ”كُوْكَبُ دَرِيٍّ“ میں ”دَرِيٍّ“ حبشی لفظ ہے جس کا معنی چمکدار ہے۔

مؤخر الذکر دونوں حضرات نے اللہ تعالیٰ کے قول: ”وَعِضُ الْمَاءِ“ کے بارے میں لکھا ہے حبشی زبان میں ”غیض“ کا معنی: کم ہونا ہے۔



قرآن میں وارد فارسی زبان کے الفاظ

ابن ابی حاتم نے ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ”وَاسْتَبْرَقِ“ فارسی میں دبیز ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ قرآن میں وارد لفظ ”سَجَّيْلٍ“ اصلاً فارسی ہے جو سنگ و گل، یعنی پتھر و مٹی سے مرکب ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن سابط سے روایت کیا ہے فرمایا کہ ”سَجَّيْلٍ“ فارسی ہے۔ امام فریابی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجاہد سے تخریج کی ہے، فرمایا کہ ”سَجَّيْلٍ“ فارسی ہے اس کے پہلے حصے کا معنی پتھر اور آخری کا معنی مٹی ہے۔

علامہ ابن جریر (طبری) نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”کوورت“ کا معنی (سورج کا) غروب ہونا ہے۔ اور یہ لفظ فارسی ہے۔

امام فریابی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ“ کے بارے میں روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ فارسی میں ”مقالید“ کنجیوں (مفاتیح) کو کہتے ہیں۔

امام جوایقی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ’المعرب‘ میں اور بعض دوسرے حضرات نے قرآن کے جن الفاظ کو فارسی کہا ہے کہ ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں: اَبَارِيْقُ، بَيْجُ، كِنَاسُ، تَنُورُ، جَهَنَّمُ، دِينَارُ، رَسُومُ، زَنْجِيْلُ، سَجِيْنُ، سِرَادِقُ، سَقَرُ، سَلْسَبِيْلُ، سِنْدُسُ، قِرطَاسُ، اِقْفَالُ، كَانُورُ، كَنْزُ، مَجُوسُ، يَاقُوْتُ، مَرَجَانُ، مَسْكُ، وَرْدَةُ، هُوْدُ اور يَهُودُ۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قرآن میں وارد رومی زبان کے الفاظ

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”فَصْرَهْنَ“ کے سلسلے میں ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: رومی زبان میں اس کا معنی ہے ”فقطھن“ یعنی پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے تخریج کیا ہے فرماتے ہیں: ”الْفِرْدَوْسِ“ رومی زبان میں باغ کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فردوس کا مطلب رومی زبان میں جنت ہے۔

ابن منذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”الْقِسْطُ“ رومی زبان میں عدل و انصاف کو کہتے ہیں۔

امام فریابی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ: ”بِالْقِسْطِ“ میں ”القسطاس“ کا معنی رومی میں عدل ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: رومیوں کی زبان میں قسطاس: ترازو کو کہتے ہیں۔

شیدلہ نے ’البرہان‘ میں ارشاد الہی ”وظفقا“ کے بارے میں لکھا ہے کہ: رومی زبان میں اس کا معنی: ”قصدا“ ہے یعنی: دونوں نے ارادہ کیا۔ اور ”الرَّقِيمِ“ کا معنی رومی میں لوح یا تختی ہے۔

امام ابوالقاسم ”لغات القرآن“ میں لکھتے ہیں کہ: رومی میں اس کا معنی کتاب

ہے۔ اور واسطی نے 'الارشاد' میں اس کا معنی رومی زبان ہی میں: دوات بتایا ہے۔

امام ابو حاتم لغوی نے 'کتاب الزینہ' میں اور دوسروں نے ذکر کیا ہے کہ:

رومی زبان میں "الصِّرَاطُ" کا معنی راستہ ہے۔

امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ نے 'فقه اللغة' میں لکھا ہے کہ: "القنطار" رومی میں بارہ

ہزار اوقیہ کو کہتے ہیں۔

امام جوہر بن سعید نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے قول: "جَنَّتْ

عَدْنُ" میں "عدن" رومی لفظ ہے۔



قرآن میں وارد ہندوستانی زبان کے الفاظ

امام ابو الشیخ نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”يَا رِضُّ اَبْلَعِي“ میں ”ابلعی“ ہندوستانی لفظ ہے اور اس کا معنی ہے ”اشربھی“ یعنی پی جا۔

علامہ ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن مسوح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”طُوْبِي“ ہندوستانی زبان میں جنت کا نام ہے۔

شیلہ نے ذکر کیا ہے کہ: ”سُنْدُس“ ہندوستانی میں باریک ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔



قرآن میں وارد سریانی زبان کے الفاظ

آیت کریمہ ”قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتِكَ سَرِيًّا“ کے بارے میں علامہ ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ: سریانی میں ”سریا“ نہر کو کہتے ہیں۔

حافظ ابوعلی سنید بن داؤد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”طہ“ کا مطلب سریانی زبان میں: اے آدمی ہے۔ اور علامہ ابن جریر نے یہی معنی حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے ”جنان عدن“ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ: ”عدن“ سریانی زبان میں انگور اور اس کے درختوں کو کہتے ہیں۔ ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے حضرت کعب سے ”الفردوس“ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب سریانی زبان میں انگور کے باغات ہیں۔

امام فریابی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ: ”الطُّور“ سریانی لفظ ہے جس کا معنی پہاڑ ہے۔ آیت کریمہ ”وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا“ کے بارے میں ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مهران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ سریانی ہے اور اس کا مطلب حکماء ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ ”هونا“ سریانی ہے اور یہ سریانی میں ”هونا“ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”هَيْتَ لَكَ“ کے بارے میں علامہ ابن

جریر نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ کلمہ سریانی ہے اور اس کا معنی ہے ”علیک“ یعنی تم پر لازم ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان ”وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ“ میں لفظ ”لات“ سریانی ہے اور سریانی لوگ جب ”ولیس“ یعنی ”اور نہیں“ کہنا چاہتے ہیں تو ”ولات“ کہتے ہیں۔ امام ابو حاتم لغوی نے ”کتاب الزینہ“ میں روایت کیا ہے کہ: ”الرَّیَّیُونَ“ اور ”رِیَّیُونَ“ سریانی لفظ ہے۔

امام واسطی رضی اللہ عنہ نے (اپنی کتاب) ”الارشاد“ میں ذکر کیا ہے کہ فرمان الہی: ”وَأَتْرِكِ الْبَحْرَ رَهْوًا“ میں ”رہوا“ سریانی لفظ ہے اور اس کا معنی ساکن اور ٹھہرا ہے۔ اور آیت کریمہ: ”وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا“ میں ”سجداً“ کا مطلب سریانی زبان میں ہے: جھکے ہوئے سر کے ساتھ۔ اور ”الْقِیَوْمُ“ بھی سریانی ہے جس کا مطلب ہے: وہ ذات جو کبھی نہ سوئے۔

اور ”الأسفار“ سریانی میں: کتابوں کو کہتے ہیں۔ اور ”القمل“ سریانی ہے جس کا معنی: چھوٹی ٹڈی ہے۔

امام جوالی رضی اللہ عنہ نے ابن قتیبہ سے نقل کیا ہے کہ ”الیم“ سریانی زبان میں سمندر کو کہتے ہیں۔ بعض اہل زبان سے مروی ہے کہ: ”شہراً“ یعنی: مہینہ بھی سریانی لفظ ہے۔ امام ابن جنی نے ’المختص‘ میں ذکر کیا ہے کہ قرآن میں وارد لفظ ”صَلَوَاتٌ“ سریانی ہے اور اس کا معنی کنائس (جمع: کنیسہ یعنی گرجا گھر) ہے۔ مزید ذکر کیا ہے کہ ”عَازِرٌ“ سریانی میں گالی ہے۔

اور ”القنطار“ بھی سریانی ہے جس کا معنی ہے: بیل کی کھال بھر سونا یا

چاندی۔

قرآن میں وارد عبرانی الفاظ

ابن ابی حاتم نے امام ابو عمران جوینی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ”كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ“ میں ”كَفَّرَ“ عبرانی ہے جس کا معنی: ”مَحَاعَنَهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ“ یعنی: ان کے گناہوں کو مٹایا ہے۔

ابن ابی حاتم نے امام ابو عمران جوینی رحمۃ اللہ علیہ سے آیت کریمہ: ”يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُونًَا“ میں وارد لفظ ”هُونًَا“ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ: یہ عبرانی ہے اور اس کا معنی ہے: بردبار یا حلیم الطبع لوگ۔

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول: ”أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ“ میں ”أَخْلَدَ“ عبرانی ہے جس کا معنی ہے: ”رُكِنَ“ یعنی رہنا، بھروسہ کرنا۔ اور ”إِنَّا هَدُّنَا إِلَيْكَ“ میں ”هَدُّنَا“ عبرانی ہے جس کا معنی ہے: ”تُبْنَا“ یعنی ہم توبہ کرتے ہیں۔

اور ”كِتَابٌ مَّرْقُومٌ“ میں ”مَرْقُومٌ“ عبرانی ہے جس کا معنی مکتوب یا لکھا ہوا ہے۔ اور ”الرَّمْزُ“ عبرانی میں دونوں ہونٹ ہلانے کو کہتے ہیں۔ اور ”الْقَوْمُ“ عبرانی میں گیہوں (حنطہ) ہے۔ ”أَوَاهُ“ عبرانی ہے معنی ہے: بہت زیادہ دُعا کرنے والا۔ ابوالقاسم محمود بن حمزہ بن نصر کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”العجائب“ میں بیان کیا ہے کہ ”طَوَى“ عبرانی ہے جس کا معنی ہے: آدمی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ عبرانی میں ”الیم“ سمندر ہے۔ مہر د اور احمد بن یحییٰ ابوالعباس ثعلب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ ”الرَّحْمَنُ“ عبرانی ہے۔

شیدلہ نے ذکر کیا ہے کہ لفظ ”الالیئم“ عبرانی ہے جس کا معنی ہے: درد ناک۔

امام ابن خالویہ نے قرآن کریم کی آیت کریمہ: ”وَلَمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ“ میں وارد لفظ ”بعیر“ کے بارے میں کہا ہے کہ یہ عبرانی ہے جس کا معنی گدھا ہے۔

یونہی علامہ ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ الفاظ: ”دارست“، ”وحطۃ“، ”والاسباط“، ”راعنا“، ”لینۃ“، ”قسیۃ“ اور ”القسیین“ سب عبرانی ہیں۔



قرآن میں وارد نبطی الفاظ

ابن ابی حاتم نے آیت کریمہ ”طُورِ سِينَاءَ“ کے بارے میں ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں کہ: لفظ ”سیناء“ نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے خوبصورتی اور ”يَحْمِلُ أَسْفَارًا“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ”أسفار“ کا معنی: کتابیں ہے۔ نبطی میں کتاب کو ”سِفر“ کہتے ہیں۔ اور ”الْحَوَارِيُّونَ“ نبطی میں دھوبیوں کو کہتے ہیں۔

ابن منذر نے امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”الحواریون“ کا معنی ہے کپڑا دھونے والے اور یہ نبطی لفظ ہے۔

علامہ ابن جریر نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”الاکواب“ نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی: بغیر کنڈل والا گلاس یا برتن ہے۔

علامہ ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”وَلِيَتَّبِعُوا مَا عَلُوا تَتَّبِيرًا“ کے سلسلے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: ”تبرہ“ نبطی لفظ ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن میں وارد ”سریا“ نبطی لفظ ہے جس کا معنی نہر ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”بِأَيْدِي سَفَرَةٍ“ میں ”سفرہ“ کا معنی پڑھنے والے ہیں

اور یہ لفظ نبطی زبان کا ہے۔

علامہ ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق ”فَصْرَهْنَ“ نبطی لفظ ہے جس کا معنی ہے: پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

علامہ ابن جریر نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ ”فَصْرَهْنَ“ نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کرو۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ”طہ“ کا نبطی زبان میں معنی ہے: اے آدمی۔

یہی بات ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن جبیر اور ضحاک رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

علامہ ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے حدیث تخریج کی ہے فرماتے ہیں: لفظ ”طہ“ نبطی ہے۔ جس کا معنی ہے: اے انسان۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: نبطی پہاڑ کو ”طور“ کہتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے تخریج کی ہے فرماتے ہیں کہ: ”الفردوس“ نبطی میں انگور کو کہتے ہیں اور اس کی اصل ”فرداسا“ ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ ”ملکوت“ نبطی زبان میں بادشاہت کو کہتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ”هَيْتَ لَكَ“ نبطی زبان کا لفظ ہے معنی ہے: پاس آؤ۔

ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ ’المستب‘ میں آیت کریمہ ”لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلَّا“ میں وارد لفظ ”إِلَّا“ کے بارے میں لکھا ہے کہ: یہ نبطی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

امام ابو القاسم نے ”لغات القرآن“ میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول:
”وَأَتْرَكَ الْبَحْرَ رَهْوًا“ ”رہوا“ نبطی لفظ ہے جس کا معنی ہے: ہموار، کشادہ اور نرم۔

اور اللہ تعالیٰ کے قول ”أَنْ عَبَدْتَّ بِنِي إِسْرَاءِ يَل“ میں ”عبدت“ کا معنی
نبطی زبان میں ”قتلت“ ہے یعنی: تو نے قتل کیا۔

ارشاد الہی: ”وَكَانَ وِرَاءَهُمْ مَلِكٌ“ میں ”وَرَاءَهُمْ“ کا معنی نبطی میں:
آگے ہے۔ اور آیت کریمہ ”كَلَّا لَا وَزَرَ“ میں ”وَزَرَ“ نبطی ہے جس کا معنی: پہاڑ اور
پناہ گاہ ہے۔

اور آیت شریفہ ”عَجَلُ لَنَا قِطْنَا“ میں ”قِطْنَا“ کا معنی نبطی زبان میں:
”کتابنا“ یعنی: میری کتاب ہے۔

اور فرمان الہی ”إِصْرِي“ نبطی میں ”عہدی“ ہے یعنی: میرا وعدہ۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ: ”كَفَّرَ عَنَا“ نبطی میں ”امح
عنا“ کو کہتے ہیں یعنی: ہم سے دور کر اور ”مقالید“ نبطی زبان میں کنجیوں کو کہتے ہیں۔

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول: ”كِفْلَيْنِ“ کے بارے میں ذکر کیا
ہے کہ یہ نبطی ہے اس زبان میں ”کفلین“ دو حصے کو کہتے ہیں۔
بعض نے ذکر کیا ہے کہ: ”الیم“ نبطی میں سمندر ہے۔



قرآن میں وارد ہونے والے قبضی زبان کے لفظ

امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے 'الارشاد' میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: 'وَأَعْتَدْتُ لَهُنَّ مَتَكِنًا' میں 'متکنا' قبضی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: نیبو۔ اور فرمان خداوندی 'وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ' میں 'مناص' کا معنی: فرار ہے یہ قبضی زبان کا لفظ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: 'بِضْعَةٍ مُّزْجَةٍ' میں 'مزججہ' قبضی ہے جس کا معنی ہے تھوڑی۔

امام کرمانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے فرمان: 'فَنَادَتْهَا مِنْ تَحْتِهَا' میں 'تحت' قبضی میں باطن کو کہتے ہیں۔

شیلہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے آیت: 'بَطَانِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ' میں 'بطانن' قبضی لفظ ہے جس کا معنی: ظواہر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد: 'الْجُهْلِيَّةِ الْاُولَى' اور 'الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ' میں آخری جاہلیت اور پہلی ملت مراد ہے یہ دونوں لفظ قبضی ہیں اور قبضی آخری کو پہلی اور پہلی کو آخری کہتے ہیں۔



قرآن میں وارد ترکی زبان کا لفظ

امام جوایتی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”غساق“ کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ: یہ ترکی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: ٹھنڈی بدبودار چیز۔



قرآن میں وارد زنجی (زنگی) زبان کے الفاظ

ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”حَصَبُ جَهَنَّمَ“ میں ”حصب“ کا معنی لکڑی ہے۔ اور ”حصب“ زنجی لفظ ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ: ”الیم“ زنجی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے: تکلیف دہ۔ اور ”المنسأة“ بھی زنجی ہے اس کا معنی: عصاب ہے۔



قرآن میں وارد بربری زبان کے الفاظ

امام شیدلہ نے اور امام ابو قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے ”لغات القرآن“ میں ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ”كَأَلْمُهْلِ“ بربری لفظ ہے جس کا معنی ہے: تیل کا تلچھٹ جیسا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”غَيَّرَ نَظْرِينَ إِنَّهُ“ میں ”إنّاه“ کا معنی: پکنا اور پختہ ہونا ہے۔ اور یہ بربری زبان کا لفظ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”حَمِيمٍ ءَانٍ“ میں ”آن“ بربری ہے اس کا معنی ہے: ایسی چیز جس کی گرمی انتہاء کو پہنچ گئی ہو۔

اور ارشاد الہی: ”مِنْ عَيْنٍ ءَانِيَةٍ“ میں ”آنیۃ“ بربری زبان میں گرم کو کہتے ہیں۔

اور بربری زبان میں ”يُصْهَرِيهِ“ کا معنی ہے: پکایا جانا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”وَأَبَا“ بربری زبان میں حشیش کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ: ”القنطار“ بھی بربری ہے یعنی: سونایا چاندی کے ایک

ہزار مثقال۔

اللہ تعالیٰ کی ثناء کے ساتھ اور اس کی مدد و حسن توفیق کے سہارے یہ کتاب

مکمل ہوئی اور ”تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے ہمیں (اس کام کی) راہ دکھائی اور

اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا تو ہم ہرگز راہ نہ پاتے“ اور درود و سلام ہو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور

ان کے آل و اصحاب پر۔ اس (رسالے) کا کاتب خدائے بے نیاز کا محتاج مصطفیٰ بن

محمد ہے (رحمۃ اللہ)۔ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والد کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

القول المحرر

على قوله تعالى

ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر

عصمت رسول عربي ﷺ

امام جلال الدين سيوطي رحمه الله

ترتيب وتدوين

مولانا محمد عبدالاحد قادري

مترجم

سيد ظفر علي شاه مهروي

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
111	پہلا قول
111	دوسرا قول
112	تیسرا قول
112	چوتھا قول
112	پانچواں قول
114	چھٹا قول
115	ساتواں قول
115	آٹھواں قول
115	نواں قول
116	دسواں قول
116	گیارہواں قول
116	بارہواں قول
116	وہ اقوال جو مقبول ہیں



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی اللّٰهِ ﷺ

ارشاد بانی ہے۔

لِيُغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (سورة فتح: ۲)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں ان میں سے بعض مقبول اور بعض مردود ہیں اور کچھ ضعیف ہیں کیونکہ تمام انبیاء کرام بالخصوص حضور نبی کریم ﷺ کی عصمت پر دلیل قاطع ہے کہ آپ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء ﷺ نبوت سے پہلے اور بعد ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہیں۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں جن میں سے بعض کی تاویل کرنا اور بعض کو رد کرنا واجب ہے۔

پہلا قول:

مقاتل کہتے ہیں کہ اس سے مراد جاہلیت کے گناہ ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے مقاتل کا یہ قول مردود ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے کوئی جاہلیت نہیں تھی۔

دوسرا قول:

اس سے مراد نبوت سے پہلے کے گناہ ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ قول بھی مردود ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد بھی معصوم تھے۔

۱۔ اس نادر و نایاب رسالے کا اصل قلمی نسخہ مکتبہ محمودیہ مدینہ طیبہ میں ۲۶۳۶ مطابق ۲۷ رجب الی ۲۹/۱ء کے تحت محفوظ ہے اور خط معتدل ہے اور ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔

تیسرا قول:

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس سے مراد وہ اعمال ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت میں سرانجام دیے یا وہ اعمال ہیں جو آپ سرانجام نہ دے سکے۔ امام سبکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ قول بھی مردود ہے اور اس کی دلیل پہلے گذر چکی ہے۔

چوتھا قول:

مجاہد سے روایت ہے اس سے مراد ”حدیث حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا“ اور ”زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہ“ ہے۔

امام سبکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ ان دونوں قصوں میں حقیقت میں کوئی گناہ ہے ہی نہیں جس نے ایسا عقیدہ رکھا اس نے غلطی کی۔

پانچواں قول:

اس سے مراد وہ اعمال ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے افراط ہوا۔

امام سبکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ قول بھی مردود ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کی عصمت پر امت کا اجماع ہے۔ یعنی تمام انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ معتزلہ اور کئی دوسرے فرقے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے معصوم نہ ہونے کا قول کرتے ہیں۔ لیکن پسندیدہ قول یہ ہے کہ تمام انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم معصوم ہیں کیونکہ ہمیں حکم ہے کہ ہم ان کے ہر قول و فعل کی اقتداء کریں اس لیے ان سے غیر شائستہ فعل کیسے سرزد ہو سکتا ہے حالانکہ ہمیں ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

الحشویۃ نے انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے خلاف اور جرأت کا مظاہرہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم سے ہر قسم کے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں۔ حشویۃ کے اس قول کی وجہ یہ ہے

کہ انہیں یہ معلوم نہیں کہ عصمت انبیاء علیہم السلام پر امت کا اجماع ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام صغیرہ گناہ کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس بھی کوئی نص یا دلیل نہیں ہے انہوں نے مذکورہ بالا آیت سے ہی استدلال کیا ہے حالانکہ اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ بعض افراد نے انبیاء علیہم السلام کے لیے ان گناہوں کے جواز کا قول کیا ہے جو رذائل میں سے نہیں ہیں۔

ابن عطیہ نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کا ارتکاب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے شک و شبہ نہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَّحْيٌ يُوحَىٰ (سورۃ نجم)

ترجمہ: ”اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔“

دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا قلیل ہو یا کثیر کی اتباع لازم ہے وہ اس کے متعلق نہ تو توقف کرتے نظر آتے اور نہ ہی کسی بحث میں الجھتے ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوت و خلوت کے اعمال پر آگاہ ہونے کی کوشش کرتے اور ان پر مکمل طور پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عشق و محبت سے آگاہ ہے جو وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرتے تھے۔ اور اسے یہ بھی علم ہو کہ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے لے کر وصال مبارک تک کیسے کیسے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے حیا کرے گا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی گفتگو کرے یا اس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ

مانگتے ہیں اور ایسے قول سے برأت کا اظہار کرتے ہیں۔

چھٹا قول:

اس آیت میں اس کھیل و کود کا تذکرہ ہے جو آپ ﷺ بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ یہ لعب و لہو آپ ﷺ کے مقام رفیع سے کمتر تھا کیونکہ

فَإِنَّ حَسَنَاتِ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ

یہ قول یحییٰ بن زکریا کا ہے۔ جب آپ ﷺ بچپن میں تھے تو آپ ﷺ کھیل و کود کے لیے بچوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ کو آواز سنائی دیتی آپ ﷺ کھیل و کود کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔

یہ قول بھی مردود ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے بچپن میں ہی لعب و لہو اور دیگر افعال میں تمیز کر لیتے تھے تو یقیناً نبی محترم ﷺ بھی اس صفت سے متصف تھے۔ کیونکہ جو وصف کسی بھی نبی کو عطا کیا گیا یا تو اس جیسا وصف یا اس سے عظیم وصف نبی اکرم ﷺ کو عطا کیا گیا۔

روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بچپن میں بھی عدل فرماتے تھے۔ شیر خوارگی کے عالم میں جب حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو اپنا پستان پیش کرتیں تو آپ ﷺ اس سے دودھ نوش فرما لیتے جب وہ آپ ﷺ کو دوسرا پستان پیش کرتیں تو آپ ﷺ دودھ پینے سے انکار کر دیتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ رضاعت میں آپ ﷺ کا ایک اور بھی شریک ہے۔ یہ عمل لعب و لہو کے ترک کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔ آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ جانے کو ہم لعب و لہو سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ اور اگر یہ لفظ استعمال کیا بھی جائے تو پھر اس کی مناسب تاویل کرنا ضروری ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے عربی لفظ کہ اگر ”مَاتَقَدَّمَ“ سے آپ ﷺ کے بچپن کے نازیبا افعال مراد لیے جائیں تو پھر ”وَمَا تَأَخَّرَ“ سے کون سے غیر شائستہ افعال مراد ہوں گے۔

ساتواں قول:

یہ قول عطا الخراسانی کا ہے وہ کہتے ہیں ”مَاتَقَدَّمَ“ سے مراد حضرت آدم اور حضرت حواء علیہما السلام کی لغزش ہے اور ”وَمَا تَأْخُذُ“ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہ ہیں۔ یہ قول بھی ضعیف ہے اس کے ضعف کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام معصوم تھے۔ ان کی طرف کسی گناہ کو منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اس کی تاویل کی جائے گی۔

(۲) ”ک“ خطاب کے ساتھ ایک شخص کے گناہ کو دوسرے شخص کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے تمام گناہ معاف نہیں ہوں گے بلکہ بعض کے گناہوں پر قلم عفو پھیرا جائے گا اور بعض کے گناہوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

آٹھواں قول:

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے ”مِمَّا يَكُونُ“ جو گناہ سرزد ہوں گے انہیں معاف کر دیا جائے گا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس قول کی بھی تاویل کی جائے گی اور کہا جائے گا۔ ”مِمَّا يَكُونُ لَوْ كَانَ“ یعنی اگر کوئی لغزش ہوئی تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ بفرض مجال اگر ماضی یا مستقبل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی لغزش سرزد ہوئی تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔

نواں قول:

شفاء میں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی لغزش سرزد ہو یا نہ ہو میں جانتا ہوں کہ وہ تمام کی تمام معاف ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دسواں قول:

”مَاتَقَدَّمَ“ سے مراد نبوت سے قبل کی لغزش اور ”وَمَا تَأَخَّرَ“ سے مراد آپ ﷺ کی عصمت ہے۔ یہ قول احمد بن نصر کا ہے۔

گیارہواں قول:

اس سے مراد ہر قسم کی سہو اور غفلت ہے۔ یہ الطبری اور القشیری کا قول ہے۔

بارہواں قول:

مکی کہتے ہیں اگرچہ خطاب تو حضور اکرم ﷺ کو ہے لیکن اس سے مراد آپ ﷺ کی امت ہے۔

یہ تمام اقوال مردود ضعیف اور تاویل کے قابل ہیں۔

وہ اقوال جو مقبول ہیں:-

وہ اقوال جو مقبول ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

شفاء میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ فرمائیں۔

وَمَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ

ترجمہ ”نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے

گا تمہارے ساتھ۔“

اس وقت کفار خوش ہو گئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (سورة فتح)

اس آیت میں مومنین کے لیے بشارت ہے۔ اس آیت کا مقصد ہے کہ اگر

آپ ﷺ سے کوئی لغزش ہوئی بھی تو آپ ﷺ کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا بلکہ آپ ﷺ

کی وہ لغزش معاف کر دی جائیگی۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ یہ ایک اثر ہے جیسے ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔
”وَمَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ“ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ”لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ“ نازل فرمائی۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے کہ آپ کس مقام پر فائز ہوں گے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک ہوگا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ
فَوْزًا عَظِيمًا
(سورة فتح)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مغفرت سے مراد عیوب سے برأت ہے۔

شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”نہایۃ السؤل“ میں لکھتے ہیں اللہ رب العزت نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر فضیلت دی اس کے کئی اسباب ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے آپ کو ایک بشارت یہ بھی دی ہے۔ ”عُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ“ کسی اور نبی کو ایسا مژدہ جانفزا نہیں سنایا گیا۔

اسی وجہ سے جب بروز حشر ان سے شفاعت کا مطالبہ کیا جائے گا تو وہ اپنی کسی نہ کسی لغزش کا ذکر کریں گے اور وہ نفسی نفسی کی صدا لگائیں گے۔ جب مخلوق خدا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت کے لیے عرض کرے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ ہاں میں شفاعت کرتا ہوں۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ میں نے اس آیت میں خوب غور و فکر کیا ہے۔ میں نے اس کا تعلق سیاق و سباق سے بھی قائم کیا ہے۔ مجھے تو اس کی صرف ایک وجہ معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کا مژدہ سنایا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی دنیوی اور اخروی نعمتوں کو مکمل کیا جاسکے۔ ان نعمتوں میں سے بعض اشیاء سلبیہ ہیں مثلاً توبہ اور گناہوں کی مغفرت وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا۔ ”وَيَتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ“ تمام نعمتوں کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دینی نعمتیں ان کا تذکرہ اس آیت میں ہے۔

”يَهْدِيكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا“ (سورۃ فتح)

(۲) دنیوی نعمتیں

ان نعمتوں کا مقصود دین ہی ہوتا ہے۔

”يَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيمًا“ (سورۃ فتح)

اخروی نعمتوں کو دنیوی نعمتوں سے اور دینی نعمتوں کو دنیوی نعمتوں سے مقدم فرمایا۔ تاکہ اہم کا ذکر پہلے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام متفرق نعمتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرمائیں پھر ان نعمتوں کا اختتام فتح مبین پر کیا کیونکہ وہ نعمت سب نعمتوں سے عظیم تر تھی۔ ”إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ“ میں نون جمع کا تذکرہ اپنی عظمت کے اظہار کے لیے کیا اور ”لَكَ“ کا ذکر فرما کر اس نعمت کو اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص فرمایا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں نے خوب غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا

کہ ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔ یعنی اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ لیکن یہ مژدہ اس لیے سنایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نعمتوں کو مکمل کیا جاسکے۔

بعض محقق علماء فرماتے ہیں اس آیت میں مغفرت سے مراد عصمت ہے اس

طرح اس آیت کا مفہوم یہ ہے "لِيُعْصِمَكَ اللَّهُ" "فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ عُنْدِكَ وَفِيْمَا تَأَخَّرَ مِنْهُ" تاکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پہلے بھی گناہوں سے معصوم رکھا ہے وہ اسی طرح بعد میں بھی آپ ﷺ کو گناہوں سے بچاتا رہے گا۔ یہ قول انتہائی خوبصورت ہے فصحاء اور بلغاء نے بھی یہ کہا ہے کہ قرآن پاک کی بلاغت کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ تفیقات کو مغفرت، عفو اور توبہ کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے۔

مثلاً جب رات کا قیام منسوخ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

عِلْمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوَهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

(مزل: ۲۰)

ترجمہ: "ایسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی..... قرآن سے جتنا تم پر آسان ہو پڑھو۔"

جب حضور اکرم ﷺ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم منسوخ

ہوا تو ارشاد ہوا۔

فَاذْكُم تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ (سورة المجادلہ)

ترجمہ: "پس جب تم ایسا نہیں کر سکتے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی۔"

اور جب جماع کی حرمت منسوخ ہوئی تو ارشاد فرمایا:

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ (سورة البقرہ)

ترجمہ: "پس اس نے نظر کرم فرمائی تم پر۔"

والحمد لله وحده وصلى الله على سيدنا

محمد واله وصحبه وتسلم تسليماً كثيراً



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَدْرَسَةِ اَوْلَادِ اَبْنَاءِ وَ اَبَوَائِهِمْ
مَدْرَسَةُ سُلْطٰنِ سُلْطٰنِ وَ اَبَوَائِهِمْ

پس خط تحریر محمد علی صاحب کوکبورا فی زیر العظم

مَدْرَسَةُ اَوْلَادِ اَبْنَاءِ وَ اَبَوَائِهِمْ
مَدْرَسَةُ سُلْطٰنِ سُلْطٰنِ وَ اَبَوَائِهِمْ

نصیر الدین نصیر

خط نویس التمدیدی ۱۳۰۲ھ

الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام

قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا

شریعت محمدی پر احکام نافذ کرنا

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
125	الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام
126	جوابات
126	خنزیر کا قتل
127	حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعتِ اسلامیہ کا احیاء فرمائیں گے
127	احادیث نبویہ ﷺ
129	حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذہبِ اربعہ میں کسی کی تقلید نہیں کریں گے
130	اعتراض
130	پہلا طریقہ
131	تورات میں امتِ محمدیہ کی شان
132	حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی شانِ رسول ﷺ سے آگاہ کیا گیا
133	تورات میں نعتِ رسول ﷺ
134	انجیل میں صفاتِ رسول ﷺ
134	آسمانی کتب میں امتِ محمدیہ کی صفات
135	آسمانی کتب میں خلفاءِ ثلاثہ کی عظمت
136	تورات میں جنگِ صفین کا ذکر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

136	تورات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ذکر
137	فائدہ
138	قرآن تمام آسمانی کتب کی تصدیق کرنے والا ہے
140	دوسرا طریقہ
140	تمام احکام قرآن میں ہیں
141	رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا قرآن سے استنباط
142	عنقریب فتنے ظاہر ہونگے
143	قرآن تمام علوم کا جامع ہے
143	فائدہ
144	تیسرا طریقہ:
144	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام کرنا
145	حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہونگے
146	حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی اتباع کریں گے
147	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنت پر عمل کریں گے
147	دنیا میں امن اور غنا عام ہوگا
148	اوقاف کی تقسیم
148	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری
149	حکایت
150	حضرت عیسیٰ علیہ السلام حدیث کی تصدیق کریں گے

150	حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہوگا
151	ملائکہ کی ڈیوٹی کی تفصیل
153	حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ رب عزوجل کے خادم ہیں
153	وحی کا طریقہ
154	یوم قیامت فرشتوں سے حساب
155	حضرت جبرائیل علیہ السلام اب بھی نزول فرماتے ہیں
156	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی حقیقی ہوگی
157	اللہ تعالیٰ کا نبیوں سے عہد
160	علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فرمان عالیشان
160	اعتراض
161	جواب
164	لبسُ الیلب فی الجواب عن ایراد حلب
165	جواب ثانی
166	وجہ ثالث
166	وجہ رابع
167	وجہ خامس



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

أَمَّا بَعْدُ

میرے سامنے ایک سوال بروز خمیس ۶ جمادی الاولیٰ ۸۸۸ھ کو پیش ہوا سوال کی صورت اس طرح تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے تو اس امت میں ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر فیصلہ و حکم فرمائیں گے یا اپنی شریعت پر؟ اگر تم کہو کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر عمل و حکم فرمائیں گے تو اس شرع پر حکم فرمانے کا طریقہ کیا ہوگا۔ مذاہب اربعہ جو برقرار ہیں میں سے کسی ایک مذہب پر یا اپنے اجتہاد سے فیصلہ کریں گے۔ اگر تم کہو کہ مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک پر تو وہ کونسا مذہب ہے۔ اور جب تم کہو کہ اختیار کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو ان کے پاس وہ دلائل جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں کس طریقے سے پہنچیں گے؟ کیا نقل کے ساتھ جو اس امت کے خصائص میں سے ہے یا وحی کے ساتھ۔

اگر تم کہو کہ نقل کے ساتھ سنت میں صحیح و سقم کے پہچان کا کیا طریقہ ہوگا۔ کیا اس پر حفاظ کے حکم کے ساتھ یا دوسرے طریق سے۔

اگر تم کہو کہ وہ دلائل وحی کے ساتھ پہنچیں گے تو وہ وحی کونسی ہوگی کیا وحی الہام یا فرشتہ کے نازل کرنے کے ساتھ اگر دوسری شق ہو۔ (فرشتہ کے نازل کرنے سے) تو وہ فرشتہ کون سا ہوگا۔

نیز بیت المال کے اموال اور اس کی اراضی اور اس میں جو اوقاف کے اموال بھی ہوں گے تو اس میں ان کا حکم کس طرح ہوگا کیا اس کو موجودہ صورت پر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

برقرار رکھیں گے یا اس کے سوا کوئی دوسرا حکم کریں گے۔

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ دو ماہ سے یہ سوال میرے سامنے پیش ہوا بروز جمعہ ۱۶/۱۴ ربیع الاول اسی سال علماء میں سے ایک آدمی جس نے میرے والد سے علم حاصل کیا تھا میرے پاس آئے اور مجھ سے کئی چیزوں کے بارے میں سوال کئے ان میں سے ایک یہ سوال بھی تھا میں نے انہیں ان کے مختصر جواب دیئے۔

مجھ سے پوچھے گئے سوال میں سے اس مجلس میں ایک سوال فرشتوں کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حیا کرنے کے بارے میں تھا میں نے ان کو اس کے بارے میں دو غریب حدیثیں جن کو میں نے تاریخ ابن عساکر سے اخراج کیا تھا اور میں نے ان کو اپنی کتاب ”تاریخ الخلفاء“ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ذکر میں بیان کیا۔

ہاں میں ان اوراق میں اس سوال کا جواب کھل کر بطریق بسط ذکر کروں گا اور اس مسئلہ میں احادیث (آثار اور کلام علماء میں سے ہر کلمہ میں ذکر کروں گا)۔

جوابات

خنزیر کا قتل :-

سائل کا کہنا کہ اس امت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنی شرع سے کس کے ساتھ حکم کریں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حکم کریں گے۔ اس پر علماء نے نص (صراحت) کی ہے اور احادیث بھی اس کے بارے میں وارد ہوئی ہیں اور اجماع بھی اس پر منعقد ہے۔

علماء کی تصریحات میں سے ”معالم السنن“ میں اس حدیث کہ ”حضرت عیسیٰ

علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے“ کے تحت خطاب کا قول ہے کہ ”اس میں خنزیریوں کے قتل کے وجوب کی دلیل ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ ان کے اعیان (جسم) پلید ہیں، اور یہ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے حکم کے مطابق ہی خنزیریوں کو قتل کریں گے کیونکہ ان کا نزول آخر زمانہ میں ہوگا اور شریعت اسلامیہ (اس وقت تک باقی ہوگی)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت اسلامیہ کا احیاء فرمائیں گے:-

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں فرمایا کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لا کر ہماری شریعت کو منسوخ کر دیں گے اور نہ احادیث میں اس بارے میں کوئی شی وارد ہے بلکہ صحیح احادیث میں یہ ہے کہ وہ حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے اور ہماری شریعت کے مطابق حکم کریں گے اور ہمارے شرع کے ان امور کا احیاء فرمائیں گے جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد، بزار اور طبرانی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: ”عیسیٰ بن مریم حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کرنے اور آپ کی ملت پر نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے اور وہ قیام قیامت ہوگا۔“

طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے ”البعث“ میں سند جید کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مفضل سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”دجال تمہارے درمیان رہے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی ملت پر امام، مہدی حاکم عادل بن کر دجال کو قتل کریں گے۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے تو امامت کریں گے جب رکوع سے سر اٹھائیں گے تو ”سمع اللہ لمن حمدہ“ ”قتل اللہ الدجال و اظهر المومنین“ کہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ دجال کو مارے اور مومنوں کو غلبہ عطا فرمائے۔

اس حدیث سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نماز میں اس دن فرمائیں گے ”سمع اللہ لمن حمدہ“ اور حالت اعتدال (رکوع سے اٹھ کر قومہ کی حالت) میں یہ ذکر اس امت کی نماز کے خصائص میں سے ہے کہ حدیث میں وارد ہوا اور میں نے کتاب المعجزات والخصائص میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”وہ قوم کسی طرح ہلاک ہو گی کہ میں اس کا اول ہوں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے آخر ہیں۔“

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا: ”حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے تو پانچوں نمازیں اور جمعہ بھی قائم فرمائیں گے۔“

یہ صریح ہے کہ اس میں کہ وہ ہماری شریعت پر نزول فرمائیں گے اس لئے کہ پانچوں نمازیں اور نماز جمعہ اس امت کے علاوہ کسی میں نہیں ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کا میں اول اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے آخر ہیں اور ”امام“ مہدی میری اہل بیت میں سے اس کے درمیان میں ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذہب اربعہ میں کسی کی تقلید نہیں کریں گے:-

سائل کا کہنا کہ یہ تو ثابت ہو گیا کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے اس شریعت کے ساتھ حکم کا طریق کیا ہوگا، کیا مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے ساتھ بااجتہاد کے ساتھ حکم کریں گے۔

سائل کا یہ سوال عجیب ہے اور اس سے زیادہ عجیب اس کا یہ قول ہے کہ ”مذاہب اربعہ“ میں سے کسی مذہب کے ساتھ۔ کیا سائل کے دل میں یہ ہے کہ مذاہب اس ملت شریفہ کے ان چار میں منحصر ہیں؟ حالانکہ امت کے مجتہدین کی کثرت شمار سے باہر ہے اور ہر ایک کے لئے صحابہ تابعین اور اتباع تابعین وغیرہ میں سے مذہب ہے۔

گذشتہ سالوں میں تقریباً دس مذاہب تھے جن کی تقلید کی جاتی تھی اور ان کی کتابیں بھی مدون تھیں اور چار مشہورہ (یعنی مذہب امام اعظم، امام مالک، مذہب امام شافعی، مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کے علاوہ وہ دس مذاہب یہ ہیں جن کی تقلید کی جاتی رہی۔

مذہب نووی، مذہب اوزاعی، مذہب لیث بن سعد، مذہب اسحاق بن راہویہ، مذہب ابن جریر اور مذہب داؤد (ظاہری) رضی اللہ عنہم اور ان کے پیروکار تھے جو ان کے قول پر فتویٰ دیتے تھے پانچ صدی بعد یہ مذاہب علماء کی موت اور عوام کی قصور ہمت کی وجہ سے معدوم ہو گئے تو مذاہب اربعہ باقی رہ گئے۔ سائل نے کس وجہ سے مذاہب اربعہ کی تخصیص کی ہے۔ پھر یہ گمان کیسے کیا جاسکتا ہے کہ نبی مذاہب میں سے کسی مذہب کی تقلید کرے حالانکہ علماء فرماتے ہیں کہ مجتہد کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتا جب مجتہد احاد امت میں سے ہو کر تقلید نہیں کرتا تو نبی کے ساتھ یہ گمان کیسے کیا جا

سکتا ہے کہ وہ تقلید کریں گے۔

اعتراض:-

پھر یہ قول تو متعین ہو گیا کہ وہ اجتہاد کے ساتھ حکم کریں گے۔

جواب:-

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں یہ متعین نہیں ہوا اس لئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے تھے اس کے ساتھ جو آپ پر قرآن میں سے وحی آتی تھی اور اس کا نام اجتہاد نہیں رکھا جاسکتا جیسا کہ تعلیم پر نہیں رکھا جاسکتا اور اس پر دلیل یہ ہے کہ علماء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجتہاد کے جواز پر اختلاف بیان کیا ہے اگر آپ کا وہ حکم جو آپ قرآن کے مفہوم سے فرماتے تھے اجتہاد نام رکھا جاتا تو اس میں اختلاف ذکر کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا۔

سوال:-

آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اس شریعت کے احکام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معرفت کا کیا طریقہ ہے۔

جواب:-

اس کا جواب تین طریقوں سے دیا جانا ممکن ہے۔

پہلا طریقہ:-

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے زمانے میں اپنے سے پہلے اور بعد والے انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کو اللہ تعالیٰ کی وحی بزبان حضرت جبرئیل علیہ السلام اور ان میں

سے بعض پران کو نازل شدہ کتاب میں تنبیہ کرنے سے جانتے تھے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ احادیث اور آثار میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو اپنے بعد نبی پاک ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دی اور انہیں بتایا آپ کی شریعت کی ان چیزوں کو جو شریعت عیسوی کے مخالف ہوں گے اسی طرح حضرت موسیٰ و حضرت داؤد علیہم السلام کے لئے واقع ہوا۔

تورات میں امت محمدیہ کی شان :-

بیہتی نے دلائل النبوت میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو عرض کی کہ اے رب میں نے تورات میں پایا ہے کہ ایک امت جو بہترین امت ہے لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتی ہے اور بُرائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں تو وہ امت میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو ”میرے حبیب“ حضرت احمد رضی اللہ عنہ کی امت ہے۔ عرض کی یا اللہ میں تورات میں پاتا ہوں کہ ایک امت ہے کہ ان کی ”انا جیل“ (یعنی قرآن مجید) ان کے سینوں میں ہے وہ اس کو پڑھتے ہیں اور ان سے پہلے لوگ کتابیں دیکھ کر پڑھتے تھے یاد نہیں کر سکتے تھے وہ میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو حضرت احمد رضی اللہ عنہ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب میں تورات میں ایک امت پاتا ہوں جو اپنے صدقات خود کھاتے ہیں اور ان سے پہلے لوگ جب اپنے صدقات نکالا کرتے تو مولیٰ کریم تو اس پر آگ بھیج دیتا جو اس کو کھا جاتی اگر وہ صدقہ مقبول نہ ہوتا تو آگ اس کو نہ کھاتی یہ تو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حضرت احمد رضی اللہ عنہ کی امت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے رب میں تورات میں ایک امت پاتا

ہوں کہ ان پر ہے کوئی شخص جب بُرائی کا ارادہ کرے تو اس کے اعمال نامہ میں نہیں لکھی جاتے اور اگر بُرا عمل کرے تو صرف ایک بُرائی لکھی جاتی ہے اور جب ان میں سے کوئی شخص نیکی کا قصد کرے اور عمل نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اگر عمل کر لے تو دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں اس کے لئے لکھی جاتی ہیں۔ یہ تو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حضرت احمد (رضی اللہ عنہ) کی امت ہے۔

(بیہقی دلائل النبوة)

یہ احکام ہماری شرع کے ہیں جو ہم سے پہلے شریعتوں کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بیان فرمایا تو انہوں نے اس کو وحی کے ساتھ جانا نہ کہ اجتہاد اور تقلید کے ساتھ۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی شانِ رسول ﷺ سے آگاہ کیا گیا:-

بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور میں وحی کی اے داؤد (علیہ السلام) بے شک تیرے بعد نبی آئے گا جس کا نام احمد (رضی اللہ عنہ) ہوگا جو صادق نبی ہوگا میں ان پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا اور نہ وہ کبھی میری نافرمانی کریں گے میں نے ان کے لیے ان کے اگلے اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے۔ ان کی امت مرحومہ (رحمت کی ہوئی) ہے۔

میں نے ان کو نوافل میں سے وہ دیا ہے جو میں نے انبیاء کو دیا اور ان پر میں وہ فرائض فرض کئے جو انبیاء اور رسولوں پر فرض کئے۔ حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ میرے پاس آئیں گے تو ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہوگا اور یہ اس وجہ سے کہ میں نے ان پر یہ فرض کیا ہے کہ وہ میرے لئے ہر نماز کے وقت طہارت کیا کریں جیسا کہ میں نے

ان سے پہلے انبیاء پر فرض کی تھی میں نے ان کو جنابت سے غسل کا حکم دیا جیسا کہ ان سے پہلے انبیاء کو دیا اور ان کو حج کا حکم دیا جیسا کہ ان سے انبیاء کو دیا اور ان کو جہاد کا حکم دیا جیسا کہ ان سے پہلے رسولوں کو دیا۔

اے داؤد (علیہ السلام) میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے میں نے ان کو چند ایسی خصلتیں دی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ میں خطا و نسیان پر ان کا مواخذہ نہیں کروں گا۔ وہ گناہ جس کا انہوں نے ارتکاب کیا جب مجھ سے بخشش طلب کریں تو میں ان کو معاف کر دوں گا۔

اور وہ جو کام اپنی آخرت کے لئے خوش دلی سے کریں گے تو میں ان کو ان کا اجر جلدی دوں گا اور میرے (اعمال کی جزا میں) دگنا کیا ہوا کئی گنا ہے اور جب مصیبتوں اور بلاؤں پر صبر کریں اور ”انا لله وانا الیہ راجعون“ پڑھیں تو میں ان کو صلوة رحمت اور جنات نعیم کی طرف ہدایت عطا کرتا ہوں۔

تورات میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم :-

داری نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کس طرح پاتے ہو۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم آپ کی نعت اس طرح پاتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ کے فرزند ہیں۔ ان کی جائے پیدائش مکہ میں ہے وہ طابہ (مدینہ) کی طرف ہجرت کریں گے اور ان کا ملک (بادشاہی) شام میں ہو گا۔ اور وہ نہ بازاروں میں فحش گوئی کرنے والے اور نہ شور کرنے والے ہیں۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے۔ معاف کر دیتے ہیں ان کی امت کی مغفرت کی گئی ہے (ان میں سے) حمد کرنے والے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں ہر سنگریزہ والی زمین میں اور اللہ

تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر اونچی زمین میں۔ اپنی اطراف (انگلیاں) دھوتے ہیں اپنی چادریں نصف پنڈلی پر باندھتے ہیں۔ اپنی نمازوں میں ایسے صفیں باندھتے ہیں جیسے جنگ میں صف بستہ ہوتے ہیں۔ مساجد میں ان کی گنگناہٹ ایسے ہے جیسا کہ شہد کی مکھی کی ہوتی ہے۔ ان کی پکار آسمانوں کی فضاؤں میں سنی جاتی ہے۔

انجیل میں صفات رسول ﷺ :-

ابونعیم نے دلائل النبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری صفت انجیل میں اس طرح ہے کہ حضرت احمد رضی اللہ عنہم جو متوکل ہیں ان کی جائے پیدائش مکہ اور ہجرت گاہ طیبہ (مدینہ) ہے نہ سخت گواور نہ سخت مزاج ہیں نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔ اور ان کی امت حمد کرنے والی ہے اور نصف پنڈلی پر چادریں باندھتے ہیں۔ اپنی اطراف کو دھوتے ہیں ان کی انجیل (یعنی قرآن مجید) ان کے سینوں میں ہیں۔ نماز کے لئے ایسی صفیں باندھتے ہیں جیسا کہ لڑائی کے لئے۔ ان کی قربانیاں جس کے ذریعہ وہ میرا قرب حاصل کرتے ہیں ان کے خون ہیں، رات کو راہب اور دن کو شیر ہیں۔

آسمانی کتب میں امت محمدیہ کی صفات :-

ابونعیم نے ہی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے دلائل النبوة میں روایت کی کہ اس امت کی صفت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں ہے کہ بہترین امت جو لوگوں کے لئے نکالی گئی نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں۔ اور پہلی اور پچھلی کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔ گمراہوں سے لڑائی کرتے ہیں حتیٰ کہ کانے دجال سے لڑائی کریں گے۔ وہ حمد کرنے والے ہیں۔ سورج کی نگرانی کرنے والے اور حق فیصلہ کرنے والے ہونگے ان میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے انشاء

اللہ میں کروں گا۔

جب کسی بلندی پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور جب کسی وادی میں جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ مٹی ان کے لئے پاک کرنے والی ہے۔ زمین ان کے لئے مسجد ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ جنابت سے پاک ہو جاتے ہیں۔ مٹی سے ان کی طہارت (تیمم) پانی کے ساتھ طہارت کی طرح ہے جہاں پانی نہ پائیں۔ وضو کے آثار سے پنج کلیاں ہوں گے۔ (یعنی اعضاء وضوء چمکتے ہوں گے)

ہماری شریعت کے احکام میں سے یہ جملہ حکم ہم سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی شرع کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نازل کردہ کتابوں میں انبیاء کے لئے بیان فرمایا۔ احادیث و آثار اس کے بیان میں اس سے اکثر بہت زیادہ وارد ہوئے ہیں میں نے طوالت کے خوف سے ان کو ترک کر دیا۔

نیز یہ آثار بھی وارد ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام پر نازل شدہ کتابوں میں وہ تمام حوادث اور فتنے جو اس امت میں وقوع پذیر ہوں گے اور ان کے خلفاء اور بادشاہوں کی خبریں بیان فرمائیں۔

آسمانی کتب میں خلفاء ثلاثہ کی عظمت :-

ابن عسا کرنے ربیع بن انس سے روایت کی انہوں نے کہا:

پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مثال قطروں کی ہے جہاں کہیں گریں گے نفع دیں گے۔

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم تورات میں میری نعت کیسے پاتے ہو، انہوں

نے فرمایا کہ ”خليفة جو لو ہے کی شاخ ہے (یعنی سخت مضبوط ہے) سختی والے امیر ہیں فی اللہ کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے، پھر تمہارے بعد خلیفہ ہوگا جس کو ظالم جماعت قتل کر دے گی پھر ان کے بعد بلا (آزمائش) واقع ہوگی۔

ابن عساکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے ”أسقف“ (پادری) کو بلا کر فرمایا کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا ذکر پاتے ہو اس نے کہا ہاں ہم تمہاری نعت اور تمہارے اعمال پاتے ہیں۔

تورات میں جنگ صفین کا ذکر:-

بیہقی نے دلائل النبوة میں محمد بن یزید ثقفی سے روایت کی کہ قیس بن خرشہ اور حضرت کعب الاحبار ایک مرتبہ ہم سفر تھے۔ جب صفین میں پہنچے تو حضرت کعب ٹھہر گئے تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد کہنے لگے زمین کے اس ٹکڑے میں مسلمانوں کا اتنا خون بہے گا کہ زمین کے کس ٹکڑے میں نہیں بہا ہوگا۔

قیس نے کہا تمہیں کیسے پتہ چلا یہ تو غیب کی خبریں ہیں تو حضرت کعب نے کہا کہ زمین کی کوئی بالشت ایسی نہیں مگر تورات میں لکھی ہوئی ہے کہ اس پر کیا ہوگا اور اس سے کیا نکلے گا قیامت تک۔

تورات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ذکر:-

عبداللہ ابن احمد نے ”کتاب الزہد میں ہشام بن خالد الربعی سے روایت کی کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ آسمان اور زمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پر چالیس سال روئیں گے۔

فائدہ:-

اس معنی میں آثار بہت زیادہ ہیں اور میں نے ان کو کتاب المعجزات میں بیان کیا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے متعلقہ تمام احکام اور حوادث و فتن کو اپنے انبیاء علیہم السلام کیلئے بیان فرمایا اور انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی کے ذریعہ اس کو جانا۔ یعنی اس احتیاج کے۔ کہ وہ اجتہاد یا تقلید کے ذریعہ اس کو اخذ کریں، یہ وہ ہے جو پہلے طریق سے متعلق ہے۔

اس میں مجھ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ ہر وہ جو قرآن مجید میں ہے تمام پہلی کتابوں میں مضمن ہیں جواب دیتا ہوں کہ اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے بلکہ دلائل اس لازم کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و انه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الامين و انه لفي زبر
الاولين

ترجمہ: ”بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر کہ تم..... سناؤ، روشن عربی زبان میں اور بے شک اس کا چرچہ اگلی کتابوں میں ہے۔“

حاتم نے قتادہ سے ”و انه لتنزيل رب العالمين“ کی تفسیر میں روایت کیا کہ یہ قرآن ہے ”و انه لفي زبر الاولين“ یعنی فی کتب الاولین۔ یعنی پہلوں کی کتابوں میں۔

حضرت عبد الرحمن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا آیت کی تفسیر میں کہ ان کتابوں میں ہے جس کو پہلوں پر نازل کیا۔

مبشر بن عبید القرشی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اولم یکن لہم آیۃ“ کے جواب میں کہا۔ فرماتا ہے کیا ان کے لئے قرآن آیت نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اس کو جانیں۔ بے شک آیت اور سلف کا کلام اس کی تفسیر میں اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ وہ معانی جن کو قرآن نے بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی پہلی کتب میں موجود ہے۔ اور بعینہ اسی پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نص فرمائی کہ اس آیت کے ساتھ عربی زبان کے علاوہ (لغیر) قرآۃ قرآن کے جواز پر اسی آیت کے ساتھ استدلال فرمایا۔ اور کہا کہ قرآن مجید پہلی کتابوں میں مضمن ہے اور وہ عربی زبان میں نہیں ہیں اس آیت سے اخذ کرتے ہوئے۔ اور اسی کی شہادت متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کا قرآن یہ وصف بیان کرتا ہے کہ یہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر اس میں جو کچھ موجود ہے ان کتابوں میں نہ ہوتا تو یہ وصف درست نہ ہوتا۔

قرآن تمام آسمانی کتب کی تصدیق کرنے والا ہے:-

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

و انزلنا الیک الكتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من
الكتاب و مہیمننا علیہ۔

ترجمہ:- ”اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتی۔“

علامہ ابن جریر نے ابن جریج سے اس آیت میں اخراج کیا۔ کہا کہ قرآن (پہلی) کتابوں پر امین ہے ان چیزوں پر جو ہمیں اہل کتاب نے اپنی کتابوں سے خبر دی۔ اگر قرآن میں ہے تو اس کی تصدیق کرو اور نہیں ہے تو اس کو جھٹلاؤ۔

ابن زید نے آیت میں کہا کہ تورات و انجیل و زبور وغیرہ جو کتابیں اللہ تعالیٰ

نے نازل فرمائیں قرآن ان پر مصدق ہے۔ ہر چیز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے تو وہ ان پر مصدق ہے اور ان پر جو ان سے حادث ہوا کہ وہ حق ہے اور فرمان الہی ہے:

ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم و موسى
ترجمہ: ”بے شک یہ اگلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں
میں۔“

بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب
یہ آیت (ان هذا) نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سب حضرت ابراہیم و
حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں تھا۔

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا
کہ یہ سورت حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں ہے۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا یہ سورۃ
صحیح حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں ہے مثل اس کے جو حضور نبی
اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔

عبد الرزاق نے قتادہ سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”ان هذا لفي
الصحف الاولى“ میں فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان کیا ہے (وہ پہلی
کتابوں میں ہے)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا کہ

ان هذا لفي الصحف الاولى قال في كتب الله كلها

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کی ساری کتابوں میں ہے۔“

اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ام لم ینبأ بما فی صحف موسیٰ و ابراهیم الذی و قی ان لا
تزر وزارة وزرا اخرای۔

ترجمہ: ”کیا سے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے اور ابراہیم
کے جو پورے احکام بجالایا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری
کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔“

یہ اور اس جیسی اور آیاتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن کے معانی اللہ
تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کیں موجود ہیں۔ و
اللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا طریقہ:-

ممکن ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید میں نظر فرمائیں اور اس سے تمام
احکام جو اس شریعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں سمجھ لیں بغیر اس احتیاج کے کہ وہ
احادیث کی طرف مراجعت فرمائیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن سے سمجھا بے
شک قرآن مجید تمام احکام شرعیہ پر مشتمل ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس فہم کے
ساتھ اس کو سمجھا جو آپ کا خاصہ ہے پھر آپ نے اپنی امت کے لئے سنت میں اس کی
شرح فرمائی۔ امت کی افہام اس چیز کے ادراک سے قاصر ہیں جس کو صاحب نبوة
ادراک کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں لہذا یہ بعید نہیں ہے کہ آپ قرآن سے سمجھ لیں
جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا۔

تمام احکام قرآن میں ہیں:-

ہمارے اس کا قول کا کہ تمام احکام جن کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا وہ ہیں

جن کو آپ نے قرآن سے سمجھا اور اس کی تائید طبرانی کی ”اوسط“ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”بے شک میں وہ چیزیں حلال کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی اور وہی حرام کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیں اپنی کتاب میں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول ہے کہ تمام وہ احکام جو امت بیان کرتی ہے سنت کی شرح ہے اور تمام سنت قرآن کی شرح ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے فرمایا کہ دین کا ہر مسئلہ قرآن مجید میں ہے اور قرآن مجید کا ہر مسئلہ ہدایت کے راستہ پر دلیل ہے۔

ابن برجان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی پاک ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ قرآن مجید میں موجود ہے یا اس میں اس کی اصل ہے قریب ہو یا بعید ہو۔ اس کو سمجھا جس نے سمجھا اور جس نے نہ سمجھا نہ سمجھا اسی طرح ہر چیز جس کا آپ نے حکم دیا یا قضا فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا قرآن سے استنباط:-

بعض نے کہا کہ کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کا استخراج قرآن مجید سے ممکن نہ ہو اس شخص کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا فرمائی ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے نبی پاک ﷺ کی عمر تریسٹھ سال کا استنباط سورۃ المنافقین میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ”و لن یؤخر اللہ نفساً اذا جاء اجلها“ سے کیا ہے جو تریسٹھ نمبر پر سورت ہے اور اس کے بعد سورۃ تغابن ہے تاکہ آپ کے (ہماری نظروں سے) غائب ہو۔ میں تغابن (ہلاکت) ظاہر ہو۔

امام مرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں کہا۔ قرآن مجید نے اولین و آخرین کے علوم کو اس حیثیت سے جمع کیا ہے کہ بطور علم اس کا احاطہ حقیقتاً نہیں کیا جاسکتا مگر رسول

اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم مخفی رکھے وہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئے پھر وہی علوم آپ ﷺ سے سادات صحابہ اور ان کے بڑے علماء مثل خلفاء راشدین، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے روایت کیا حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

لوضاء لی عقال بعیر لو جدتہ فی کتاب اللہ۔

ترجمہ: ”اگر میرے اونٹ کی رسی ضائع ہو جائے تو میں اس کو کتاب اللہ میں پاؤں گا۔“

عنقریب فتنے ظاہر ہونگے:-

حضور ﷺ نے فرمایا۔ عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے عرض کی گئی ان سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا اللہ کی کتاب اس میں تم سے پہلے اور بعد والوں کی خبریں ہیں اور تمہارے درمیان اختلافات و تنازعات کا حکم ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و انزلنا الیک الكتاب تبیاناً لکل شیء

ترجمہ: ”اور ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی جس میں ہر شی کا بیان ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ما فرطنا فی الكتاب من شیء

ترجمہ: ”ہم نے کتاب میں کسی شی کو نہیں چھوڑا۔ یعنی ہر چیز کو بیان کر دیا۔“

حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اگر کسی شے کو پوشیدہ کرتا تو ذرہ رائی اور مچھر کو پوشیدہ کرتا۔ اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابوالشیخ بن حیان نے کتاب العظمت میں روایت کیا۔

قرآن تمام علوم کا جامع ہے:-

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص علم کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے اوپر قرآن کو لازم پکڑے بے شک اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔ اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس قرآن میں ہر علم کو نازل کیا گیا اور ہمارے لئے اس میں ہر شی کو بیان کیا گیا۔ لیکن ہمارا علم قاصر ہے اس چیز سے جو ہمارے لئے قرآن میں بیان کر دیا گیا۔

علامہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس کو اپنی تفسیروں میں روایت کیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں کوئی حدیث سناتا ہوں تو میں اس کی تصدیق قرآن مجید سے پاتا ہوں (اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پہنچی مگر میں نے ان کا مصداق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پایا اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا۔

فائدہ:-

ہمارے ذکر کردہ تمام دلائل سے پتہ چلا کہ تمام شریعت محمدیہ قرآن کے تحت ہے مگر اس کا ادراک صرف صاحب قرآن ہی کر سکتا ہے۔
بعض علماء نے کہا

العبارة فی القرآن للعامة والاشارة للخاصة و اللطائف للاولياء

و الحقائق للانبیاء

ترجمہ: ”قرآن کی عبارت عوام کے لئے ہے اور اشارہ خواص کے لئے

ہے لطائف اولیاء کے لئے اور حقائق انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم کے لئے ہیں۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی رسول ہیں قرآن کے تمام مشمولات کو سمجھیں گے اور اس کے ساتھ حکم کریں گے اگرچہ انجیل کے مخالف ہونگے اور یہی معنی ہے اس کا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر حکم کریں گے پس یہ دو طریقے ہیں ہر ایک ان میں سے محتمل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معرفت میں اس شریعت کے احکام کے ساتھ اور ان کا مآخذ نہایت قوی ہے۔ واللہ اعلم۔

تیسرا طریقہ:-

وہ ہے جس کی طرف علماء کی ایک جماعت جن میں علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں نے اشارہ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود اپنی نبوت کے باقی ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمار ہوتے ہیں اور صحابہ کرام کے زمرہ میں داخل ہیں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں آپ کے ساتھ اکٹھے ہوئے آپ پر ایمان لائے اور تصدیق بھی کی اور یہ اجتماع معراج کی رات کے علاوہ کئی مرتبہ مکہ میں ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام کرنا:-

ابن عدی نے کامل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم نے اچانک ایک چادر اور ایک ہاتھ کو دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چادر اور ہاتھ جو ہم نے دیکھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے دیکھا ہے ہم نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں جنہوں نے مجھے سلام کیا ہے۔

ابن عساکر نے دوسرے طریقہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا اچانک آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے دیکھا جس کو ہم نے نہیں دیکھا تھا ہم نے عرض کی یا رسول

اللہ ﷺ ہم نے آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ ہمیں دکھائی نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں جن کا میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ انہوں نے طواف ختم کیا تو میں نے ان کو سلام کیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی پاک ﷺ سے آپ کی شریعت سے متعلقہ احکام بھی حاصل کر لیے ہوں اگرچہ انجیل (شرع عیسوی) کے بظاہر مخالف احکام ہونگے اس لئے کہ حضور ﷺ تو جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں نازل ہوں گے اور میری شریعت پر حکم کریں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ احکام بلا واسطہ حضور علیہ السلام سے حاصل کئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہونگے:-

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہے ہاں وہ میرے بعد میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔

میں (امام سیوطی رضی اللہ عنہ) نے سب کی عبارت میں ان کی کسی تصنیف میں دیکھا اس میں انہوں نے نص کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے قرآن اور سنت کے ساتھ۔ تو اس وقت یہ راجح ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سنت کا لینا بطور مشافحہ لغیر کسی واسطہ کے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض محدثین نے صحابہ کرام میں شمار کیا ہے۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام بھی صحابہ میں شامل ہیں۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”تجرید الصحابہ“ میں کہا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نبی اور صحابہ ہیں انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا اور آپ صحابہ میں آخر میں دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔

سوال: مسائل کا یہ کہنا کہ بیت المال کے اموال میں ان کا حکم کس طرح ہوگا کیا اس کو جیسا کہ آج ہے اس طرح برقرار رکھیں گے۔

جواب: یہ کلام نہایت ہی عجیب ہے۔ کیونکہ بیت المال کے اموال اب غیر قانون شرعی پر جاری ہیں اور نبی ان کو اس پر برقرار نہیں رکھے گا۔ ہمارے اصحاب نے موارث میں کہا کہ بیت المال کو وارث نہیں بنایا جائے گا مگر جب کہ اس کا انتظام ہو اور اس کا انتظام یہ ہے کہ اس طرح ہو جس طرح صحابہ کے زمانہ میں تھا۔

ہمارے آئمہ میں سے امام ابن سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو چار سو ہجری (۴۰۰ھ) سے پہلے تھے کہ بیت المال بد نظمیہ جب تک وہ مستقیم تھا۔ تو نویں صدی کا قرب کیسے ہوگا حالانکہ معاملہ تو سخت ہی بڑھ رہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی اتباع کریں گے:-

میں (امام سیوطی رضی اللہ عنہ) نے آداب ملوک میں ایک کتاب لکھی ہے جو شخص اس میں مذکور احادیث آثار کا مطالعہ کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ غالب معاملات بیت المال کے غیر قانون شرعی پر جاری ہیں۔

احادیث میں وارد ہے کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آئیں گے اور زمین کو عدل و انصاف سے پر کریں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو امام مہدی علیہ السلام کے کام کو برقرار رکھیں گے۔ اس میں سے کہ جس میں امام مہدی علیہ السلام عدل کریں گے یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان ان کے اموال چھین لیے گئے ہونگے تقسیم کریں گے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں اور بزار، طبرانی، ابو نعیم نے اور حاکم نے اپنے

مستدرک میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہے کہ تمہارے عجمی بادشاہ آئیں گے اور وہ تمہارے اموال ظلماً کھالیں گے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنت پر عمل کریں گے:-

حضرت انس، حضرت حذیفہ، حضرت ابن عمرو اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کی حدیث سے وارد ہوا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے درمیان ان کی اموال تقسیم کریں گے اور ان میں ان کے نبی ﷺ کی سنت کے ساتھ عمل کریں گے اور وہ اس طرح سے سات سال زندگی بسر فرمائیں گے۔

دنیا میں امن اور غنا عام ہوگا:-

امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اور ابو یعلیٰ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں امام مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو لوگوں میں اختلاف اور زلزلوں کے وقت مبعوث ہوں گے تو زمین کو عدل و انصاف کے ساتھ پر کر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم و ستم کے ساتھ پر تھی زمین و آسمان کے رہنے والے ان سے راضی ہوں گے۔ مال کو صحیح تقسیم کریں گے۔ عرض کی گئی کہ صحاحا کیا ہے۔ فرمایا کہ لوگوں میں برابر برابر تقسیم کرنا۔ امت محمد ﷺ کے دلوں کو غنا سے بھر دیں گے اور ان سب کے لیے ان کا عدل وسیع ہو جائے گا حتیٰ کہ منادی کو حکم دیں گے۔ وہ منادی کرے گا کہ کون ہے جس کو مال کی حاجت ہو تو لوگوں میں سے صرف ایک ہی آدمی کھڑا ہوگا۔ اسی طرح سات سال ہوں گے۔“

اوقاف کی تقسیم:-

سائل کا کہنا کہ اس میں سے جو اوقاف (یعنی وقف کا مصرف اور خیراتی جگہیں) صادر ہونگے اس کا کیا کریں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں سے جو نیکی کے وجود مسلمانوں کی مصلحتوں پر علماء، فقراء، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور آپ کے اقارب، فقراء، بیمار، لو لے لنگڑے منقطعین مدارس و مساجد، حرمین، بیت المقدس، اور کعبہ شریف کے لباس اور اس سے ملتے جلتے کاموں میں وقف ہوگا تو جو وقف درست اور شریعت کے موافق ہوگا اور اس کو برقرار رکھیں گے۔ اور جو بادشاہوں کی بیویوں، امراء اور ان کی اولاد پر وقف ہوگا تو وہ وقف باطل ہوگا شریعت کے مخالف ہوگا تو اس کو باطل کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری:-

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ چوتھا طریقہ وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نزول فرمائیں گے۔ تو زمین پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری رائے کا اظہار ہے تو اس سے کوئی مانع نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شریعت کے احکام جن کی انہیں ضرورت ہے اخذ کریں اس طریق میں میرا مستند کئی امور ہیں۔

(۱) ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر ”یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے“ تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

ابن عسا کر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) حاکم عادل اور منصف امام بن کر نازل

ہوں گے تو ”فج روحاء“ حج کرتے ہوئے یا عمرہ کرتے چلیں گے اور میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے سلام کریں گے میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔

(۲) بے شک نبی پاک ﷺ اپنی حیات ظاہرہ مبارکہ میں انبیاء کرام ﷺ کو دیکھتے تھے اور ان کے ساتھ زمین میں اکٹھے ہوتے تھے جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذرے وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”الانبياء احياء يصلون“ انبیاء زندہ ہوتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں، تو اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے تو انبیاء ﷺ کو دیکھیں گے اور ان کے ساتھ ملاقات کریں گے اور من جملہ ان کے نبی اکرم ﷺ ہیں تو آپ سے احکام شرعیہ میں سے جس کی ضرورت ہوگی اخذ کریں گے۔

(۳) ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ ولی کی کرامت میں سے یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا دیدار کرتے ہیں اور بیداری میں آپ کے قرب کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور براہ راست رسول اللہ ﷺ سے شریعت کے معارف اور دیگر احکام سیکھتے۔ اس مسئلہ پر درج ذیل ائمہ شافعیہ میں سے امام غزالی، امام بارزی، علامہ تاج ابن سبکی، امام عقیف یافعی، اور ائمہ مالکیہ میں سے امام قرطبی، امام ابن ابی حمزہ، امام ابن الحاج نے مدخل میں نص کی ہے۔

حکایت :-

بعض اولیاء سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس نے ایک حدیث روایت کی تو ولی نے اس سے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے فقیہ نے کہا تمہیں کیسے پتہ چلا، اس نے کہا: ”یہ نبی اکرم ﷺ تیرے سامنے تشریف ہیں اور

فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث بیان نہیں کی فقیہ کے لئے تمام حجابات دور ہو گئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا۔“

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھ جھپکنے کی دیر محبوب ہو جاؤں تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کرتا۔

جب یہ اولیا کرام کا حال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ شان کے مالک ہیں کہ آپ کے لئے کوئی مشکل نہ ہوگا۔ جس وقت چاہیں گے اور جن احکام شرعیہ کا ارادہ کریں گے آپ سے اخذ کریں گے بغیر کسی احتیاج اجتهاد کے اور حفاظ حدیث کی تقلید کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حدیث کی تصدیق کریں گے:-

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب انہوں نے کثرت سے حدیثیں بیان کیں اور لوگوں نے انکار کیا تو کہنے لگے اگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میرے مرنے سے پہلے نازل ہوں اور میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤں تو وہ میری تصدیق کریں گے۔ ان کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ہیں۔ بغیر کسی احتیاج کے کہ وہ امت میں سے کسی سے اخذ کریں۔ حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سماع کیا اس کی طرف محتاج ہوتے کہ ان کی طرف جائیں اور وہ ان کی مرویات کی تصدیق و تزکیہ کریں۔ مذکور سوال کا آخری جواب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہوگا:-

ہمارے مولا امیر المؤمنین خلیفہ رسول اللہ علی المؤمنین و ابن عم سید المرسلین امام متوکل علی اللہ نے اللہ تعالیٰ ان کو عزت دے اور اس کے ساتھ دین کو عزت دے اولاً

وہی کتابت کا امر کرنے والے ہیں۔ اپنے امر کا ثانیاً اعادہ کیا کہ کیا یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی آئے گی؟

جواب: ہاں، مسلم، احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ نے حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا، یہاں تک کہ فرمایا کہ اس اثنا میں کہ وہ اس پر ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا وہ دمشق کے شرقی منارہ بیضاء پر اتریں گے اپنا ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہونگے تو دجال کے پیچھے جائیں گے اس کو پا کر باب لد کے شرقی کے نزدیک اس کو قتل کریں گے اسی اثنا میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی فرمائے گا کہ بے شک میں نے اپنے ایسے بندے بھیجے ہیں کہ جن کے ساتھ جنگ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں پس آپ میرے بندوں کو پہاڑ پر لے جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ یا جوج و ماجوج کو بھیجے گا۔ (الحدیث)

تو یہ صریح ہے اس میں کہ نزول کے بعد ان پر وحی آئے گی۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان کے طرف وحی لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام ہوں گے بلکہ قطع و یقین کے ساتھ یہی ہوں گے اس میں کوئی تردد نہیں کیونکہ یہ ان کا وظیفہ ہے اور وہی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفیر ہیں ان کے علاوہ فرشتوں سے اس میں کوئی معروف نہیں ہے۔ اس پر دلیل ابو نعیم نے دلائل النبوة میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی وہ فرماتی ہیں ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے درمیان اللہ کے امین ہیں۔

ملائکہ کی ڈیوٹی کی تفصیل :-

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اخراج کیا۔ ابو الشیخ ابن حیان نے کتاب

العظمت میں ابن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ام الکتاب میں قیامت تک ہونے والی ہر شے کا بیان ہے اور تین فرشتے اس پر مقرر ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے سپرد کتابیں اور انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی پہنچانا ہے۔ نیز جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو یہ بھی حضرت جبریل علیہ السلام کے سپرد ہے نیز جنگ کے وقت مدد کرنا بھی آپ کے ذمہ ہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نبات پر موقوف ہیں اور ملک الموت کے سپرد جانوں کا قبض کرنا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے حفظ اور ام الکتاب میں جو کچھ ہے دیکھیں گے تو ان کو برابر پائیں گے (یعنی بال برابر بھی فرق نہ ہوگا)۔

ابن ابی حاتم نے عطاء بن السائب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا حساب ہوگا وہ حضرت جبریل علیہ السلام ہوں گے کیونکہ وہ رسولوں کی طرف اللہ کے امین ہیں۔

ابو الشیخ نے خالد بن ابی عمران سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول کی طرف اللہ کے امین، حضرت میکائیل علیہ السلام کتابیں اور صحف لیتے ہیں اور حضرت اسرافیل بمنزلہ دربان کے ہیں۔

نیز عکرمہ بن خالد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں کون زیادہ مکرم و معزز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت جبریل و حضرت میکائیل و حضرت اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام اور حضرت جبرائیل علیہ السلام صاحب الحرب اور مرسلین ہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام ہر قطرہ جو گرتا ہے اور ہر پتہ کے مقابلہ میں مدد کرنے والے ہیں جو اگتا ہے ان کے ذمہ ہے اور ملک الموت تو وہ موقوف ہے دریا و بیابان میں رہنے والے پر اور بندہ کی روح قبض کرنے پر اور حضرت اسرافیل جو اللہ تعالیٰ کا امین

ہے اس کے اور ان کے درمیان۔

حضرت جبریل علیہ السلام اللہ رب عزوجل کے خادم ہیں:-

نیز انہوں نے عبدالعزیز بن عمیر سے روایت کی اس نے کہا کہ فرشتوں میں جبریل علیہ السلام کا نام اپنے رب تعالیٰ کا خادم ہونا مشہور ہے۔

وحی کا طریقہ:-

ابن ابی زینین سے کتاب السنۃ میں حضرت کعب بن عوف سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کی وحی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو لوح محفوظ آتی ہے حتیٰ کہ حضرت اسرافیل کی پیشانی کو بجاتی ہے تو وہ سر اٹھا کے دیکھتے ہیں تو اچانک امر مکتوب ہوتا ہے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام ندا کرتے ہیں تو اس کو جواب دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مجھے اسی طرح حکم ہوا مجھے اسی طرح حکم ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وحی کرتے ہیں۔

ابوالشیخ نے ابوبکر ہندی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا حکم فرماتا ہے تو لوح، حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قریب کرتی ہیں جو کچھ ان میں ہے تو وہ ان میں نظر کرتے ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام کو منادی کرتے ہیں وہ اس کو جواب دیتے ہیں اور اس کی مثل ذکر کیا۔

نیز ابی سان سے اخراج کیا انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ عرش کے ساتھ معلق ہے جب اللہ تعالیٰ کسی شی کی وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوح میں لکھتا ہے تو لوح آتی ہے حتیٰ کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی کو کھٹکھٹاتی ہے وہ اس میں دیکھتے ہیں اگر آسمان والوں کی طرف ہو تو حضرت میکائیل علیہ السلام کو دیتے ہیں اگر زمین والوں کی طرف ہو تو حضرت جبریل علیہ السلام کو دیتے ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قیامت کے دن سب سے پہلے جس کا حساب کیا جائے گا وہ لوح محفوظ ہوگی اس کو بلایا جائے گا اس کے کاندھے کانپ رہے ہوں گے اس کو کہا جائے گا کیا تو نے تبلیغ کر دی؟ وہ کہے گی جی ہاں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس بارے میں تیرا گواہ کون ہے تو وہ کہے گی اسرافیل علیہ السلام تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا کہ اس کے اعضاء کانپ رہے ہوں گے اس کو کہا جائے گا کیا تجھے لوح نے تبلیغ کی تو حضرت اسرافیل جی ہاں کہیں گے تو لوح کہے گی سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے جس نے مجھے بڑے عذاب سے نجات دی۔

یوم قیامت فرشتوں سے حساب:-

نیز وہیب بن الورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا خوف خدا سے ان کے کاندھے کانپ رہے ہوں گے کہا جائے گا کہ تیری طرف لوح نے جو کچھ پہنچایا اس میں تو نے کیا کیا وہ کہیں گے میں نے حضرت جبریل علیہ السلام کو پہنچا دیا پھر جبریل علیہ السلام کو بلایا جائے گا اس کی روح گھبرائے ہوئے کہہ رہی ہوگی ان سے کہا جائے گا کہ تجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے جو کچھ پہنچایا اس کا تو نے کیا کیا وہ کہیں گے میں نے رسولوں کو پہنچا دیا پھر رسولوں کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے تمہیں جو پہنچایا اس میں تم نے کیا کیا تو وہ کہیں گے ہم نے لوگوں کو پہنچا دیا تو یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے

”فلنسالن الذی ارسل الیہم و لنساء لن المرسلین“

پس ہم ضرور ان لوگوں سے پوچھیں گے جن کی طرف (وحی) بھیجی گئی۔ اور

رسولوں سے ہم ضرور سوال کریں گے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے ”الزہد“ میں ابن ابی حیلہ سے اپنی سند

کے ساتھ روایت کیا انہوں نے کہا سب سے پہلے قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نے میرا عہد پہنچا دیا۔ وہ عرض کریں گے جی ہاں اے میرے رب میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پہنچا دیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے میرا عہد پہنچایا تو وہ کہیں گے جی ہاں تو حضرت اسرافیل علیہ السلام آزاد ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمائے گا تو نے میرے عہد میں کیا کیا وہ کہیں گے اے میرے رب میں نے رسولوں کو پہنچا دیا تو رسولوں کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تمہیں میرا عہد پہنچا دیا ہے۔ وہ کہیں گے جی ہاں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بری الذمہ ہو جائیں گے۔ (الحدیث)

ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ باقی فرشتوں میں سے صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کے لئے مختص ہیں، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے وحی بواسطہ حضرت اسرافیل لیتے ہیں۔ (اس کے متعلق کئی مرتبہ مجھ سے سوال کیا گیا تھا)

حضرت جبرائیل علیہ السلام اب بھی نزول فرماتے ہیں:-

لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر نہیں اترتے یہ ایک ایسی بات ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس کے بطلان کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو طبرانی نے کبیر میں حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جنبی غسل کیے بغیر سو جائے؟ تو آپ نے فرمایا بغیر وضو کئے اس کے سونے کو میں پسند نہیں کرتا مجھے خوف ہے کہ وہ فوت ہونے لگے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی کے

ہاں حاضر نہ ہو۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں ہر مومن با وضو کی موت پر جس کی موت قریب آگئی ہو۔

پھر میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ایک اور حدیث پر مطلع ہوا جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا زمین پر اترنا ثابت ہے وہ حدیث ہے جس کو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصف دجال میں روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ مکہ سے گذرے گا تو اچانک ایک شخص کو دیکھ کر پوچھے گا تو کون ہے وہ جواب دیں گے میں حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ اس کو اس کے حرم سے روک دوں پھر وہ مدینہ منورہ سے گذرے گا تو وہاں بھی ایک عظیم شخص کو دیکھے گا تو کہے گا تو کون ہے وہ کہے گا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں اس کو (دجال) اس کے (اللہ تعالیٰ) کے حرم سے روک دوں۔

پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”تنزل الملائکة و الروح فیہا باذن ربہم“ کے متعلق صحاح رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت دیکھی کہ ”روح“ سے یہاں مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور لیلۃ القدر میں وہ اور دیگر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو سلام کہتے ہیں، اور یہ ہر سال ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی حقیقی ہوگی:-

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو ان کی طرف وحی حقیقی نہیں بلکہ وحی الہام ہوگی یہ قول کئی وجہ سے ساقط اور مہمل ہے۔ یہ قول صحیح حدیث کے خلاف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے جیسا کہ

صحیح مسلم وغیرہ کے حوالہ سے پہلے گذرا ہے۔ اور اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اس کے لفظ یہ ہیں۔ اس اثنا میں کہ وہ اس طرح ہوں گے اچانک ان کی طرف اللہ تعالیٰ وحی فرمائے گا۔ اے عیسیٰ میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن کے ساتھ قتال (جنگ کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ میرے ان بندوں کو جو تیرے ساتھ ہیں پہاڑ کی طرف لے جاؤ۔

اور کہا کہ یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ وحی حقیقی ہوگی نہ وحی الہام ہوگی۔

(۲) ان لوگوں کا وہم کرنا فاسد ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی

ہیں تو نبی کی طرف وحی کے نزول سے کونسا مانع؟

اگر وہ اپنی جی میں یہ خیال کرے کہ ان کا وصف نبوت اب نہیں رہا تو یہ قول

کفر کے قریب ہے کیونکہ نبی سے وصف نبوت کبھی زائل نہیں ہوتا؟ نہ حیات میں اور نہ پردہ فرمانے کے بعد۔

اگر اس کا یہ خیال ہو کہ وحی نبی کے لئے ایک زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے تو یہ

قول بلا دلیل ہے اور اس کو اس کے خلاف دلیل کا ثبوت باطل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نبیوں سے عہد:-

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ذکر کردہ کے قول کے مطابق لکھا ہے اپنی

تصنیف میں انہوں نے کہا کہ ہر نبی سے اللہ تعالیٰ نے یہ میثاق و عہد لیا ہے کہ اگر

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ میں مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد

کریں گے۔ اور اپنی امت کو بھی اس کی وصیت کریں گے۔

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بلند تعریف اور آپ کے عظیم قدر کی جو تعظیم

ہے وہ مخفی نہیں ہے۔ اور اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی ان کے زمانہ میں تشریف آوری کی تقدیر پر آپ ان کے طرف مرسل ہوں گے اور آپ کی رسالت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر تا قیامت ساری مخلوق کی طرف عام ہے۔

تمام انبیاء ﷺ اور ان کی امتیں آپ کی امت میں سے ہوں گی۔ آپ کا یہ فرمان کہ میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں، اس سے آپ کے زمانہ سے تا قیامت لوگ ہی خاص نہیں بلکہ آپ سے پہلے سب لوگوں کو بھی شامل ہے۔ یہاں تک کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی الانبیاء ہیں۔ اگر آپ کی تشریف آوری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں اتفاق سے ہوتی تو ان پر اور ان کی امتوں پر آپ پر ایمان لانا اور آپ کی مدد کرنا واجب ہوتا۔ اور یہی عہد اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا ہے آپ کی نبوت اور ان کی طرف رسالت کا معنی حاصل ہے لیکن اس کا امر آپ کے ان کے ساتھ اجتماع پر موقوف ہے اگر ان کے زمانہ میں موجود ہوں تو بلا شک ان کو آپ کی اتباع لازم ہوگی۔

اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آپ کی شریعت پر آئیں گے اور وہ آ کر نبوت سے بھی موصوف ہوں گے نہ اس طرح جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اس امت کے ایک فرد کی حیثیت سے آئیں گے ہاں وہ اس امت کے ایک فرد ہوں گے لیکن اس طرح جیسا کہ ہم نے کہا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر قرآن و سنت کے ساتھ ہی حکم کریں گے اور اس میں جو کچھ امر و نہی میں سے ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی طرح متعلق ہوگا جس طرح کہ باقی امت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں وہ نبی اپنے حال پر ہیں اس سے کوئی شے کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانہ میں یا حضرت موسیٰ، حضرت

ابراہیم، حضرت نوح اور حضرت آدم علیہم السلام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو یہ اپنی نبوت اور اپنی امتوں کی طرف رسالت میں مستمر ہوتے اور نبی کریم ﷺ ان پر نبی اور ان سب کی طرف رسول ہوتے۔ آپ کی نبوت عام اور زیادہ شامل اور بہت عظیم ہے۔ یہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ان کے حرفوں میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس میں کوئی منافات نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے متبع بن کر یا اپنی نبوت میں باقی رہتے ہوئے نزول فرمائیں اور آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام جو کچھ وحی سے اللہ تعالیٰ چاہے گا لائیں گے۔ واللہ اعلم۔
رغم نے کہا جس وحی کا ذکر مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوگی اس وحی سے الہام مراد ہے؟

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں۔ اہل اصول نے کہا ہے کہ ”تاویل یہ ہے کہ کسی لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے کسی دلیل کی وجہ سے پھیرنا ہے۔ بس اگر کسی دلیل کی وجہ سے نہ ہو تو کھیل ہے نہ کہ تاویل ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں لہذا یہ حدیث کے ساتھ لعب و کھیل ہے۔

زاعم نے کہا کہ اس پر دلیل حدیث ”لا وحی بعدی“ ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ باطل ہے۔

زاعم نے کہا کہ اس پر دلیل ”لانی بعدی“ حدیث ہے۔

ہم نے کہا کہ اے مسکین کہ اس حدیث میں ذکر کئے گئے ہر وجوہ میں سے کسی وجہ کے ساتھ دلالت نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے بعد کسی نبی کا بعث نہیں ہوگا۔ جو آپ کی شرع کو منسوخ کر دے جیسا کہ علماء نے اس کی تفسیر کی ہے۔ پھر اس زاعم سے کہا جائے گا کیا تم اس حدیث کے ظاہر کو معنی مذکور پر حمل کئے بغیر لینے والے ہو تو اس پر تمہیں دو امور میں سے ایک لازم ہوگا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

نزول کی نفی یا ان سے نبوت کی نفی کرنا۔ اور دونوں کفر ہیں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالیشان :-

اس جواب کے لکھنے کے مدت بعد میں ایک سوال پر واقف ہوا جو شیخ الاسلام علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اٹھایا گیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہے۔

کہ تمہارا کیا قول ہے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ ”حضرت عیسیٰ بن مریم“ آخر زمانہ میں حاکم بن کر نازل ہوں گے“ تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن عظیم اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے حافظ بن کر نازل ہوں گے یا کتاب و سنت کو اس زمانہ کے علماء سے لکھیں گے اور اس میں اجتہاد کریں گے اس میں کیا حکم ہے۔

تو انہوں نے یہ جواب دیا جو ان کے خط سے میں نقل کرتا ہوں ہمارے لئے اس میں کوئی شی نقل نہیں کی گئی اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام کے لائق ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سیکھیں گے اور جو آپ سے استفادہ کریں وہی احکام آپ کی امت میں نافذ کریں گے کیونکہ حقیقت میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ واللہ اعلم۔

اعتراض :-

اس سے ملتا جلتا یہ ایک اعتراض ہے جو مجھے بعض منکرین سے پہنچا ہے کہ اس نے اس بات کا انکار کر دیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے صبح کی نماز پڑھیں گے۔ اور اس کے انکار میں کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ اور اس کی توجیہ میں یہ کہا ہے کہ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کا مقام اعلیٰ ہے یہ ان کی کسر شان ہے کہ کسی غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

جواب:-

اس کی یہ توجیہ تو بہت زیادہ ہی عجیب ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنا کئی صحیح حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ کے خبر دینے کے ساتھ ثابت ہے اور وہ صادق و صدوق ہیں جن کی خبر میں خلف نہیں۔

امام احمد نے اپنے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں تو حدیث ذکر کی اور اس میں یہ ہے ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت نزول فرمائیں گے تو انہیں ”لوگوں کے امیر“ کہیں گے ”اے روح اللہ“ آگے بڑھے اور ہمیں نماز پڑھائیے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے ”بے شک تم اس امت کی جماعت“ بعض تمہارے بعض سے افضل ہیں۔ تم آگے بڑھو اور ہمیں نماز پڑھاؤ تو امام مہدی آگے بڑھیں گے اور ان کو نماز پڑھائیں گے۔ جب نماز سے فارغ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کی طرف اپنی جنگ شروع کریں گے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ تم کس طرح ہوں گے جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔“ (بخاری، مسلم)

مسند احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا ”پھر حدیث کو تفصیلاً بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے نماز کی اقامت کہی جائے گی تو ان کو کہا جائے گا ”اے روح اللہ“ آگے بڑھے تو وہ فرمائیں گے ”تمہارا امام ہی آگے بڑھے۔“ (الحدیث)

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امام انہیں کہے گا ”آگے تشریف لائیے“ (نماز پڑھائیے) تو وہ فرمائیں گے تم زیادہ حق دار ہو بعض تمہارے بعض پر امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عزت دی ہے۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور دجال کے بارے میں بتلایا۔ مفصل حدیث ذکر کی کہ ان کا امام ایک نیک مرد ہوگا اس اثنا میں کہ وہ نماز صبح پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت نزول فرمائیں گے۔ تو وہ امام پچھلے پاؤں لوٹ جائیں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ ان کے کاندھوں پر رکھیں گے پھر انہیں کہیں گے تم آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ تمہارے لئے ہی اقامت کہی گئی تو ان کا امام انہیں نماز پڑھائے گا جب نماز سے فارغ ہوں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے ”دروازے کھولو پس دروازے کھولے جائیں گے تو پیچھے دجال ہوگا۔

مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا اور قیامت تک غالب رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا ”تشریف لائیے اور ہمیں نماز پڑھائیے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ نہیں۔ بے شک بعض تمہارے بعض پر امین ہیں اس امت کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت دی ہے۔

اس منکر کا یہ کہنا کہ نبی اس سے برتر مقام والے ہیں کہ وہ کسی غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء سے بہت

بڑے مقام اور بلند درجہ والے ہیں اور آپ نے ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے اور ایک مرتبہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ”کوئی نبی اس وقت پردہ نہیں فرماتا جب تک کسی امتی کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے۔“ یہ کئی صحیح احادیث میں ثابت ہے۔ تو اس کے بعد منکر کا یہ کلام کہنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ مجھے نا جاننے والے کے انکار سے کوئی تعجب نہیں میں تو صرف اس بات پر تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پر ایک کتاب لکھ ڈالی جو ہمیشہ رہے گی۔

پھر میں نے مصنف ابن ابی شیبہ میں دیکھا انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث نسائی ابو اسامہ نے ہشام سے انہوں نے علامہ ابن سیرین سے انہوں نے فرمایا کہ ”امام مہدی اس امت سے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امامت فرمائیں گے۔“



لَبْسُ الْيَلْبُ فِي الْجَوَابِ عَنِ اِيرَادِ حَلْبِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الاعلام حلب میں پہنچی تو ایک واقف اس پر مطلع ہوئے تو اس نے اس میں میرا یہ قول دیکھا کہ ”حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفیر ہیں فرشتوں میں ان کے سوا کسی کے لئے معروف نہیں ہے۔ حاشیہ پر اپنے خط کے ساتھ انہوں نے یہ لکھا کہ، بلکہ یہ ان کے علاوہ اور فرشتوں کے لئے بھی معروف ہے۔

حافظ برہان الدین حلبی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں کہا جان لو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کی سات صورتیں ہیں امام سہیلی نے اس کو روضہ میں ذکر کیا تاہم اس کی ساتویں صورت وحی اسرافیل ہے جیسا کہ امام سہیلی رحمہ اللہ سے ثابت ہوا کہ بے شک نبی اکرم ﷺ کے لئے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو مقرر کیا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کلمہ وغیرہ لاتے (یعنی وحی لاتے) پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مقرر کیا گیا۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے استیعاب میں کہا اور اپنی سند کو امام شععی تک پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ پر نبوت نازل کی گئی آپ چالیس سال کے تھے۔ تو آپ کی نبوت کے ساتھ تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام مقرر رہے۔ پھر انہوں نے اپنے شیخ ابن الملقن رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ ”مشہور یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی ابتدا وحی لے آئے۔ (معرض کا لکھا ختم ہوا)

میں (امام سیوطی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ اس کے کئی جواب ہیں، ایک تو وحی جو

خود معترض نے اپنے کلام کے آخر میں ابن الملقن سے روایت کی کہ بے شک پہلی وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام لائے تھے ابن ملقن نے یہ اس لئے کہا کہ یہ صحیحین وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہے اور امام شععی کا اثر مرسل مفصل ہے اس پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے جبکہ اس کے مخالف صحیحین وغیرہ میں ثابت ہے۔ اور معترض سے تعجب ہے کہ انہوں نے ایک غیر ثابت قول کا سہارا لے کر اعتراض کر دیا حالانکہ خود انہوں نے ہی اپنے کلام کے آخر میں یہ نقل کیا کہ مشہور ان کے اعتراض کے خلاف ہے۔

جواب ثانی :-

یہ ہے کہ سفیر سے مراد وہ ہے جو اس کے لئے مرصد (گھات انتظار گاہ) پر ہو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوا کسی کے لئے معروف نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سوا کسی اور فرستے کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ کبھی کبھار میں آنا اس کے منافی نہیں جیسا کہ کاتب مہر بادشاہ کی مہر کا مرصد ہے اور بعض اوقات میں اس کے سوا کسی اور کا شاہی مہر لگا دینا اس کے منافی نہیں۔ اور نہ ہی کاتب مہر سے اس نام کا اختصاص سلب کیا جائے گا اور جس نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ شاہی مہر لگائی وہ اس میں اس کا شریک نہیں ہوگا۔ تو اسی طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اسم سفیر کا اختصاص سلب نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اس میں وہ ملائکہ جو انبیاء کرام کے پاس کسی وقت آئے ان کے شریک ہوں گے۔

کتنے فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے سوا ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی خدمت کئی معاملات میں حاضر ہوئے جیسا کہ بہت سی احادیث میں ثابت ہے۔ ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور ان کو رحلت کی خوشخبری دی معترض پر تعجب ہے کہ اس نے حضرت اسرافیل علیہ السلام پر ہی دوسرے فرشتوں کے آنے کے سوا

کیسے اقتصار کر لیا۔

وجہ ثالث :-

یہ ہے کہ جو عبارت کہ میں نے وارد کی وہ یہ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان وہ سفیر ہیں“ جمع کے صیغے کے ساتھ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تو نبی اکرم ﷺ کے سوا کسی اور کی طرف نازل نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث میں آیا۔ بعض علماء نے اس کی حکمت میں یہ ذکر کیا کہ ان کو صور پھونکنے کی ڈیوٹی سپرد کی گئی ہے اور نبی کریم ﷺ قیامت کے قریب مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کی بعثت قیامت کی علامات پر ہے اسی مناسبت کی وجہ سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو آپ کی طرف بھیجا گیا اور آپ سے پہلے کسی نبی کی طرف مبعوث نہیں ہوا تو اسی وقت یہ درست ہوگا۔ کہ جس کو نبی ﷺ کی طرف فقط مبعوث کیا گیا اس پر یہ صادق نہیں آئے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے درمیان (بصیغہ جمع) سفیر ملے کیونکہ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ اور ایک نبی کے درمیان سفیر ہے۔ اور جس کی نفی کی گئی ہے وہ تمام دنیا میں اور تمام کی طرف سے نفی اس مجموع کے افراد میں سے کسی فرد سے نفی کو لازم نہیں ہے لہذا اس کے ساتھ نقض درست نہیں۔

وجہ رابع :-

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو مسلم، نسائی اور حاکم نے روایت کی امام شافعی رحمہ اللہ کا اثر کمزور ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس اثنا میں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی تھے۔ اچانک اوپر آسمان سے آواز سنی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ فرشتہ اترا ہے جو زمین بھی کبھی نہیں اترا کہتے ہیں کہ وہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو دونوروں کی مبارک ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ ﷺ سے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ فاتحہ الكتاب اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں جو ان دونوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کیا جائے گا (یعنی ان میں جو دعائیہ کلمات ہیں مستجاب ہوتے ہیں) علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ فرشتہ حضرت اسرافیل علیہ السلام تھا۔

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اتر رہا ہے، مجھ سے پہلے کسی نبی پر وہ نہیں اترتا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا۔ اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہارے رب کا تمہاری طرف رسول (قاصد) ہوں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو خبر دوں کہ آپ نبی عبد بننا چاہتے ہیں یا بادشاہ نبی میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف نظر کی تو انہوں نے اشارہ میری طرف کیا کہ آپ تواضع فرمائیں۔ اگر میں کہہ دیتا کہ نبی بادشاہ تو پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔

دونوں قضیے وحی کی ابتداء کے دو سال بعد کے ہیں، جیسا کہ احادیث کے باقی سے پہچانا گیا ہے اور وہ دونوں اس میں ظاہر ہیں کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس سے پہلے آپ کی طرف نازل ہوئے لہذا امام شعی کا قول صحیح کس طرح ہوگا کہ وہ ابتداء وحی لاتے تھے۔

وجہ خامس :-

ہم نے ”اعلام“ میں اس پر دلیل قائم کی جس کے آخر میں ورقہ کا یہ قول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان اس کے امین ہیں“ اور ابن سابط کا قول کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کتابیں اور انبیاء کی طرف وحی

سپرد کی گئی۔

حضرت عطا بن سائب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا محاسبہ ہوگا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس کے رسولوں کی طرف امین ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام کتب حاصل کرتے ہیں۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام بمنزلہ درمیان کے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واپس بہر حال حضرت جبرائیل علیہ السلام تو صاحب اور صاحب مرسلین ہیں۔ (حدیث اور دوسرے آثار) اور ہم نے کلام کے آخر میں کہا کہ ان آثار کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ باقی فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی لانے کے لئے مختص ہیں۔

کیا معترض میں اتنی سمجھ بھی نہیں ہے اس کلام کی صحت کو جو ان دلائل سے اخذ ہے سمجھ سکے۔ (هذا آخر الجواب و اللہ اعلم)

الحمد للہ! آج ۲۵ شوال ۱۴۱۰ ہجری بمطابق ۲۱ مئی ۱۹۹۰ء کو گیارہ

بج کر بیس منٹ پر اس رسالہ کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا واللہ الحمد.....

الاحقر الاحقر الی اللہ سنگ دربار مہریہ

سید ظفر علی مہروی عفرلہ

مدرسہ غویہ مہریہ لودھراں



اشرف المحتم فيما من الله به على وليه السيد
احمد الرفاعي رحمته الله من تقبيل يد النبي صلواته على سيدنا محمد وآله

سید احمد الرفاعی رحمته الله کے لیے
قبر انور سے دست مبارک کا ظہور

امام جلال الدین سیوطی رحمته الله

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
171	انبیاء <small>علیہم السلام</small> اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں
172	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کے لیے مرتبہ نبوت و شہادت دونوں جمع تھے
173	حضرت امام بارزی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فرمان
173	انبیاء اور اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں
174	سلام کا جواب اور دست مبارک کا ظاہر ہونا
176	سرکارِ غوثِ اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی شہادت
176	اب بھی وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے
177	سوال
177	جواب
178	امام سیوطی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا عقیدہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ولی کبیر و امام شہیر حضرت سید احمد ابن رفاعی رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر شریف سے دست مبارک کو باہر نکالنے کے بارے میں سوال ہوا ہے کہ آیا وہ واقعہ ممکن ہے یا نہیں؟ اور کیا اس مشہور روایت کی سندیں عالی و صحیح ہیں یا نہیں؟ میں نے اسی سوال کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا ہے اور اس کا نام رکھا ہے ”الشرف المحتم فیما من اللہ بہ علی ولیہ السید احمد الرفاعی رضی اللہ عنہ من تقبیل ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم“

سب سے پہلے جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور تمام دوسرے انبیاء کی حیات قطعی و یقینی ہے اور اس یقین کے لیے ہمارے پاس یقینی دلائل و براہین ہیں، صحیح روایتیں اور متواتر خبریں ہیں، خود میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے حیات الانبیاء کے موضوع پر ایک خاص کتاب تصنیف کی ہے جس میں دلائل و اخبار کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں:-

یہاں میں ان دلائل میں سے چند ایک کا ذکر کرنا چاہوں گا، امام ابو نعیم نے ”الحلیۃ“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ: ”ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر بقبر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وهو قائم یصلی فیہ“
ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے تو پایا کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔“

امام ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ:

”الانبياء احياء في قبورهم يصلون“

ترجمہ: ”انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کے لیے مرتبہ نبوت و شہادت دونوں جمع تھے:-

اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ کے لیے مرتبہ نبوت و شہادت دونوں کو اکٹھا کر دیا ہے، یعنی دونوں مرتبے آپ کی ذات میں جمع ہو گئے ہیں، اور اس کی دلیل امام بخاری اور امام بیہقی کی روایت کردہ وہ حدیث ہے جسے ان حضرات نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے کہ:

”لم ازل اجد الم الطعام الذی اكلت بخيبر فهذا او ان

انقطاع ابهری من ذلك السم“

ترجمہ: ”میں اب بھی خیبر میں کھائے گئے (زہریلے) کھانے کی تکلیف

محسوس کرتا ہوں، اس زہر کے اثر سے ”ابہری“ رگ کے منقطع

ہونے کا وقت آ گیا ہے۔“

لہذا انص قرآنی کے مطابق آپ ﷺ کی حیات ثابت شدہ ہے، کیونکہ

فرمان الہی ہے کہ:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أحيَاءٌ عِنْدَ

رَبِّهِمْ يَرْزُقُونَ

ترجمہ: ”اللہ کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے

رب کے پاس زندہ ہیں رزق پا رہے ہیں۔“

انبیائے کرام شہداء سے اس بات کے زیادہ حقدار ہیں اور ہمارے نبی کریم

تمام انبیائے کرام صلاۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کی یہ اہمیت ان فضائل وخصائص کے سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیے ہیں، نہایت ثقہ محدثین نے انبیاء کی حیات کو مستقلاً موضوع بنایا ہے، بعض انبیاء علیہم السلام کو خود ہمارے نبی کریم ﷺ نے باحیات دیکھا ہے اور آپ ﷺ نے ہی ہمیں خبر دی ہے اور بلاشبہ آپ کی خبر سچی ہے کہ ہمارے درود آپ پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہمارے سلام آپ تک پہنچائے جاتے ہیں اور آپ ﷺ اس کا جواب دیتے ہیں جو سلام پیش کرتا ہے۔

حضرت امام بارزی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان :-

امام البارزی رحمۃ اللہ علیہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی حیات کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا کہ: آپ ﷺ باحیات ہیں، ایام حرہ میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ قبر رسول ﷺ سے ایک گونج سن کر ہی نماز کے اوقات کو جانتے تھے۔
”اخبار مدینہ“ میں زبیر بن بکار نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: میں ایام حرہ میں مزار رسول ﷺ سے اذان و اقامت کی آواز سنتا رہتا تھا یہاں تک کہ لوگ واپس آگئے۔

انبیاء اور اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں :-

امام عقیف الدین یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ طے شدہ ہے کہ جو چیز انبیائے کرام کے لیے بطور معجزہ جائز ہے وہ سب اولیاء علیہم السلام کے لیے بطور کرامت بلا شرط چلیج جائز ہے۔“

اور فرماتے ہیں کہ: اور یہ ایسی بات ہے کہ اس بات کا انکار صرف جاہل شخص ہی کرے گا، حیات انبیاء کے سلسلے میں علماء کے بے شمار اقوال ہیں لیکن میں اتنے ہی پر

اکتفا کرتا ہوں، چونکہ حیات انبیاء ثابت ہے اور اولیاء کا انبیائے کرام کے کلام کو سننا اور ان کی زیارت کرنا بھی صحیح ہے، لہذا سیدی سید احمد ابن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا قبر شریف سے باہر آنا بھی ممکن ہے اور اس میں یا تو کچی و گمرہی والا شبہ کرے گا یا ایسا منافق جس کے دل پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے، اس صفت و خوبی یا اس کے مثل کا انکار سوائے خاتمہ کا سبب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، کیونکہ اس میں دائمی معجزہ اور کھلی کرامت کا انکار ہے۔

سلام کا جواب اور دست مبارک کا ظاہر ہونا:-

ہم سے ہمارے شیخ، شیخ الاسلام کمال الدین امام کامیہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، انہوں نے ہمارے مشائخ کے شیخ امام علامہ شیخ شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے شیخ امام زین الدین مراعی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے شیخ الشیوخ شجاع و محدث و واعظ و فقیہ و مقرر و مفسر، امام و مقتدا و حجت شیخ عز الدین احمد فاروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے والد استاد اصیل علامہ جلیل شیخ ابواسحاق فقراء ابراہیم فاروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے، اور انہوں نے اپنے والد امام فقہاء و محدثین شیخ فقراء اکابر و علمائے عالمین شیخ عز الدین عمر ابو الفرج فاروٹی واسطی قدس اللہ سرہم اجمعین سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ۵۵۵ھ کے حج میں اپنے شیخ و بجا اور اپنے سردار ابو العباس قطب و غوث شیخ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا، اس سال آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حج کی سعادت حاصل ہوئی تھی، جب حضرت رفاعی مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں کی موجودگی میں بلند آواز سے عرض کیا، ”السلام علیک یا جدی“ یعنی اے میرے جد آپ پر سلام ہو، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وعلیک السلام یا ولدی“ اے میرے بیٹے تم پر بھی سلامتی ہو اور اس (جواب) کو مسجد نبوی میں

موجود ہر شخص نے سنا اور یہ سن کر سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ پر جذب طاری ہو گیا، آپ تھرا اٹھے، آپ کا رنگ زرد پڑ گیا، گریہ وزاری کرتے ہوئے گھٹنے کے بل کھڑے ہو گئے اور دیر تک سسکیاں لیتے رہے پھر عرض کیا اے جد کریم!

فی حالة البعد روحی كنت ارسلها

تقبل الارض عنی وہی نائبتی

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی

ترجمہ: ”اے جد کریم! دوری کی حالت میں اپنی روح و خیال کو بھیجا کرتا

ہے جو میری نیابت میں آستاں بوسی کرتے تھے اور آج یہ دور

افتادہ خود در دولت پر حاضر ہے لہذا آپ اپنے دست کرم کو دراز

فرمائیں تاکہ میرے لب دست بوسی کی سعادت حاصل کر سکیں۔“

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معطر دست مبارک کو قبر انور شریف سے باہر

نکالا جسے نوے ہزار زائرین کے ہجوم میں امام رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے چوما، یہ سارے لوگ

دست مبارک کو دیکھ رہے تھے اس وقت مسجد میں حجاج کرام کے درمیان شیخ حیات بن

قیس حرانی، شیخ عبد القادر جیلانی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مقیم بغداد، شیخ خمیس اور شیخ

عدی بن مسافر شامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کے

علوم و اسرار سے نفع بخشے، ہم نے بھی ان حضرات کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاکیزہ دست مبارک کی زیارت کی اور اسی دن شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سید

احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا اور آپ کے مریدین و مسترشدین میں

شامل ہو گئے۔

سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت :-

ایک دوسرے طریقے سے مجھ سے روایت کیا ہے شیخ محمد علی نے ان سے شیخ ابی الرجال یونینی بعلبکی نے ان سے شیخ عبداللہ بطاچی قادری نے ان سے شیخ علی بن ادریس یعقوبی نے اور ان سے ان کے شیخ قطب یگانہ وغوث زمانہ شیخ عبدالقادر جیلی بغدادی یعنی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے فرمایا کہ اس محفل کرامت میں میں بھی موجود تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کے ذریعہ شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت و بزرگی کا اظہار کیا، یعقوبی کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ حضرت جیلانی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: حضور حاضرین کو اس کرامت و بزرگی سے حسد نہیں ہوا تو یہ سوال سن کر حضرت غوث صمدانی رونے لگے اور جواب دیا اے ابن ادریس اس پر تو ملاً اعلیٰ (فرشتوں) نے بھی رشک کیا ہے۔

اب بھی وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے :-

ایک اور طریقے سے مجھ سے امام قوسی نے بیان کیا ہے ان سے شیخ قطب الدین خزاہی نے ان سے شیخ رکن الدین سنجاری نے ان سے ان کے شیخ عدی بن مسافر نے اور ان کے خادم شیخ علی بن موہوب نے بیان کیا ہے دونوں فرماتے ہیں کہ: حج والے سال ہم مسجد نبوی میں تھے تو دیکھا کہ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ حجرہ طیبہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہیں اور کچھ عرض کر رہے ہیں جسے بہت سے حضرات نے یاد رکھا اور نقل کیا ہے اور جیسے ہی آپ کی گفتگو ختم ہوئی فوراً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک قبر شریف سے باہر نکلا اور شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بوسہ دیا، ہم جملہ حاضرین کے ساتھ اس (روح پرور اور ایمان افروز) منظر کو دیکھ رہے تھے (شیخ عدی کے خادم) ابن موہوب کہتے ہیں کہ: خدا کی قسم! گویا اب بھی وہ نظارہ میرے سامنے

ہے جب سفید گورا معتدل ہاتھ قبر مبارک سے باہر نکلا جس کی انگلیاں خوب لمبی لمبی تھیں گویا بجلی چمک رہی ہو حرم و اہل حرم گویا سبھی رقص کناں ہوں۔

لوگ سلطان محمدی اور جلال احمدی رضی اللہ عنہما سے اس قدر مرعوب و لرزاں و ترساں تھے اور (اس معجزہ گرامی) سے اس طرح حیرت زدہ تھے گویا قیامت آنے والی ہو لوگ حیرت و دہشت میں بے قرار و بے اختیار اٹھ بیٹھ رہے تھے کبھی اللہ کی تکبیر و بڑائی بولتے تو کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام بھیجتے۔

یہ بات معروف ہے کہ حضرت رفاعی رضی اللہ عنہ کی یہ منقبت مسلمانوں کے درمیان درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے اس کی سندیں عالی اور بلند مرتبہ ہیں اور اس کی روایتیں صحیح ہیں تمام راویوں کا اس کی صحت و صداقت پر اتفاق ہے اور اس کا انکار منافقت کی نشانیوں میں سے ہے۔

سوال:-

اگر یہ کہا جائے کہ کیا اس فضل و منقبت کے سبب سید احمد (رفاعی) رضی اللہ عنہ اور دوسرے زائرین صحابہ کے زمرے میں داخل ہو گئے؟ کیونکہ ان حضرات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت حاصل ہوئی ہے۔

جواب:-

ہمارے اساتذہ کے موقف کے مطابق زمرہ صحابیت میں ان کا دخول محل نظر ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ یہ لوگ داخل نہیں ہیں یہی رائے امام سجاوی وغیرہ کی ہے کیونکہ صحابیت کا ثبوت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری دنیوی حیات سے متعلق ہے اور یہ حیات اخروی ہے دنیوی نہیں ہے اور دنیا کے احکام بھی اس سے متعلق نہیں ہیں۔
یہ واقعہ بھی ثابت شدہ ہے کہ جب سید احمد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حج فرمایا اور اسی

سال میں ان کا وصال بھی ہوا تھا تو انہوں نے روضہ مبارک ”علی ساکنہ افضل الصلاة والسلام“ کے سامنے کھڑے ہو کر انتہائی عاجزی و خاکساری سے عرض کیا:

ان قیل زرتم بما رجعتم

یا اکرم الرسل ما نقول

ترجمہ: ”اگر کہا گیا کہ تم نے زیارت کی تو کیا لے کر کوٹے؟ تو اے

بزرگ ترین رسول ﷺ ہم کیا جواب دیں گے؟“

تو قبر انور سے ایک آواز آئی جسے مسجد میں موجود ہر شخص نے سنا۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ حبیب خدا ﷺ ہر ایک کو اس کی

زبان میں مخاطب کرتے تھے جب حمیری نے پوچھا: ”هل من امیر صیام فی امسفر“

تو آپ ﷺ نے بھی حمیری لہجے میں جواب دیا اور لام تعریف کی جگہ میم استعمال فرمایا

تھا اور یہ مشہور و معروف بات ہے سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ ﷺ کا جواب اسی

قبیل سے تھا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:-

میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ کے لیے جس بات کو مانتا ہوں اور جس پر

عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ سید احمد ابن رفاعی فاطمی حسینی رضی اللہ عنہ معرفت الہی میں پائیدار

پہاڑ کی مانند تھے، عظیم ترین سردار تھے، بہت بڑے ولی تھے اور سنت کا ٹھانھیں مارتا ہوا

بحر بے کنار تھے، آپ رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ اور گروہ صوفیا کے ایسے مستند سردار تھے جن کی

ذات پر طریقت کا خاتمہ ہو جاتا ہے جن کی عظمت پر علماء والیاء کا اجماع واقع ہے ان

کے تمام معاصر اولیاء نے ان کی سربراہی اور ان کے تقدم کا اعتراف کیا ہے آپ کے

زمانے کے اکابر مشائخ نے آپ کے پرچم رشد و ہدایت کے نیچے راہ سلوک طے کیا ہے

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پختگی کے ساتھ کاربند اور ان کی اتباع میں خوب راسخ قدم تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تواضع اور حسن اخلاق کا خاتمہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت سید احمد ابن رفاعی رضی اللہ عنہ کے علوم روحانی امداد سے اور حال و حال سے مستفیض فرمائے اور ہمیں ان کے اور ان کے ولی دوستوں کے زمرے میں اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء کے سائے میں رکھے۔

وسلام علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يا صاحب أعمال ويا سيد البشر
من فضلك المنزلة لوذا العمر

لا يمكن الدنيا لنا كما كان حقه

بعد خذ برك توفى مصدق

کتابہ جامعہ اسلامیہ کراچی

عين الاصابه
فيما
استدرك على الصحابه

فقہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

امام جلال الدين سيوطي رحمته الله

ترتيب وتدوين

مولانا محمد عبدالاحد قادري

مترجم

سيد ظفر علي شاه مهروي

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
186	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل کا بیان
186	تمام علوم میں مہارت
187	فصاحت و بلاغت میں کمال
187	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات
189	غسل کے مسائل
189	کیا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے
189	کیا عورت غسل کے وقت بالوں کی چوٹیاں کھول لے؟
190	کیا میت کو غسل دینے پر غسل ضروری ہے
191	نماز کے مسائل
191	اللہ جسے چاہے بخش دے
191	کیا عورت کا سامنے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟
192	نماز وتر کب تک پڑھ سکتا ہے؟
192	کیا نماز عصر کے بعد نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟
193	جتازہ کے مسائل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

193	کیا مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے؟
193	کافر کی موت پر رونے سے عذاب زیادہ ہوتا ہے
194	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کا کفن مبارک کیسا تھا؟
195	مردے ہنتے ہیں
195	مومن بندہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے
196	اعمال کا بدلہ عمل کے مطابق ملے گا
197	اللہ کس سے ملاقات پسند کرتا ہے؟
199	روزوں کے مسائل
199	مہینہ کبھی اتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے
199	کیا غسل کی حاجت پر روزہ رکھنا جائز ہے؟
201	حج کے مسائل
201	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی سنت پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے
201	حج پر نہ جانے کی صورت میں قربانی کا جانور بھیجنا
202	حالت احرام میں خوشبو لگانا
203	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> نے کتنے عمرے کیے
203	احرام اور موزے
204	حج ادا کرنے والی عورتیں بال کاٹیں
205	غلاف کعبہ
206	خرید و فروخت کے مسائل

207	شادی بیاہ کے مسائل
207	متعہ حرام ہے
207	بعد طلاق عورت عدت کہاں گزارے
209	متفرق مسائل
209	رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا ہے؟
210	ایک قرآنی الفاظ کی وضاحت
210	نخواست تین چیزوں میں ہے
212	جس عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا وہ کافرہ تھی
212	انبیاء علیہم السلام کے میراث کا کوئی وارث نہیں
213	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض احادیث پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وضاحت



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الحمد لله والسلام على عباده الذي اصطفى

یہ رسالہ جس کا نام میں نے ”عین الاصابہ فیما استدرک عائشہ علی الصحابة“ رکھا ہے امام بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”الاجابة لايراد ما استدرکته عائشہ علی الصحابة“ کا خلاصہ ہے مگر خلاصہ کرنے کے باوجود میں نے اس امر کا خیال رکھا ہے کہ اگر اس موضوع کے متعلق مجھے کوئی نئی بات معلوم ہو تو اسے اپنے رسالہ میں اضافہ کر دوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مختلف علمی اور فقہی مسائل میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو اختلاف کیا ہے اس رسالہ میں انہی اختلافات کا ذکر ہے اس موقع پر اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ اس موضوع پر امام بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا کتاب کو اولیت کا درجہ حاصل نہیں ہے بلکہ ان سے بھی پہلے مشہور فقیہ اور محدث الاستاد ابو منصور بن حسن بن محمد بن علی بن طاہر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہی ایک کتاب تالیف فرما چکے ہیں۔ گو وہ بہت مختصر ہے اور اس میں صرف پچیس مسائل کا تذکرہ ہے اس کا علم مجھے ابو عبد اللہ بن مقبل کے ذریعے ہوا۔



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل کا بیان

مصنف (امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ) نے کتاب ”الاجابة“ میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

”میں نے حلال و حرام کے مسائل، علوم و فنون، شعر اور طب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو باخبر نہیں دیکھا۔“

تمام علوم میں مہارت :-

حاکم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں ذکر کرتے ہیں:

”میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ سنن و فرائض تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھے۔ شعر اور عربی زبان کا علم آپ کو عرب قادر الکلام شعراء اور خطیبوں کے ذریعے حاصل ہوا۔ لیکن یہ فرمائیے کہ طب کس ذریعے سے حاصل کیا؟“ انہوں نے جواب میں فرمایا۔ ”جن دنوں رسول اللہ ﷺ صاحب فراش تھے تو اطباء عرب آپ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔ میں نے انہی سے یہ علم طب سیکھا۔“

سروق ذکر کرتے ہیں:

”خدا کی قسم! میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے میراث کے مسائل پوچھتے سنا ہے۔“

(مستدرک حاکم)

عطا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: عامۃ الناس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فقیہہ عالم اور صاحب الرائے اور کوئی نہ تھا۔“

(مستدرک حاکم)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا علم یکجا کر لیا جائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا علم بھی اس کے ساتھ ملا لیا جائے تب بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم ان سب کے یک جانی علم سے بڑھ کر ہوگا۔“
(مستدرک حاکم)

فصاحت و بلاغت میں کمال:-

حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح اور کسی کو نہیں دیکھا۔“
(مستدرک حاکم)

حضرت احنف رحمۃ اللہ علیہ ذکر کرتے ہیں:

”میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دیگر حکام و امراء کے خطبات سنے ہیں لیکن جو شان و شوکت اور فصاحت و بلاغت میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خطبوں میں پائی وہ اور کسی کے خطبوں میں نہیں تھی۔“
(مستدرک حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیات:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

”میں فخر نہیں کرتی لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے نو باتیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو مجھ سے پہلے سوائے حضرت مریم بنت عمران کے اور کسی عورت کو عطا نہیں ہوئیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) شادی سے قبل حضرت جبرئیل علیہ السلام میری تصویر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

- (۲) حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس وقت نکاح کیا جب میری عمر صرف سات سال کی تھی۔
- (۳) رخصت کے وقت میری عمر نو برس کی تھی۔
- (۴) میرے سوا حضور ﷺ نے اور کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔
- (۵) میرے لحاف کے سوا اور کسی بیوی کے لحاف میں حضور ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔
- (۶) میں حضور ﷺ کی سب سے محبوب بیوی تھی۔
- (۷) میرے بارے میں قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں۔
- (۸) میرے سوا حضور ﷺ کی اور کسی بیوی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زیارت نہیں کی۔
- (۹) حضور اکرم ﷺ نے میرے ہی حجرے میں وفات پائی اور وفات کے وقت حجرے میں میرے سوا اور کوئی موجود نہ تھا۔ (مستدرک حاکم)



غسل کے مسائل

حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور عرض کیا:

”اے ام المومنین حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غسل شرعی کے لئے خروجِ ماء شرط ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ غلط کہتے ہیں۔ غسل خروجِ ماء کے بغیر بھی واجب ہوتا ہے اگر خروجِ ماء کے بغیر رجم واجب ہو جاتا ہے تو غسل کیوں نہیں ہو سکتا۔“

کیا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے:-

ہشام بن عروہ اپنے والد کی زبانی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ یہ تھا کہ بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے تھے لیکن دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔“

(سنن دارقطنی)

کیا عورت غسل کے وقت بالوں کی چوٹیاں کھول لے؟

حضرت عبید بن عمیر روایت بیان کرتے ہیں:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو

اپنی چوٹیاں کھول کے غسل کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ کیوں نہیں کہتے کہ غسل کے وقت عورتیں اپنا سر ہی منڈوا دیا کریں۔ میں اور حضور ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے لیکن میں نے کبھی اپنے سر کی چوٹی نہیں کھولی بلکہ اس پر تین چلو پانی بہا لیا کرتی تھی۔ (مسلم، نسائی)

کیا میت کو غسل دینے پر غسل ضروری ہے:-

امام ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت عبدالرحمن بن حاطب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص مُردے کو غسل دے وہ بعد میں خود بھی غسل کرے اور جو جنازہ کو کندھا دے وہ وضو کرے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ کیا مسلمانوں کے مردے بھی نجس ہیں کہ انہیں ہاتھ لگانے سے غسل کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص جنازہ کو کندھا دیتا ہے (اور بعد میں وضو نہیں کرتا) تو اس میں حرج کی کیا بات ہے۔“



نماز کے مسائل

اللہ جسے چاہے بخش دے:-

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی جانب یہ قول منسوب کیا کرتے تھے:

”جس نے وتر نہیں پڑھے اس کی نماز نہیں ہوئی۔“

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ہم سب نے ابو القاسم (رسول اللہ ﷺ) کو کہتے سنا اور اب تک ہم نہیں بھولے کہ جو شخص پانچوں وقت کی نمازیں وقت پر پورے رکوع اور سجود کے ساتھ ادا کرتا رہا، اس میں کمی نہیں کی اس نے اللہ تعالیٰ سے عہدے لیا کہ وہ اسے عذاب نہ دے گا لیکن جس نے کمی کی اس نے عہد نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو بخش دے اور جسے چاہے تو عذاب دے۔

(معجم طبرانی)

کیا عورت کا سامنے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

ابو القاسم بن محمد روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ”اگر عورت سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔“ انہوں نے فرمایا:

”رسول خدا ﷺ رات کو تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ سجدہ کرنے لگتے تھے تو ہاتھ سے میرے

پاؤں کو ہلاتے تھے میں اپنے پاؤں کو سکیڑ لیا کرتی تھی اور جب حضور اکرم ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو دوبارہ پھیلا لیتی تھی۔“

نماز وتر کب تک پڑھ سکتا ہے؟

ابونہیک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران کہا۔ ”جو شخص وتر پڑھے بغیر سو جائے اور صبح کی نماز کے وقت اس کی آنکھ کھلے تو وہ وتر ادا نہیں کر سکتا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ غلط کہتے ہیں۔ بعض اوقات حضور اکرم ﷺ کے وتر بھی رات کو ادا ہو جانے سے رہ جاتے تھے لیکن حضور ﷺ انہیں صبح کی نماز کے وقت ادا فرمالتے تھے۔ (سنن بیہقی)

کیا نماز عصر کے بعد نوافل پڑھے جاسکتے ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے کے وقت تک نوافل ادا کرنا جائز نہ سمجھتے تھے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غلط یاد ہے۔ حضور ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کوئی اور نماز ادا کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ صرف اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تاک کر سورج کے طلوع یا غروب ہونے وقت نماز پڑھی جائے۔ (صحیح مسلم)



جنازہ کے مسائل

کیا مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے؟

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”میں نے کہلا بھیجا تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد نبوی

میں لایا جائے تاکہ ہم عورتیں بھی نماز جنازہ میں شریک ہو سکیں لیکن لوگوں نے اسے بُرا

جانا۔“

یہ کہہ کر فرمایا: لوگ کتنی جلدی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے واقعات بھول

گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہل بن بیضا رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھایا تھا۔“

(مسلم)

کافر کی موت پر رونے سے عذاب زیادہ ہوتا ہے:-

حضرت عبداللہ بن ابی ملکیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ ہم تعزیت کے لئے ان کے گھر پر گئے۔ وہاں حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے

حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے (جو اپنی بہن کے فوت ہونے پر رو رہے تھے) کہا۔ روؤ

مت کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پر عذاب دیا

جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا
کہ مومن کو کسی شخص کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے کہ کافر
کو اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کرنے پر اور زیادہ عذاب دیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے
سب سے بڑی حجت قرآن کریم ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِزْرَ أُخْرَى۔ (قیامت میں کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)۔

ابن ملکیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث سنائی گئی تو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے
کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میت کو اس کے گھر والوں کی آہ و بکا کے
سبب عذاب دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا۔ ”اللہ تعالیٰ
حضرت ابو عبد الرحمن کو معاف کرے انہوں نے جھوٹ تو نہیں بولا لیکن معلوم ہوتا ہے وہ بھول
گئے ہیں یا انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک یہودیہ
کے جنازے کے پاس سے گزرے۔ اس کے گھر والے اس کا ماتم کر رہے تھے۔ حضور
ﷺ نے فرمایا۔ ”یہ لوگ تو اس پر رورہے ہیں لیکن اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔“
(بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ کا کفن مبارک کیسا تھا؟

حضرت عروہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں۔ ”کسی شخص نے حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے حضور اکرم ﷺ کو دھاری دار
یعنی چادر میں کفنایا گیا تھا۔ کیا یہ صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ”لوگ دھاری دار یعنی

چادر لائے تو تھے لیکن وہ استعمال نہیں کی گئی۔“
(مسلم)

مردے ہنتے ہیں:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر ختم ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کوئیں پر تشریف لائے جس میں کفار مکہ کی لاشیں گھسیٹ کر ڈال دی گئی تھیں اور فرمایا: ”اب تو تمہیں پتہ چل گیا ہوگا کہ تمہارے رب نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا۔“ لوگوں نے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ مردے آپ کی آواز سنتے ہیں۔“ آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے یہ ابھی تک سن رہے ہیں۔“

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں جو کچھ کہا کرتا تھا وہ سچ تھا۔“
(طبرانی)

مومن بندہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے:-

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ”جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند فرماتا ہے۔ لیکن جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔“

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انہوں نے حدیث کا آخری حصہ تو بیان کر دیا لیکن ابتدائی حصہ چھوڑ گئے۔ پوری حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی وفات والے سال ایک فرشتے کو مقرر کرتا ہے جو اسے وقتاً فوقتاً جنت کی بشارت

دیتا رہتا ہے اور اسے صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔ جب اس بندے کی وفات کا وقت آتا ہے تو فرشتہ اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ ”اے نفسِ مطمئنہ! تو دنیوی آلائشوں سے چھٹکارا پا کر اپنے پروردگار عزوجل کے حضور حاضر ہو رہا ہے جہاں تیرے لئے ہر قسم کی آسائش مہیا ہیں۔ تجھے وہاں خدا تعالیٰ کا دیدار بھی میسر ہوگا۔ یہی وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں باریابی کا مشتاق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو عذاب دینا چاہتا ہے تو اس کی وفات والے سال ایک شیطان کو اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اسے سیدھی راہ سے بھٹکا کر بدی کی راہ پر لگا دیتا ہے۔ جب اس کی موت کا وقت نزدیک آتا ہے تو ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ شیطان اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے۔ ”اے شخص! خدا کے دربار میں تیری پیشی کا وقت آ چکا ہے اور اللہ کا غضب اور عذاب تجھ پر نازل ہونے والا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے (بجلیتِ رضا مندی) ملنا ناپسند کرتا ہے۔ (دارقطنی)

اعمال کا بدلہ عمل کے مطابق ملے گا:-

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے وفات کے قریب نئے کپڑے منگا کر پہنے اور کہا: ”میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ مردہ انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن کپڑوں میں اس نے وفات پائی تھی۔“ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ حضرت ابو سعید پر رحم فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب وہ نہ تھا جو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سمجھا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ بندہ وفات کے قریب جس قسم کے اعمال بجالائے گا قیامت کے دن انہی کے مطابق اسے بدلہ دیا جائے گا۔ کپڑوں میں

اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:
”قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن، بغیر ختنہ کئے اٹھائے جائیں گے۔“
(ابوداؤد ابن حبان، حاکم)

اللہ کس سے ملاقات پسند کرتا ہے؟

امام ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابو عطیہ کی ایک روایت اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں جس میں وہ کہتے ہیں:

”میں اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسروق نے عرض کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔“
یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے انہوں نے حدیث کا ابتدائی حصہ تو بیان کر دیا لیکن آخری حصہ بیان نہ کیا اور تم نے بھی ان سے نہ پوچھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے اچھا سلوک کرنا چاہتا ہے تو اس کی وفات والے سال اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اسے صراطِ مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے اور نیک اعمال اس سے صادر ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ اس کی وفات کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بہترین زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوا۔ وفات کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور جنت کی نعمتیں اپنے سامنے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوشی سے معمور ہو جاتا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے (اس کی بد اعمالیوں

کے سبب) بُرا سلوک کرنا چاہتا ہے تو اس کی وفات والے سال ایک شیطان اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ وہ اسے سیدھی راہ سے ہٹا کر گمراہی کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ جب وہ مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے بدترین حالت میں وفات پائی۔ جب وہ دوبارہ اٹھایا جاتا ہے تو اپنی بد اعمالیوں کے باعث جہنم کے عذاب کو اپنے سامنے دیکھتا ہے تو اس کے غم و الم کی انتہا نہیں رہتی۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنا ناپسند فرماتا ہے۔“



روزوں کے مسائل

مہینہ کبھی انتیس (۲۹) کا بھی ہوتا ہے:-

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ ”مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔“ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبد الرحمن پر رحم کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مہینے کے لئے انتیس دن کی تجدید نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے ساتھ ہی پوری حدیث بھی بیان فرمائی اور وہ یہ کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آپ مہینہ تک اپنی بیویوں سے کلام نہیں کریں گے۔ یہ دن حضور ﷺ نے ایک بالا خانے پر بسر فرمائے جب انتیس دن ہو چکے تو حضور ﷺ بالا خانے سے اتر کر میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا۔ (اے میرے سرتاج) ”آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہم سے بات چیت نہ کریں گے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“ (مسند احمد بن حنبل)

کیا غسل کی حاجت پر روزہ رکھنا جائز ہے؟

حضرت ابو بکر عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دورانِ وعظ کہا۔ ”اگر روزے کے دنوں میں کسی کو صبح نہانے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ روزہ نہ رکھے۔“ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات حضرت عبد الرحمن بن حارث رضی اللہ عنہ سے بیان کی انہوں نے اپنے والد سے اس کا تذکرہ کیا۔ انہوں

نے کہا۔ ”میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی کوئی حدیث نہیں سنی۔ حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن کہتے ہیں۔ میں اور حضرت عبد الرحمن بن حارث، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے لیکن ان دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کی تردید کی اور کہا کہ حضور ﷺ کو جب یہ حالت پیش آتی تھی تو آپ کبھی روزہ قضا نہ کرتے تھے۔ ہم دونوں وہاں سے اٹھ کر مروان کے پاس آئے۔ حضرت عبد الرحمن نے یہ سب ماجرا اس سے بیان کیا۔ مروان نے کہا۔ ”میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کے سامنے ان کے قول کی تردید کرو۔“ چنانچہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عبد الرحمن نے ان سے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی فرمودہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے پوچھا۔ ”کیا واقعی وہ دونوں یہ کہتی ہیں؟“ انہوں نے کہا۔ ہاں! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ”اصل بات یہ ہے کہ میں نے یہ مسئلہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ اب تم کہتے ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید کرتی ہیں تو میں اپنے فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں۔“

بزاز اپنی مُسند میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے علاوہ ہمیں اور کسی ایسی حدیث کا علم نہیں جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا ہو۔



حج کے مسائل

رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے:-

حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد کا یہ قول بیان کیا کہ رمی کرنے اور سر منڈانے کے بعد حاجیوں پر عورتیں اور خوشبو کے سوا دوسری چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔ سالم کہتے ہیں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ سوائے عورتوں کے باقی سب چیزیں جائز ہو جاتی ہیں۔ جب حضور ﷺ احرام کھول دیا کرتے تھے تو میں حضور نبی کریم ﷺ کے کپڑوں کو خوشبو لگایا کرتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔
(سنن بیہقی)

حج پر نہ جانے کی صورت میں قربانی کا جانور بھیجنا:-

حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت زیاد بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک مکتوب روانہ کیا جس میں لکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں جو شخص خود حج کے لئے نہ جا سکے لیکن قربانی کا جانور حرم میں ذبح کرنے کے لئے بھیج دے اس پر قربانی کے ذبح ہونے تک تمام وہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں۔ میں نے بھی اپنی قربانی بھیجی ہے۔ آپ مجھے لکھئے کہ کیا واقعی مسئلہ اسی طرح ہے۔“ حضرت عمرہ کہتی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں لکھوایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا

درست نہیں۔ میں اپنے ہاتھ سے قربانیوں کے جانوروں کے لئے قلاوے (جانوروں کے گلوں میں ڈالنے کی رسی) بنا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ وہ قلاوے اپنے ہاتھ سے جانوروں کو پہناتے تھے اور پھر میرے والد کے ہمراہ انہیں مکہ معظمہ بھیج دیا کرتے تھے۔ لیکن اپنے اوپر کوئی چیز ایسی حرام نہیں کرتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے جائز ٹھہرایا ہوا ہوتا تھا۔“ (سنن بیہقی)

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس مسئلے کے بارے میں سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کی غلط فہمیاں دور کیں اور انہیں سنت نبوی سے آگاہ کیا۔ امام زہری کہتے ہیں۔ مجھے حضرت عروہ اور حضرت عمرہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، میں قربانیوں کے جانوروں کی رسیاں بنا کرتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ انہیں مکہ بھیج دیا کرتے تھے لیکن کسی چیز سے اجتناب نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ قربانی مکہ میں ذبح ہو جاتی تھی۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا پتہ چلا تو انہوں نے اسی پر عمل شروع کر دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے کو ترک کر دیا۔ (بیہقی)

حالت احرام میں خوشبو لگانا:-

حضرت محمد بن منبشر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ”میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام سے قبل خوشبو لگانے کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے کہا میں اپنے بدن پر تارکول پھروانا پسند کروں گا لیکن یہ پسند نہیں کروں گا کہ حالت احرام میں میرے جسم سے عطر کی خوشبو آئے۔ جب اس امر کا تذکرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ میں رات کے وقت حضور اکرم ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی۔“ صبح اٹھ کر آپ احرام باندھتے تھے اور آپ ﷺ کے جسم سے خوشبو کی مہک بدستور آیا کرتی تھی۔“ (بخاری، مسلم، نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے:-

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عروہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ ”رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے ادا کئے؟“ انہوں نے جواب دیا چار عمرے اور ان میں سے ایک ماہِ رجب میں ادا فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ قریب ہی تھا کہ حضرت عروہ نے پکار کر کہا۔ ”ام المؤمنین! آپ سنتی ہیں حضرت ابو عبد الرحمن کیا کہہ رہے ہیں؟“ انہوں نے پوچھا۔ کیا کہہ رہے ہیں؟ حضرت عروہ نے کہا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے اور ان میں سے ایک ماہِ رجب میں ادا فرمایا۔“ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) حضور ﷺ کے شریک نہ رہے ہوں (اس پر بھی وہ بھول گئے) حضور اکرم ﷺ نے ماہِ رجب میں کوئی عمرہ ادا نہیں فرمایا۔“ (بخاری، مسلم)

لیکن ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ نے جو حدیث بیان کی ہے وہ مذکورہ بالا حدیث سے کچھ مختلف ہے۔ یہ حضرات مجاہد رحمہ اللہ ہی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ ”حضور اکرم ﷺ نے کتنے عمرے کئے؟“ انہوں نے جواب دیا۔ دو (۲)۔“ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ”تعجب ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما باوجود علم رکھنے کے ایسی بات کہتے ہیں اور حجۃ الوداع کے ساتھ جو عمرہ کیا تھا وہ اس کے علاوہ ہے۔“

احرام اور موزے:-

حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ان کے والد یہ فتویٰ دیتے تھے کہ عورتیں جب احرام باندھیں تو اپنے موزوں کو کاٹ کر انہیں جوتیاں بنا لیں لیکن

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ اس کے برعکس ہے۔ وہ عورتوں کو حالت احرام میں موزے کاٹ دینے کا حکم نہیں دیتیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ (شافعی۔ بیہقی)

ابن خزیمہ اور ابن داؤد حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ فتویٰ دیتے تھے کہ عورتیں جب احرام باندھیں تو اپنے موزوں کو کاٹ دیں۔ اور انہیں جوتیاں بنالیں لیکن پھر حضرت صفیہ بنت ابی عبید نے انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سنائی جس پر انہوں نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے ایام حج میں عورتوں کو موزے پہننے کی اجازت دے دی تھی۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے فتویٰ کو واپس لے لیا۔

حج ادا کرنے والی عورتیں بال کاٹیں:-

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کتاب "المناسک الکبیر" میں حضرت مجاہد کی

ایک روایت بیان کرتے ہیں جو یہ ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں مجھے حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ پر تعجب ہوتا ہے کہ فریضہ حج ادا کرنے والی عورتیں چار انگل بال کٹوائیں حالانکہ انہیں صرف کسی طرف کی ذرا سی لٹ تر شوادینی کافی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں "ایک مرتبہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ حضور اکرم

ﷺ نے تین عمرے کئے اور تینوں ذی العقد میں کئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو

معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کئے ہیں اور ان میں

وہ عمرہ بھی شامل ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا۔" (سنن بیہقی)

غلافِ کعبہ:-

حضرت ابو علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (نگران خانہ کعبہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ ”ام المؤمنین! خانہ کعبہ کے غلاف ہمارے پاس کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں اور ہم اس ڈر سے کہ کہیں لوگ ناپاکی کی حالت میں انہیں استعمال میں نہ لے آئیں انہیں گہرا گڑھا کھود کر دبا دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ”تم بہت بُرا کرتے ہو۔ غلاف جب خانہ کعبہ سے اتار لیا گیا تو وہ تمہارے لئے بیکار ہے۔ خواہ اسے اجنبی پہنیں یا حائضہ عورتیں۔ آئندہ سے تم اترے ہوئے غلاف کو بیچ دیا کرو اور جو رقم حاصل ہو اسے مسکینوں اور مسافروں میں تقسیم کر دیا کرو۔“ (سنن بیہقی)



خرید و فروخت کے مسائل

حضرت ابو اسحاق سبعمی رضی اللہ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ میں چند عورتوں کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں ایک عورت نے ذکر کیا۔
”ام المؤمنین! میری ایک لونڈی تھی۔ میں نے اسے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آٹھ سو درہم میں بیچ دیا لیکن انہوں نے قیمت اُس وقت نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ جب وظیفہ کی رقم ملے گی تو ادا کر دوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے بھی اس لونڈی کو بیچنے کا ارادہ کیا۔ جب مجھے یہ معلوم ہوا تو میں نے چھ سو درہم نقد دے کر وہ لونڈی ان سے خرید لی۔“ (اور اس طرح مجھے دو سو درہم فائدہ رہا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا۔ ”تم نے بھی بُرا کیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بھی بُرا کیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے کہہ دینا کہ اگر انہوں نے توبہ نہ کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں انہوں نے جہاد کا جو ثواب حاصل کیا تھا وہ باطل ہو جائے گا۔“ یہ سن کر اس عورت نے کہا۔ ”ام المؤمنین! آپ کا مطلب یہ ہے کہ اب ان سے لونڈی کی صرف اصل قیمت لینے کا اختیار ہے؟“ انہوں نے فرمایا۔ ”ہاں۔“ اور یہ کہہ کر یہ آیت پڑھی۔

فَمَنْ جَاءَكَ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّهِ فَانْتَهَىٰ فَلَهُ مَا سَلَفَ ۗ (سورة آل عمران)

ترجمہ: ”تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی وہ باز رہا تو اسے

خلال ہے جو پہلے لے چکا۔“ (کنز الایمان)

اور یہ نصیحت سن کر وہ سود لینے سے باز آ گیا تو اسے اپنے قرض خواہوں سے صرف

اسی قدر لینا چاہیے جس قدر پہلے دیا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق سنن بیہقی، سنن دارقطنی)

شادی بیاہ کے مسائل

متعہ حرام ہے:-

حضرت ابن ابی ملکیہ سے روایت ہے کہ کسی عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعہ کی حلت و حرمت کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ ”ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصلہ کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْيُنِهِمْ هُم مَحْظُونُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنْ ابْتَغَىٰ أَرْوَاحَ ذَٰلِكَ فَآلَنكَ هُمُ
الْعُدُونَ (سورة المعارج)

ترجمہ: ”اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔“

(کنز الایمان)

پس جو شخص اپنی منکوحہ بیوی اور لونڈی کے علاوہ اور کسی سے تعلق پیدا کرتا

(حاکم)

ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف کرتا ہے۔“

بعد طلاق عورت عدت کہاں گزارے:-

مسلم نے اپنی صحیح حدیث میں شعسی کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ

بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس کے پاس گیا اور ان سے اس فیصلہ کے متعلق دریافت کیا جو ان کے مقدمہ طلاق کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا۔ مجھے میرے شوہر نے طلاق دیدی تھی۔ میں حضور ﷺ کے پاس گئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے شوہر کو حکم دیں کہ وہ طلاق کی مدت ختم ہونے تک میری رہائش اور نان و نفقہ کا بندوبست کرے لیکن رسول اللہ ﷺ نے میرے دعوے کو تسلیم نہ کیا۔“

بخاری اور ابوداؤد میں حضرت عروہ کی ایک روایت ہے جس میں وہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فاطمہ بنت قیس پر سخت نکتہ چینی کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ فاطمہ کا مکان سنسان اور ویران جگہ پر واقع تھا اس لئے حضور ﷺ نے انہیں وہاں سے منتقل ہونے کی ہدایت فرمائی تھی۔

مسلم نے حضرت عروہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے لڑکے نے عبدالرحمن بن حکم کی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن بعد میں اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔ میں نے اس کے اس فعل پر اعتراض کیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ فاطمہ بنت قیس بھی تو طلاق ہونے کے بعد اپنے شوہر کے گھر سے نکل آئی تھیں۔ حضرت عروہ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور یہ ماجرا ان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ ”فاطمہ بنت قیس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ حدیث بیان کریں۔“ (صحیح مسلم)

فائدہ: عدت عورت کہاں گزارے ان مسائل کے لیے دیکھئے۔ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت۔ (مترجم)



متفرق مسائل

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا دیدار کیا ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم کی ایک روایت اپنی صحیح حدیث میں نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ”جو شخص کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت اور خلقت میں دیکھا ہے اور اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کا وجود زمین و آسمان کی پہنائیوں پر محیط تھا۔“ (بخاری)

مسلم نے مسروق کی ایک روایت بیان کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔ ”میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔“ اے ام المؤمنین! کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔“ انہوں نے جواب دیا۔ ”تمہاری بات سن کر تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ سنو! جو شخص تم سے کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔“ اس کے بعد یہ آیت پڑھی: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں لیکن وہ آنکھوں کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطیف اور خبیر ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ضرور دیکھا ہے۔“

(مسلم)

ایک قرآنی الفاظ کی وضاحت :-

بخاری نے ابن ملکیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ ”ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی ”حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا“ میں (یعنی ابن ملکیہ) حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ”کُذِّبُوا“ کے دال کو بغیر تشدید کے پڑھتے ہیں انہوں نے کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بھی ایک دفعہ یہی سوال پیش ہوا تھا اور ان سے کہا گیا تھا کہ اس آیت کی قرأت ”کُذِّبُوا“ نہیں بلکہ ”کُذِّبُوا“ ہے۔ انہوں نے یہ سن کر فرمایا۔ ”معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے متعلق یہ گمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدوں کو جھوٹا سمجھنے لگتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے جو وعدہ کرتا ہے رسولوں کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔“

آیت کا مطلب دراصل یہ ہے کہ رسولوں پر اس قدر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں کہ انہیں یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ ان پر پے در پے مصائب اور آلام کو دیکھ کر ان کے ماننے والے ہی انہیں جھٹلانے لگیں گے۔ اس لئے تم اس آیت میں ”کُذِّبُوا“ کو ذال کی تشدید کے ساتھ پڑھو۔“ (جس کے معنی جھٹلائے جانے کے ہیں نہ کہ تخفیف کے ساتھ جس کے معنی جھوٹا وعدہ کئے جانے کے ہیں)۔ (بخاری)

نخوست تین چیزوں میں ہے :-

امام ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مکحول کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ہے۔ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث بیان نہیں کی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ یہ بیان فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ نحوست تین چیزوں میں ہے۔ گھر میں، عورت میں اور گھوڑے میں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا پہلا حصہ تو سنا نہیں، آخری حصہ سن کر روایت کرنا شروع کر دیا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسند میں ابو حسان الاعرج کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بدشگونی عورت، چوپائے اور گھر میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ”اس خدا کی قسم! جس نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ پر قرآن نازل فرمایا کہ اصل بات وہ نہیں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دراصل یہ فرمایا تھا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ بدشگونی عورت، چوپائے اور گھر میں ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی:

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا (سورة الحديد)

ترجمہ: ”نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر

وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں۔“

(کنز الایمان)

جس عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا وہ کافرہ تھی:-

بزار حضرت علقمہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ ”ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا۔ ”وہ عورت کافرہ تھی۔“

حضرت علقمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس ایک روایت کے علاوہ اور کوئی روایت بیان نہیں کی۔ (بزار)

اسی حدیث کو قاسم بن ثابت سرسطنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

حضرت علقمہ بن قیس کہتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”ابو ہریرہ! تم ہی ہو جو حضور ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہو کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ وہ اسے باندھ کر رکھتی تھی۔ نہ اُسے خود کھانے کو دیتی تھی اور نہ چھوڑتی تھی کہ وہ خود کہیں جا کر خوراک کی تلاش کرے۔ اسی طرح وہ بھوک اور پیاس کی حالت میں مر گئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کا درجہ اس سے بلند ہے کہ وہ اسے ایک بلی کی وجہ سے عذاب دے۔ وہ عورت اس کے ساتھ کافرہ بھی تھی۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! جب تم حضور نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث بیان کرنے لگو تو دیکھ لیا کرو کہ کیا کہتے ہو۔“

انبیاء علیہم السلام کے میراث کا کوئی وارث نہیں:-

بخاری اور مسلم نے عروہ کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک

روایت نقل کی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج نے حضور ﷺ کی میراث کے سلسلے میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا چاہا تھا۔ اس پر میں نے ان سے کہا۔ ”کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہ ہو گا۔ ہم اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بعض احادیث پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وضاحت:-

حضرت ابو عروبہ الحسین بن محمد الحرابی اور ابو منصور بغدادی کلبی سے روایت کرتے ہیں۔ ”ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کا پیٹ قے اور خون سے بھر جائے تو وہ اس امر سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعر سے بھرا ہوا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پوری حدیث یاد نہیں رہی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دراصل یہ فرمایا تھا کہ کسی شخص کا پیٹ قے اور خون سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ ان اشعار سے بھرا ہوا ہو جو میری ہجو میں کہے گئے ہوں۔“

عروہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی جانب یہ حدیث منسوب کرتے ہیں کہ اگر مجھے خدا کی طرف سے ایک کوڑا بھی ملے تو مجھ کو کسی ناجائز بچے کے آزاد کرنے کے مقابلے میں پسند ہے اور یہ ولد الزنا تینوں میں (ماں، باپ اور بچہ) بدتر ہے۔ اور میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جائے گا۔“ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر فرمایا۔ ”اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے انہوں نے اچھی طرح سنا نہیں اور اچھی طرح بیان بھی نہیں کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری“ فَلَا

اِقْتَحَمَ الْعُقْبَةَ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْعُقْبَةُ فَكُ رَقَبَةٌ۔ (وہ گھائی میں نہیں گھسا۔ اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ گھائی کیا ہے کسی غلام کو آزاد کرنا) تو صحابہ نے عرض کیا۔ ہم غریب لوگ ہیں ہمارے پاس آزاد کرنے کے لئے لونڈی غلام کہاں؟ کسی کسی کے پاس سیاہ فام لونڈی ہوتی ہے جو گھر کا کام کاج کر دیتی ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں پیشہ کرنے کی اجازت دے دیں۔ ان سے جو اولاد پیدا ہو اسے ہم احکامِ الہی کی متابعت میں آزاد کر دیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ ”اگر مجھے راہِ خدا میں صرف ایک کوڑا دیا جائے تو وہ مجھ کو اس بات سے بدرجہا زیادہ پسند ہے کہ میں زنا کی اجازت دے دوں اور اس طرح جو بچہ پیدا ہو وہ آزاد کیا جائے۔“

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ جو کہا کہ ولد الزنا تین بُری چیزوں میں سے ایک ہے تو واقعہ اس طرح نہیں ہوا جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مدینہ میں ایک منافق تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا تو کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان تینوں باتوں کے علاوہ وہ ولد الزناء بھی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ ”وہ تینوں میں بدتر ہے یعنی اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ بُرا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تیسری حدیث یہ بیان کی ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جائے گا تو یہ حدیث بھی اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک یہودی کے گھر کے پاس سے گزرے۔ وہ مر گیا تھا۔ اس کے گھر والے داویلا کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”یہ لوگ تو اس پر رو رہے ہیں اور قبر میں اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔ کسی کے

رونے پر کسی دوسرے کو عذاب کیسے ہو سکتا ہے۔“ جبکہ اللہ خود فرماتا ہے: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ (اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔)

بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اپنی صحیح میں نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات کو اذان دے دیتے ہیں اس لئے روزہ رکھنے والے لوگ ان کی اذان پر بدستور سحری کھاتے رہیں البتہ جب حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں اس وقت کھانا پینا موقوف کر دیا جائے۔“ (بخاری)

لیکن بیہقی حضرت عروہ کے حوالے سے اس کے برعکس روایت نقل کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا ہیں اس لئے جب وہ اذان دیں تو بدستور سحری کھاتے رہا کرو۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت تک اذان نہیں دیتے جب تک خود اپنی آنکھوں سے پو پھٹتے نہیں دیکھ لیتے۔ اس لئے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیں اس وقت کھانا پینا موقوف کیا کرو۔“

اسی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غلط کہتے ہیں۔

ابوداؤد کے علاوہ صحاح کی باقی پانچ کتب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس دست کا گوشت لایا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے مزے سے کھایا۔“

اس حدیث کی توضیح کرتے ہوئے امام ترمذی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت بیان کرتے ہیں جس میں وہ کہتی ہیں:

”دست کا گوشت حضور ﷺ کو بہت زیادہ پسند نہ تھا بلکہ چونکہ ان دنوں گوشت بہت کم میسر آتا تھا اور دست کا گوشت جلد گل جاتا تھا اس لئے آپ اسی کو

کہاتے تھے۔“

ترمذی میں حضرت ابو زرین سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا اور کہا:

”تم میں سے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث درست بیان نہیں کرتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ اگر کسی شخص کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک وہ اسے درست نہ کر لے ایک جوتے میں نہ چلے پھرے۔“

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کی تغلیط کے لئے ایک موزہ پہن کر چلنا شروع کر دیا۔

الحمد لله رب العلمين صلى الله تعالى سيدنا محمد واله
وصحبه وبارك وسلم تسليماً كثيراً



اتحاف الفرقہ برخوالخرقہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

اور

سماع حدیث

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
219	مسئلہ
219	پہلی وجہ
219	دوسری وجہ
220	تیسری وجہ
221	حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کا ذکر



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اتحاف الفرقة برفو الخرقه

مسئلہ:

حفاظ (محدثین) کی ایک جماعت نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سماع کا انکار کیا ہے۔ بعض متاخرین نے اس سے تمسک کرتے ہوئے خرقہ پوشی کے طریق میں بھی اعتراض کیا ہے۔ اور ایک جماعت نے اس کو (سماع حسن بصری) کو ثابت کیا ہے اور میرے نزدیک یہ کئی وجوہ سے راجح ہے۔ حافظ ضیاء الدین المقدسی رحمہ اللہ نے بھی ”المختارہ“ میں اس کو ترجیح دی ہے انہوں نے کہا ”الحسن بن ابی الحسن البصری عن علی“ اور کچھ (غیر معتبر) لوگوں نے کہا تو انہوں نے ان سے سنا نہیں ہے مری عبادۃ کے حافظ ابن حجر ”اطراف المختارہ“ میں تابع ہوئے ہیں۔

پہلی وجہ:

علماء نے وجوہ ترجیح کے اصول میں ذکر کیا کہ مثبت ثانی پر مقدم ہوگا اس لئے کہ اس کے ساتھ علم کی زیادتی ہے۔

دوسری وجہ:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ بالا تفاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بقیہ دو سال رہتے تھے کہ پیدا ہوئے ان کی ماں خیرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کو صحابہ کرام کی خدمت میں بھیجا کرتی وہ ان کو مبارکیں دیتے تھے وہ حسن بصری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے آئیں تو آپ نے ان کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لئے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرماتی ”اللَّهُمَّ فَقِّهْ فِي الدِّينِ وَجَبِّهْ إِلَى النَّاسِ. اے اللہ ان کو دین کی سمجھ (علم) عطا فرما اور لوگوں میں ان کی محبت ڈال دے۔

حافظ جمال الدین مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ”تہذیب“ میں ذکر کیا۔

امام عسکری نے ”کتاب المواعظ“ میں اپنی سند کے ساتھ اس کو اخراج کیا ہے۔

امام مزنی نے ذکر کیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ یوم الدار حاضر ہوئے اور

ان کی عمر چودہ سال تھی اور یہ معلوم ہے کہ جب وہ سات سال کے ہوئے تو ان کو نماز

پڑھنے کا حکم کیا گیا وہ جماعت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید

ہونے تک ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں

تھے کوفہ میں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد گئے تھے تو حضرت حسن بصری

رحمۃ اللہ علیہ کے ان سے سماع کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے حالانکہ وہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد

نبوی رضی اللہ عنہ میں ان سے اکٹھے ہوتے تھے سن شعور سے لے کر چودہ سال تک مزید برآں

حضرت علی رضی اللہ عنہ اُمہات المؤمنین کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور ان میں حضرت ام

سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جن کے گھر میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ رہتی تھیں۔

تیسری وجہ:

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ چیزیں وارد ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان

کے سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تہذیب الکمال“ میں ابو نعیم کے

طریق سے روایت کی انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یونس بن عبید سے روایت کی کہ

میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے ابو سعید آپ کہتے ہیں۔ ”قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے نہیں

پایا انہوں نے فرمایا کہ اے بھتیجے تو نے مجھ سے ایسے چیز کے بارے میں سوال کیا جو کبھی

کسی نے نہیں پوچھا اگر تیری منزلت میرے نزدیک نہ ہوتی تو میں تجھے نہ بتاتا۔ میں

ایسے زمانہ میں ہوں جو تو دیکھ رہا ہے (اس وقت حجاج کی حکومت تھی) ہر وہ بات جو تو مجھ سے سنے کہ میں کہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن میں ایسے زمانے میں ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ (یعنی جمہوراً تذکرہ نہیں کر سکتا)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کا ذکر:-

امام احمد نے اپنے مسند میں فرمایا کہ ہمیں حدیث سنائی ہشیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یونس نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے ”قلم تین آدمیوں سے اٹھالی گئی ہے (۱) چھوٹے (بچے سے) حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے (۲) سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ بیدار ہو جائے۔ اور (۳) مصیبت زدہ سے حتیٰ کہ اس سے مصیبت دور کر دی جائے“ امام ترمذی نے اس کا اخراج کر کے اس کی تحسین کی، نسائی اور حاکم نے اس کی تصحیح کی۔ ضیاء المقدسی نے ”المختارۃ“ میں حافظ زین الدین العراقی نے شرح ترمذی میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ علی بن المدینی نے کہا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں دیکھا اس حال میں کہ وہ غلام تھے۔ ابو زرعہ نے کہا کہ جس دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ چودہ سال کے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا کچھ کوفہ اور بصرہ کی طرف چلے گئے اور اس کے بعد حضرت حسن کی ان سے ملاقات نہ ہوئی۔ حضرت حسن نے فرمایا میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر رہے تھے۔ (انتہی) میں (امام سیوطی رضی اللہ عنہ) کہتا ہوں کہ اس قدر میں کفایت ہے اور ملاقات کی نفی کرنے والے کے قول کو مدینہ منورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تشریف لے جانے کے مابعد پر محمول کیا جائے گا۔

امام نسائی نے کہا کہ حضرت قتادہ سے اس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھپنے لگانے والا اور جس کو چھپنے لگائے گئے ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہن کے بارے میں فرمایا ”وہ دونوں کمی یا زیادتی کو واپس لوٹائیں گے پھر اگر سامان کسی آفت کا شکار ہو جائے تو رہن رکھنے والا بری ہے۔“

دارقطنی نے اپنے سند کے ساتھ کہا کہ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اے علی! لوگوں کے سامنے اب یہ مقابلہ تمہیں سونپا جاتا ہے۔“ الخ

دارقطنی نے کہا اپنی سند سے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دے تو اس میں سے ایک صاع گندم وغیرہ کا صدقہ ادا کیا کرو۔“

دارقطنی نے اپنے سند سے روایت کیا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے فرمایا: ”خلیہ، بریہ، بتہ، بائن اور احرام تین طلاقیں ہیں چنانچہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کہ وہ اس کے علاوہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔“

(سنن دارقطنی ص ۳۲ حدیث نمبر ۸۶ جلد ۴ مطبوعہ عالم الکتب بیروت)

امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا ”یہ سب حضرات (یعنی راویان حدیث حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت حدیفہ بن یمان، حضرت عمران بن حصین ایک اور بھی شرمگاہ کو چھونے سے وضو

کو لازم نہیں سمجھتے تھے) ابو نعیم نے حلیہ میں کہا حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا

طوبی لكل عبد نومه عرف الناس ولم يعرفه الناس و عروہ
اللہ تعالیٰ برضوان اولئک مصابیح الہدی یجلی عنہم کل
فتنة مظلمة ویدخلہم اللہ فی رحمة منه لیس اولئک بالمزابع
البذر ولا بالجفاء المرانین۔

ترجمہ: ”بشارت ہے عاجزی کرنے والے ہر شخص کے لیے کہ وہ لوگوں کو جانتا ہے اور لوگ اسے نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی پہچان راضی برضا رہنا ہے یہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں جن سے ہر تاریک فتنے کو روشنی میں بدل دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت (کے سائے) میں لے لیتا ہے اور یہ لوگ اسرار کو افشاء کرنے والے اور جھگڑا لوریا کار نہیں ہوتے۔“

خطیب نے اپنی تاریخ میں کہا اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک سفید قمیض اور دو یمنی کپڑوں میں کفن دیا۔

جعفر بن محمد بن محمد نے کتاب العروس میں کہا۔ حضرت حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ

من قال فی کل یوم ثلاث مرات صلوات اللہ علی آدم غفر
اللہ لہ الذنوب و ان کانت اکثر من زید البحر

(اخرجہ الدیلمی فی الفردوس بسندہ)

ترجمہ: ”جس شخص نے ہر روز تین مرتبہ پڑھا ”صلوات اللہ علی آدم“

(آدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں) اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو

بخش دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔“

پھر میں نے حافظ ابن حجر کو دیکھا کہ انہوں نے ”تہذیب التہذیب“ میں کہا

کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ حضرت حسن نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے نہیں

سماع کیا کہا گیا کیا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی نہیں سنا تو انہوں نے کہا کہ وہ

ان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کھڑے ہوتے

خبر دینے کے لئے۔ اور کئی لوگوں نے کہا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا

حالانکہ ان سے بعد اور ان سے غیر خدمت روایت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب قتل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ سے تشریف

لے گئے تو حضرت حسن مدینہ منورہ ہی میں رہے پھر بصرہ میں آئے اور تا وفات وہیں

سکونت رہی۔

حافظ ابن حجر نے کہا کہ مسند ابو یعلیٰ میں واقع ہے کہ جویریہ بن اشرس اپنی

سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مثل امتی

مثل المطر“۔

ترجمہ ”میری امت کی مثال بارش کی سی ہے۔“

محمد بن حسن صیرفی جو ہمارے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیوخ ہیں نے کہا کہ

صریح نص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کے بارے میں

اور اس روایت کے رجال ثقہ ہیں۔

جویریہ کی توثیق ابن حبان نے کی عتبہ کو امام احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا۔

(انتہی)

دوسری حدیث جو اس سماع پر دلالت کرتی ہے لاکائی نے السنۃ میں اپنے سند کے ساتھ کہا کہ حضرت حسن نے فرمایا میں مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے ایک آواز سنی تو فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔

پھر میں نے ایک اور حدیث پائی حافظ ابو بکر بن مسدی نے اپنی مسلسلات میں فرمایا اپنی سند کے ساتھ ”ہر راوی اپنے شیخ سے مصافحہ کرنے کا ذکر کرتا ہے۔“ عیسیٰ قصار نے کہا میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا آپ نے فرمایا میرے اس ہاتھ نے میرے رب عزوجل کے عرش کے پردوں سے مصافحہ کیا۔ ابن مسدی نے کہا۔ یہ اسناد غریب ہے ہم نہیں جانتے اس کو اور یہ اسنادِ صوفیہ کی ہے ”انتھی“

الحمد للہ اس رسالہ کا ترجمہ گیارہ بجے شروع کیا اور تقریباً دو بجے دن اس کو ختم کیا
والحمد للہ علی ذلک والصلوة والسلام علی رسولہ الکریم الامین۔

سید ظفر علی مہروی

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

۱۶ اپریل ۱۹۹۰ء

بروز ہفتہ

مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ

صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ

الْأَخْلَبِ ٥٦
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

○

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے
دُروود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبیؐ پر
اے ایمان والو! ان پر دُروود اور خوب سلام بھیجو۔

اصول الرفق (فی الحصول)
علی الرزق

رزق میں برکت کے وظائف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
230	اصول الرفق (فی الحصول) علی الرزق
230	اذکار
230	رزق کی تنگی دور کرنے کا طریقہ
231	کثرت استغفار سے رزق میں اضافہ
231	سورۃ واقعہ کی برکت
231	دنیا ذلیل ہو کر آئے گی
232	فقر و فاقہ اور وحشت قبر ختم
233	سورۃ اخلاص گھر داخل ہونے پر پڑھے
233	کثرت درود شریف سے تمام مشکلات کا حل
233	عظیم دُعا
234	رزق پانی کی طرح بہا دیا جائے گا
234	صبح کی دُعا
234	بعد جمعہ کی دُعا
235	حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

235	ملائکہ کی تسبیح پڑھنے پر افلاس ختم
236	حضرت عمر <small>رضی اللہ عنہ</small> کی بارگاہ نبوی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> میں فقر و فاقہ کی شکایت
236	عظیم کلمات
237	أحد پہاڑ کے برابر قرض ختم
238	اللہ ہر معاملہ میں مدد فرمائے گا
239	حضرت فاطمہ <small>رضی اللہ عنہا</small> اور فقر و فاقہ
240	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی دُعا
241	ایک صحابیہ کا عمل
243	حضرت امام حسن <small>رضی اللہ عنہ</small> کی دُعا کی تعلیم
245	اضافہ رزق کے اعمال و افعال
245	صلہ رحمی کرنے پر رزق میں وسعت
245	کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے پر رزق میں اضافہ
245	نماز پڑھنے سے رزق میں برکت
247	تقویٰ اختیار کرنے پر کثرت رزق ہوگی
247	ایک آیت وسعت رزق کا سبب
247	گناہ کی وجہ سے رزق میں کمی ہوتی ہے
248	رب پر توکل کرنے سے بے گمان رزق ملتا ہے



اصُولُ الرَّفْقِ (فِي الْحَصُولِ) عَلَى الرِّزْقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادَةِ الذِّیْنِ اصْطَفٰی وَلَا سِیْمَا
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی وَمَنْ یَهْدِیْهِ الْمُهْتَدٰی.

أَمَّا بَعْدُ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ ”مجھ سے بہت سے لوگوں نے درخواست کی کہ میں وہ اعمال و اذکار ایک رسالہ میں جمع کر دوں جو کشائش رزق اور دفع افلاس و تنگ دستی کے لئے احادیث معتبرہ میں وارد اور مجرب ہیں، لوگ اس پر عمل کریں۔ پس میں نے یہ رسالہ ان کے لیے جمع کیا جس کو دو فصلوں میں ترتیب دیا ہے، پہلی فصل میں اس کے متعلق اوراد و دعائیں جمع کی گئی ہیں، اور دوسری فصل میں وہ افعال و اعمال ہیں جو کشائش رزق کا سبب ہوتے ہیں۔

اذکار

رزق کی تنگی دور کرنے کا طریقہ:-

طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اس کو چاہیے کہ اس کا شکر زیادہ کیا کرے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں اس کو چاہیے کہ استغفار زیادہ کیا کرے اور جس

پر رزق کی تنگی ہو اس کو چاہیے۔ کہ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ بکثرت پڑھا کرے۔

کثرت استغفار سے رزق میں اضافہ:-

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ نے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص استغفار کی کثرت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی و مصیبت سے فراخی و راحت اور ہر غم سے نجات عطا فرمائے گا۔

سورۃ واقعہ کی برکت:-

حارث ابن اُسامہ اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مُسندوں میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت فرمائی ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرے وہ محتاجی اور فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ واقعہ سورۃ غنی ہے اس کو تم خود بھی پڑھا کرو اور اپنے بال بچوں کو بھی یاد کراؤ۔

(ابن مردویہ)

دنیا ذلیل ہو کر آئے گی:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو کعبہ کی طرف کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ دُعاء اُن کے دل میں الہام فرمائی:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَأَقْبِلْ مَعْذَرَتِي وَتَعْلَمُ
حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤْلِي وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَأَغْفِرْ لِي ذَنْبِي
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ إِيمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِي وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى أَعْلَمُ
إِنَّهُ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي وَرَضْنِي بِمَا قَسَمْتَ لِي۔

ترجمہ: ”اے اللہ تو میرے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ میرا عذر قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانتا ہے، میرا سوال پورا فرما، اور جو کچھ میرے دل میں ہے تو اس کو بھی جانتا ہے، میرے گناہ معاف فرما، اے اللہ میں تجھ سے ایمان طلب کرتا ہوں۔ جو میرے دل میں سرایت کر جائے اور ایسا سچا یقین جس کی وجہ سے میں یہ محسوس کر لوں کہ مجھے کچھ بھلائی یا بُرائی پہنچتی ہے وہ سب وہی ہے جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے اور مجھے اپنی قسمت و تقدیر پر راضی فرمادے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ وحی بھیجی کہ اے آدم (علیہ السلام) ہم نے آپ کی توبہ قبول کر لی اور آپ کی لغزش کو معاف کر دیا، اور جو شخص اس دعا کے ساتھ مجھ سے دعا مانگے گا میں اس کی مغفرت فرمادوں گا، اور اس کے سب کاموں کا ذمہ دار بن جاؤں گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی، اگرچہ وہ دنیا کونہ چاہے۔ (اس حدیث کے شواہد بروایت حضرت بریدہ، بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کئے ہیں۔) (ابن مردویہ)

فقر و فاقہ اور وحشت قبر ختم:-

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جو شخص ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَقُّ الْمُبِينُ) پڑھا کرے تو یہ اس کے لئے فقر و فاقہ سے امان اور وحشت قبر سے انس کا سبب ہوگا۔ (اخرجہ

الخطیب و ابو نعیم فی روایة ابی مالک الدیلمی فی مسند الفردوس

سورة اخلاص گھر داخل ہونے پر پڑھے:-

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورة اخلاص

(قل هو اللہ احد) پڑھ لیا کرے تو یہ سورة اس کے گھر والوں کے اور اس

کے پڑوسیوں کے فقر و فاقہ کو دور کر دے گی۔ (الطبرانی)

کثرت درود شریف سے تمام مشکلات کا حل:-

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنے تمام اوراد و اشغال اور دعاؤں کی جگہ

صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کروں تو یہ کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ:

اگر تم نے ایسا کر لیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے دین و دنیا کے کاموں کا ذمہ دار بن

جائے گا۔ (مسند امام احمد بہ سند جید)

عظیم دُعا:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِيَّ وَالْقِضَاءِ عُمُرِي.

ترجمہ: ”اے اللہ اپنے رزق کو مجھ پر وسیع فرمادے میرے بڑھاپے اور

آخری عمر میں۔

(الطبرانی فی الاوسط بسند حسنہ لہیثمی)

رزق پانی کی طرح بہا دیا جائے گا:-

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتلا دوں جو تمہیں تمہارے دشمنوں سے نجات دلائے اور تمہارے رزق کو (پانی کی طرح) بہا دے اور وہ چیز یہ ہے کہ دن رات اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگا کرو اس لئے کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔

(المستغفری فی الدعوات)

صبح کی دُعا:-

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا.

ترجمہ: ”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں حلال رزق کا اور علم نافع کا اور عمل مقبول کا۔“
(المستغفری)

بعد جمعہ کی دُعا:-

امام مستغفری نے حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ جمعہ سے فارغ ہو کر نکلتے تھے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْيَيْتُ دَعْوَتَكَ وَصَلَّمْتُ فَرِيضَتَكَ وَانْتَشَرْتُ

لِمَا أَمَرْتَنِي فَأَرْزُقْنِي مِنْ فَضْلِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ.

ترجمہ: ”اے اللہ میں نے تیری دعوت کو قبول کیا اور تیرا فرض ادا کر لیا اور جس چیز کے لئے تو نے حکم فرمایا یعنی کسب معاش کے لئے“

جاتا ہوں اس لئے تو مجھے اپنے فضل سے رزق عطا فرما کیونکہ
تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔“

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا:-

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ
جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا
کہ میں تمہیں دو کلموں کی وصیت کرتا ہوں۔

ایک ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ دوسرے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کیونکہ یہ دونوں کلمے
ہر چیز کی نماز ہیں اور انہی کی وجہ سے ہر شے کو رزق دیا جاتا ہے۔

(اخرجہ البخاری فی ادب المفرد)

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے
کہ میں تم کو وہ چیز بتلاتا ہوں جس کی وصیت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی
اور وہ یہ کلمہ ہے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ کیونکہ تمام مخلوق یہ کلمہ پڑھتی ہے اور اس کی
وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔

ملائکہ کی تسبیح پڑھنے پر افلاس ختم:-

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ
سے اپنے افلاس و تنگ دستی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح
خلاق کیوں نہیں پڑھتے؟ اور وہ یہ ہے ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
استغفر اللہ“ یہ کلمہ طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز سے پہلے سو مرتبہ پڑھا جائے تو دنیا
تمہارے سامنے ذلیل ہو کر آئے گی۔

(المستغفری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ نبوی ﷺ میں فقر و فاقہ کی شکایت :-

ایک مرتبہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فقر و افلاس کی تکلیف پیش آئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ ﷺ ان کو کچھ کھجور عطا فرمادیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں ایک مقدار کھجور سے تمہاری مدد کروں اور اگر چاہو تو ایسے کلمات بتا دوں جو تمہارے لئے اس سے بہتر ہیں:

اور وہ کلمات یہ ہیں:

اللَّهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تَطْمَعْ فِي عَدُوٍّ لَا حَاسِدًا وَاعْوِذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي بِيَدِكَ.

ترجمہ: ”اے اللہ اسلام کی وجہ سے میری حفاظت فرما بیٹھے ہوئے اور اسلام کی وجہ سے میری حفاظت فرما سوتے ہوئے اور کسی دشمن و حاسد کو میرے نقصان میں طمع کرنے کا موقع نہ دے، میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی بُرائی سے جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے اور میں ہر وہ بھلائی تجھ سے طلب کرتا ہوں جو تیرے قبضہ میں ہے۔“

(المستغفری)

عظیم کلمات :-

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ آپ کو یہ زیادہ پسند ہے کہ پانسو بکریاں مع اُن کے چرواہوں کے تمہیں دیدوں یا یہ کہ پانچ کلمات تمہیں بتا دوں (مطلب یہ تھا کہ یہ پانچ کلمات ہی قابل پسندیدگی

(ہیں) اور وہ کلمات یہ ہیں:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَطَيِّبْ لِي كَسْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي خُلُقِي وَلَا
تَنْعِنِي مِمَّا قَضَيْتَ لِي بِهِ وَلَا تَذْهَبْ نَفْسِي إِلَى شَيْءٍ صَرَفْتَهُ عَنِّي.

ترجمہ: ”اے اللہ تعالیٰ میرے گناہ بخش دے اور میرا کسب حلال فرما

دے اور میرے خلق کو وسیع کر دے اور جو چیز تو نے میرے حصے

میں لکھ دی ہے اس سے مجھ کو محروم نہ فرما اور جو چیز میرے نصیب

میں نہیں اس کی طرف میرے نفس کی رغبت نہ فرما۔

(المستغفری)

أحد پہاڑ کے برابر قرض ختم:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے میرے والد (حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں تمہیں کیوں وہ دعا نہ سکھلا دوں جو مجھے نبی کریم

ﷺ نے سکھلائی ہے اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ دعاء اپنے حواریوں کو سکھلایا

کرتے تھے اور اس دعا کی خاصیت یہ ہے کہ اگر تمہارے ذمے احد پہاڑ کے برابر بھی

قرض ہو تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا (یعنی اسباب پیدا فرما دے گا)۔ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ایسی دعا مجھے ضرور بتلائیے۔ آپ نے فرمایا وہ

دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ كَاشِفَ الْكُرْبِ مُجِيبُ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّ رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَ

الْآخِرَةِ وَ رَحِيمَهُمَا أَنْتَ تَرْحَمُنِي بِرَحْمَةٍ تَغْنِينِي بِمَا عَمَّنْ

سِوَاكَ.

ترجمہ: ”اے اللہ مصیبتوں کے دور کرنے والے اور بتلائے مصیبت کی

دعا قبول فرمانے والے دنیا و آخرت میں بڑی بڑی ہر قسم کی

رحمتیں نازل کرنے والے تو ہی مجھ پر رحم فرما، پس تو ہی مجھ پر

ایسی رحمت فرما جو مجھ کو تیرے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔“

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا

تعلیم فرمائی تو میرے ذمے بہت سا قرض تھا اور میں قرض سے بہت گھبراتا تھا (اس

دُعاء کے پڑھنے سے) چند روز بعد ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا فائدہ پہنچایا کہ یہ سب

قرض ادا ہو گیا، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ (بھی) ایک

عورت کا قرض تھا اور میں اس سے بہت شرمندہ تھی، میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کی تو

چند روز نہ گذرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی حصہ وراثت یا صدقہ کے (غرض بے

گمان) رزق عطا فرمایا، جس سے میں نے یہ قرض ادا کر دیا۔

(الہزار، بیہقی فی الدعوات والحاکم)

اللہ ہر معاملہ میں مدد فرمائے گا:-

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو مغموم دیکھا تو پوچھا، ”کیا بات ہے؟“ انہوں نے عرض کیا، ”یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے قرض میں مبتلا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میں تمہیں

ایسی دعا بتلاتا ہوں کہ اگر تم اس کو پڑھ لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری سب پریشانیوں کو دور فرما

دے گا اور تمہارے سب قرض ادا کر دے گا اور وہ دُعا یہ ہے (یعنی اسباب پیدا

فرمادے گا)۔

روزانہ صبح شام یہ دُعا پڑھا کرو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَ

الْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ

الدِّينِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

ترجمہ: ”یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر اور غم سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی اور سستی سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قرض کے غلبہ اور لوگوں کے قہر سے۔“

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات پڑھنے شروع کئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام پریشانیوں سے نجات عطا فرمادی اور میرا قرض ادا کر دیا۔
(ابوداؤد، بیہقی فی الدعوات)

ایک غلام مکاتب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری مکاتب میں مدد فرمائیں (یعنی کچھ روپیہ دیجئے جس کے ذریعے میں آزادی حاصل کر سکوں) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ کلمات کیوں نہ سکھا دوں جو نبی کریم ﷺ نے مجھے سکھائے تھے (جن کی خاصیت یہ ہے کہ) اگر تمہارے ذمے احد (پہاڑ) کے برابر بھی قرض ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ادا فرما دے گا (یعنی اسباب پیدا فرما دے گا) اور وہ دعا یہ ہے:

اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِجَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

ترجمہ: ”یا اللہ اپنے رزقِ حلال کے ذریعہ سے مجھے حرام سے محفوظ رکھ اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا سب سے بے نیاز کر دے۔“

(بیہقی فی الدعوات)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور فقر وفاقہ :-

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرشتوں کی غذا

تو تسبیح و تہلیل ہے (وہ کھانے پینے کے محتاج نہیں) مگر ہمارے کھانے پینے کا کیا انتظام ہے کیونکہ ہم کھانے پینے کے محتاج ہیں (اور موجود ہے نہیں) سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا ہے کہ تمیں روز سے محمد ﷺ کے گھر میں آگ نہیں جلی۔ البتہ ہمارے پاس کچھ بکریاں آگئی ہیں اگر تم چاہو تو میں ان میں سے پانچ بکریاں تمہیں دے دیں اور اگر چاہو تو پانچ کلمات تمہیں سکھلا دوں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔

يَا اَوَّلُ الْاَوَّلِيْنَ يَا اٰخِرُ الْاٰخِرِيْنَ وَيَا ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ
الْمَسَاكِيْنَ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
(المستغفرى)

رسول اللہ ﷺ کی دُعا:-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بسترے پر تشریف لے جاتے تو یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ إِلَهَ آدَمَ وَ
رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُّنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَ الْفُرْقَانِ فَالِقُ الْحَبِّ
وَالنَّوَى أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ
أَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْاٰخِرُ وَ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ
وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ فَرَأَيْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ
شَيْءٌ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَ اغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ

ترجمہ: ”اے اللہ سات آسمانوں کے مالک اور عرشِ عظیم کے مالک آدم کے
علیہ السلام کے خدا اور ہر چیز کے مالک توراہ و انجیل اور قرآن کے
نازل کرنے والے دانہ اور گٹھلی کو پھاڑ کر اس سے درخت
اگانے والے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی برائی

سے جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔ اے اللہ تو ہی سب سے پہلے ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی سب سے آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں تو ہی سب سے بلند ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں تو ہی سب سے اندر ہے تیرے بغیر کوئی چیز نہیں تو ہمارا قرض ادا کر ادا کر اور ہمیں فکر و فاقہ سے نجات عطا فرما۔“

(مسند ابویعلیٰ)

ایک صحابیہ کا عمل:-

حضرت قبیلہ بنت مخرمہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب وہ عشاء کے بعد اپنے بستر پر جاتیں تو یہ دعا پڑھا کرتی تھیں۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ أَنْتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِمَّنْ شَرِّمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَخْرُجُ فِيهَا وَشَرِّمَا يَنْزِلُ فِي الْأَرْضِ وَشَرِّمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَشَرِّفَتِ النَّهَارَ وَطَوَارِقِ اللَّيْلِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ أَمِنْتُ بِاللَّهِ وَاعْتَصَمْتُ بِاللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اسْتَسْلَمَ لِقُدْرَتِهِ كُلُّ شَيْءٍ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ذَكَرَ لِعِزَّتِهِ كُلُّ شَيْءٍ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَوَاضِعُ بَعْظَمَتِهِ كُلُّ شَيْءٍ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَشَعَ لِمُلْكِهِ كُلُّ شَيْءٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَا قِدِّ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ مِنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَجَدِّكَ الْأَعْلَى وَإِسْمِكَ الْأَكْبَرَ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ اللَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ إِنْ تَنْظُرَ إِلَيْنَا نَظْرَةَ لَا تَدْعُ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا فَقْرًا إِلَّا جَبَرْتَهُ وَلَا عَدُوًّا إِلَّا أَهْلَكْتَهُ وَلَا عَارِيًّا إِلَّا كَسَوْتَهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتَهُ وَلَا أَمْرًا لَنَا فِيهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ خَيْرٌ إِلَّا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

أَعْطَيْتَنَاهُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ آمَنْتُ بِاللَّهِ

اس دُعا کے بعد تینتیس مرتبہ ”سبحان اللہ“ چونتیس مرتبہ ”اللہ اکبر“ اور تینتیس مرتبہ ”الحمد للہ“ پڑھتی تھیں۔

حضرت قبیلہ رضی اللہ عنہما فرماتی تھیں کہ رسول کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی خدمت میں خادم طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتلاتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے انہوں نے عرض کیا، ضرور بتلائیے، آپ ﷺ نے یہی تسبیحات عشاء کے بعد پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔
(الطبرانی فی الکبیر بسند جید)

ترجمہ: ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اور اس کے مکمل کلمات کی جن سے نہ کوئی نیک آدمی باہر ہو سکتا ہے نہ بد ہر اس چیز کی بُرائی سے جو آسمان سے نازل ہو اور جو آسمان پر چڑھے اور جو زمین پر اترے اور جو زمین سے نکلے اور ان کے فتنوں سے اور رات میں آنے والے واقعات سے مگر وہ واقعہ جو ہمارے لئے خیر اور بھلائی کے ساتھ آئے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑی اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی عزت کے سامنے ہر چیز فرماں بردار ہے اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی عزت کے سامنے ہر چیز ذلیل ہے اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی عظمت کے سامنے ہر چیز پست ہے اور حمد ہے اس ذات کے لئے جس کی سلطنت کے سامنے ہر چیز مغلوب و عاجز ہے۔ یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں بواسطہ تیرے عرشِ عظیم عزت پناہ کے اور تیری کتابِ منہجائے رحمت کے اور تیری کبریاء و عظمت

کے اور اسم اعظم کے اور تیرے کلماتِ تامہ کے جن سے نہ کوئی نیک آدمی باہر ہو سکتا ہے اور نہ بدیہ کہ تو ہماری طرف ایسی نظرِ رحمت فرما جو ہمارا گناہ بلا بخشے نہ چھوڑے اور کوئی حاجت بغیر پوری کئے ہوئے نہ چھوڑے اور کوئی دشمن بغیر ہلاک کئے ہوئے اور کوئی لباس بغیر پہنائے ہوئے اور کوئی قرض بغیر ادا کئے ہوئے نہ چھوڑے اور کوئی ایسا معاملہ جس میں ہماری دین اور دنیا میں بھلائی ہو بغیر عطا کئے ہوئے نہ چھوڑے یا رحم الراحمین میں تجھ پر ایمان لائی اور آپ پر اعتماد کیا۔ انتہی

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دُعا کی تعلیم:-

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بروایت ہشام بن محمد نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جگر گوشہ رسول حضرت امام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو معاش کی تنگی پیش آئی اور امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے وظیفے میں جو ایک لاکھ درہم آپ کو سالانہ ملتے تھے وہ اس سال نہ آئے تو بہت ہی زیادہ تنگی لاحق ہوئی اور مجبور ہو کر قلم و دوات طلب کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر یاد دہانی کرائیں مگر (بوجہ غلبہ غیرت و حیا) کے چھوڑ دیا اسی روز اپنے جد امجد نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا حال اور مفصل واقعہ بیان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص مخلوق سے اپنی امیدیں وابستہ کرے اور خالق سے نہ کرے اس کا

یہی حال ہوا کرتا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھو:

اللَّهُمَّ اقْدِفْ فِي قَلْبِي رِجَاكَ واقْطَعْ رِجَائِي عَمَّنْ سِوَاكَ حَتَّى

لَا أَرْجُوا أَحَدًا غَيْرَكَ اللَّهُمَّ وَمَا ضَعُفْتُ عَنْهُ قُوَّتِي وَقَصَرَ عَنْهُ
عَمَلِي وَلَمْ تَنْتَه إِلَيْهِ رَغْبَتِي وَلَمْ أَعْطَيْتَ أَحَدًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ
وَالْآخِرِينَ مِّنَ الْيَقِينِ فَخَصَّنِي بِهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دُعا کو سات دن بھی نہ پڑھا
تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے پانچ لاکھ اور کئی ہزار درہم بھیج دیئے۔ اس وقت
میں نے کہا اس خدا کا شکر ہے جو اپنے یاد کرنے والے کو نہیں بھولتا اور اپنے پکارنے
والے کو محروم نہیں رکھتا۔ اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے فیض یاب ہوا تو
آپ نے پوچھا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی اچھا ہے اور تمام قصہ سنایا۔ فرمایا جان پدر
جو خالق سے امید رکھے اور مخلوق سے ناامید ہو وہ ایسے ہی کامیاب و کامران ہوتا ہے۔



اضافہ رزق کے اعمال و افعال

پہلی فصل میں جس قدر بیان کیا گیا یہ سب ترقی رزق کے لیے حضور اکرم ﷺ کے اقوال تھے جن میں یا تو ہمیں کچھ ارشاد فرمایا یا خود عمل کر کے ہمیں ترغیب دی۔ اب اس فصل میں وہ اعمال و افعال ذکر کئے جائیں گے جن کا خلاصہ افلاس و فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔

صلہ رحمی کرنے پر رزق میں وسعت :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت اور عمر میں زیادتی ہو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے (یعنی اپنے اعزاء و اقرباء کے حقوق ادا کرے اور قدرت کے موافق ان کی جانی و مالی امداد کرے۔ (بخاری)

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے پر رزق میں اضافہ :-

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق زیادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا التزام کرے۔ (ابن ماجہ)

نماز پڑھنے سے رزق میں برکت :-

امام حدیث عبدالرزاق نے اپنی مسند میں ایک قریشی بزرگ سے نقل کیا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی شخص تنگی معاش کی شکایت پیش کرتا تو آپ ﷺ اس کو اور گھر والوں کو نماز پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور (بطور دلیل) یہ آیت پڑھتے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْنُكَ رِزْقًا نَحْنُ
نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ- (سورۃ طہ)

ترجمہ: ”اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ
کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور
انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے۔“ (کنز الایمان)

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن میں اور ابن منذر نے اپنی
تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن سلام کے صاحبزادے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گھر والوں پر جب کبھی تنگی اور سختی پیش آتی تو آپ ﷺ ان
کو (کثرت) نماز کی تاکید فرماتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرمایا کرتے تھے۔
”وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ الْآيَةَ.“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر
میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ جب کبھی نبی کریم ﷺ کے گھر
والوں تک فقر و فاقہ پہنچتا تھا تو ان کو آواز دیتے تھے کہ ”صَلُّوا صَلُّوْہ“ (نماز پڑھو
، نماز پڑھو)۔

اور تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی عادت تھی کہ جب کوئی تکلیف پیش آتی تھی تو
نماز کی طرف رجوع کرتے تھے (یعنی فرض نماز کے علاوہ کثرت سے نفل پڑھتے
تھے)۔

تقویٰ اختیار کرنے پر کثرت رزق ہوگی :-

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: اے لوگو! تم تقویٰ کو تجارت بنا لو تو تمہیں بغیر تجارت و بضاعت کے رزق ملے گا پھر یہ آیت پڑھی:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(سورہ طلاق)

ترجمہ: ”اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔“

(کنز الایمان)

ایک آیت وسعت رزق کا سبب :-

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا الْآيَةَ“ اور پھر فرمایا اے ابو ذر رضی اللہ عنہ اگر تمام آدمی اس پر عمل کر لیتے تو یہ آیت سب کو کافی ہو جاتی۔

(احمد، بیہقی، شعب الایمان، حاکم)

گناہ کی وجہ سے رزق میں کمی ہوتی ہے :-

امام احمد و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض مرتبہ) بندہ کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

رب پر توکل کرنے سے بے گمان رزق ملتا ہے:-

ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

”جو شخص سب طرف سے توجہ قطع کر کے اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کرے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کو بے گمان رزق عطا کرتا ہے اور جو شخص اپنی توجہ دنیا ہی کی طرف پھیر دے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے سپرد کر دیتا ہے“
انتہی۔“

والحمد لله رب العلمین



الجواب الحاتم عن السؤال الخاتم

انگوٹھی کی شرعی حیثیت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

مترجم

سید ظفر علی شاہ مہروی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
251	سوالات
252	الجوابات
252	انگوٹھی کا وزن
252	دیگر دھاتوں کی انگوٹھی جائز نہیں
253	ایک سے زیادہ انگوٹھیاں مرد کے لئے جائز نہیں
253	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی انگوٹھی کس چیز کی تھی؟
254	نگینہ والی انگوٹھی پہننا جائز ہے
254	رسول اللہ <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی انگوٹھی کا نگینہ
254	انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے
256	انگوٹھی کا نگینہ ہاتھ کے اندر یا باہر کی طرف



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انگٹھی کے حوالے سے علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے چند سوالات کئے گئے جس کے جواب میں آپ نے مکمل رسالہ تصنیف فرمایا اور اس کا نام ”الجواب الحاتم عن السؤال الخاتم“ رکھا ذیل میں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

سوالات:-

- ① (چاندی کی) انگٹھی (جو عموماً پہنی جاتی ہے) کا (شرعی طور پر) کوئی وزن مقرر ہے؟ کہ اس سے زیادہ وزن کی انگٹھی جائز نہ ہو۔
- ② کیا دوسری دھاتوں جیسے پیتل اور لوہا سے بھی انگٹھی بنانا جائز ہے؟
- ③ کیا چاندی کی کئی انگٹھیاں بنوائی جاسکتی ہیں؟ نیز کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی انگٹھی مبارک چاندی کی تھی؟
- ④ کیا مردوں کے لئے انگٹھی میں نگینے لگوانا جائز ہے؟
- ⑤ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگٹھی مبارک میں نگینہ مبارک تھا؟ اور اگر تھا تو وہ کونسا تھا نیز آپ نے انگٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی یا بائیں ہاتھ میں۔ علاوہ ازیں کیا آپ کا نگینہ ہاتھ کے باہر کی طرف ہوتا یا اندر کی طرف؟
- ⑥ یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پیتل کی انگٹھی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ مجھے تجھ سے دوزخیوں کی بو آ رہی ہے۔“ کیا یہ درست ہے؟ نیز اس روایت کے راوی کون ہیں اور کیا اس روایت کے پیش نظر (ایسی انگٹھی پہننا) حرام ہے یا مکروہ؟

الجوابات

انگوٹھی کا وزن :-

① انگوٹھی کے وزن کے متعلق ہمارے علماء (شوافع) نے اپنی فقہی کتب میں کوئی ذکر نہیں کیا، البتہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ (آپ ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا)
”ولا تتمه مثقالا“

(ترجمہ) اسے (انگوٹھی کو) مثقال سے کم رکھنا (تو گویا انگوٹھی کا وزن ایک مثقال سے کم ہوا)۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے خادم میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب نے انگوٹھی کا وزن بیان نہیں کیا شاید انہوں نے عرف پر اکتفا کیا ہے لہذا اب جو معروف وزن یا اندازے سے بڑھے گا تو وہ فضول خرچی میں شمار ہوگا۔

دیگر دھاتوں کی انگوٹھی جائز نہیں :-

② سونے کے علاوہ دوسری دھاتوں سے انگوٹھی بنانا بلا اختلاف حرام تو نہیں البتہ اس کے مکروہ ہونے میں دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ ایسی انگوٹھی بنانا مکروہ ہے چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے تجھ سے بتوں کی بو آ رہی ہے؟ تو اس نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا۔ دوبارہ لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا: کیا وجہ ہے میں تجھ پر دوزخیوں والا زیور دیکھتا ہوں؟ تو اس شخص نے اسے بھی پھینک دیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ! میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور اس کا وزن مثقال سے کم رکھنا!

اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے اس روایت کی سند میں ایک شخص کے متعلق کلام ہوا ہے اسی وجہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مہذب میں اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ابن حبان نے یہ روایت صحیح قرار دی ہے اور اسے اپنی ”صحیح“ میں نقل کیا ہے۔ یہی وہ حدیث ہے جو سوال (نمبر ۶) میں پوچھی گئی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسی انگوٹھی پہننا مکروہ نہیں۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الروضۃ“ اور ”شرح مہذب“ میں اسی بات کو ترجیح دی ہے اور ترجیح کی وجہ پہلی (مذکورہ) حدیث کا ضعیف ہونا ہے اور اسی لئے امام ابو داؤد نے اس روایت کو جید اسناد کے ساتھ حضرت معقیب صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی انگوٹھی مبارک لوہے کی ہوتی جس پر چاندی کا پانی چڑھایا ہوا ہوتا۔

ایک سے زیادہ انگوٹھیاں مرد کے لئے جائز نہیں:-

۴ ایک سے زیادہ انگوٹھیاں پہننے کے بارے میں دارمی نے ہمارے اصحاب سے وضاحت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ مرد کو چاندی کی دو سے زیادہ انگوٹھیاں پہننا مکروہ ہے۔ گویا ان کے خیال میں دو انگوٹھیاں بلا کراہت جائز ہیں نیز امام اسنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے پسند کیا ہے اور خوارزمی نے ”کافی“ میں یہ قید لگائی ہے کہ انگوٹھیاں ایک انگشت میں جمع نہ کی جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کس چیز کی تھی؟

یہ سوال کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی یا کسی اور دھات کی تو عنقریب حدیث بیان کی جائے گی کہ آپ کی انگوٹھی مبارک چاندی کی تھی۔ حضرت معقیب صحابی رضی اللہ عنہ کی جو روایت بیان ہوئی ہے کہ آپ کی انگوٹھی لوہے کی تھی نیز آپ نے سونے کی انگوٹھی بھی استعمال فرمائی تو یہ پہلے کی بات ہے بعد میں جب آپ کو اس سے منع کیا گیا

تو آپ نے اسے پھینک دیا جیسا کہ صحیح میں ہے۔

نگینہ والی انگوٹھی پہننا جائز ہے:-

۴ نگینہ کا استعمال مردوں عورتوں سب کیلئے جائز ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ”شرح مہذب“ میں فرماتے ہیں کہ انگوٹھی نگینے والی ہو یا بغیر نگینے کے پہننی جائز ہے۔ جہاں تک نگینے کا تعلق ہے تو اگر ہتھیلی کے اندر کی طرف رکھا جائے یا باہر کی طرف دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ احادیث صحیحہ کے مطابق اندر کی طرف رکھنا افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نگینہ:-

۵ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے نگینے کے بارے میں صحیح بخاری کے اندر یہ ہے کہ آپ کا نگینہ چاندی کا ہی تھا جبکہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ حبشی تھا تو ان دو (مختلف) حدیثوں سے محدثین نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھیاں ایک سے زیادہ تھیں اور حبشی نگینہ کی وضاحت یوں کی گئی ہے کہ وہ حبشہ کے علاقے کا ایک پتھر تھا اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ وہ جزع یا عقیق تھا کیونکہ یہ آپ کو حبشہ کے علاقے سے لا کر پیش کئے گئے تھے خود میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے ابن بیطار کی ”مفردات فی الطب“ میں دیکھا کہ وہ زبرجد کا بنا ہوا تھا۔

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی جائے:-

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی یا دوسرے ہاتھ مبارک میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں میں استعمال فرمائی ہے یعنی دونوں طرح آپ کا فعل مبارک ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا دونوں صحیح ہیں آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے البتہ دائیں ہاتھ میں پہننا افضل ہے کیونکہ یہ ہاتھ کی زینت ہے اور اس کا دایاں زیادہ مستحق ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے نزدیک آپ ﷺ کا دائیں ہاتھ میں انگوٹھی استعمال فرمانا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ”شمال“ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے یونہی امام ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام نسائی اور بزاز نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اور دارقطنی نے ”غرائب مالک“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تو یہ نو (9) صحابی ہیں (جنہوں نے دائیں ہاتھ کی روایت کی ہے)۔

اسی طرح آپ ﷺ کا دوسرے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہننا بھی ثابت ہے چنانچہ اس سلسلہ میں امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام ابو داؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن سعد نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ خود میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دائیں ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنی پھر اسے دوسرے ہاتھ مبارک میں پہن لیا۔ اس روایت کو ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے تخریج کیا ہے۔ نیز امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”شرح السنہ“ میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور انہوں نے مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی اور پھر دوسرے ہاتھ مبارک میں اور آپ کا یہ آخری عمل مبارک تھا۔

انگوٹھی کا نگینہ ہاتھ کے اندر یا باہر کی طرف:-

ابن ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو زرہ سے اس بارے میں اختلاف احادیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے لیکن دائیں ہاتھ میں آپ نے انگوٹھی اکثر استعمال فرمائی ہے۔

رہی یہ بات کہ آپ کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی طرف ہوتا تھا یا باہر کی طرف تو اس سلسلے میں آپ کے دونوں فعل ثابت ہیں البتہ جن احادیث میں نگینے کا اندر کی طرف ہونا مذکور ہے وہ صحیح اور تعداد میں زیادہ ہیں لہذا نگینہ اندر کی طرف رکھنا ہی افضل ہوا۔

والحمد لله رب العلمین



تبييض الصحيفة
في مناقب الامام ابي حنيفة

مناقب امام اعظم
رحمة الله عليه

امام جلال الدين سيوطي رحمه الله

ترتيب وتدوين

مولانا محمد عبدالاحد قادري

سيد معين الدين نعيمي
غلام معين الدين نعيمي

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
263	امام اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small> کے والد ماجد کا تذکرہ
264	حضور اکرم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی بشارتیں
266	امام اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small> کی صحابہ کرام <small>رضی اللہ عنہم</small> سے ملاقات
267	ایک فتویٰ
267	علامہ ابن حجر <small>رضی اللہ عنہ</small> کا جواب
268	مروی احادیث پر بحث
269	اقول
270	اقول
271	اقول
272	اقول
272	اقول
272	تابعین و تبع تابعین سے مرویات امام کا تذکرہ
274	سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے تلامذہ
276	سیدنا امام اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small> کے فضائل و مناقب
276	حصول علم کے لیے مشورہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

277	امام حماد <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی صحبت بابرکت
279	اٹھارہ سال استاذ کی صحبت میں
279	عجیب و غریب خواب
280	حضرت عبداللہ بن مبارک <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فرمان
280	مجلس امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> سے بڑھ کر مجلس سود مند نہیں
280	امام مالک <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی نظر میں مقام امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
281	وصال پر ابن جریج <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فرمان
281	سب سے زیادہ فقیہ
282	ایک دوسرے کا احترام
283	میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں
283	تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے لیے دُعا کریں
283	سب سے بڑے عالم
283	صائب الرائے
284	فائدہ از مترجم
284	امام شافعی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فرمان
285	ایک رکعت میں ختم قرآن
286	شب بیداری
286	امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا ورع اور تقویٰ
287	تمام قیمت خیرات کر دی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رسائل امام جلال الدین سیوطی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	
288	سب سے زیادہ افضل اور متورع
288	سب سے مکرم
289	ایک رافضی کی موت
289	مذمت کرنے والے سے حسن سلوک
290	حضرت عبداللہ بن مبارک <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کے امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی شان میں اشعار
291	جاہل ہی امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> سے حسد کرتے ہیں
291	ہم سے پہلے بھی صاحب فضیلت پر حسد کیا گیا
292	ان کے مقابلہ میں کوئی نہیں
292	امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> اخذ مسائل کا طریقہ
293	صفت علم سے ہمکنار
293	اوصاف امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
294	فقہ کو سمجھنے کے لیے امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا دامن تھا منا ضروری ہے
294	بلاشبہ امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> ابرار میں سے تھے
294	فقہ کے بارے میں لوگ خواب غفلت میں تھے
295	شاگردوں سے حسن سلوک
295	احباب سے حسن سلوک
295	سب سے زیادہ حدیث کی شرح کرنے والے
296	ناواقف ہی بدگوئی کرے گا
296	امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> سے مروی حدیث کس طرح بیان کرتے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

296	حصول علم
297	وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں
297	متکلمین کے سردار
297	درس و تدریس اور شب بیداری
299	آرام کرتے نہ دیکھا
299	احادیث پر عمل
299	مسائل فقہ میں غور و فکر کرنے والے
300	کم عقل شخص
300	حضرت سفیان ثوری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا ادب و تعظیم کرنا
301	احادیث رسول کے بارے میں امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فرمان
301	ماہ رمضان میں ساٹھ قرآن ختم کرتے
301	عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے
302	عمدہ فتویٰ دینے والے اور مشکل مسائل کا علم رکھنے والے
302	حدیث سے فتویٰ دیتا ہوں
303	وتروں میں قرآن کی ہر سورۃ کی تلاوت
303	فہم و فراست میں ممتاز
303	دین محمدی اور مذہب حنفیہ پر اعتقاد
304	امام اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کی حاضر جوابی
304	منصب قضاء سے انکار

305	ہر بدعت سے بچو
306	فضول بحث سے بچو
306	منصب قضاء سے انکار
307	خاموش طبع
307	ہمسایہ سے حسن سلوک
308	ہمسفروں کی خدمت
309	خلیفہ کے دربار میں مخالف کو جواب
310	قدیل ساری رات جلتی رہی
311	تاریخ وصال
311	عزت والی مجلس
312	آنکھوں سے گریہ کے آثار
312	بجز چٹائی کے گھر میں کچھ نہ تھا
312	عذاب کے ذکر پر رونا
313	امام مالک <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> سے مذاکرہ
314	شان میں منقبت
314	کاش تو ساری رات عبادت کرتا
316	علم شریعت کو مدون کرنے والے پہلے شخص
318	دعائے استخارہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله و كفه و سلام على عباده الذين اصطفے۔

میں نے یہ رسالہ سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں تالیف کیا ہے اور اس کا نام ”تبیيض الصحيفه في مناقب الامام ابی حنیفہ“ رکھا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا تذکرہ:

حضرت الخطیب اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ ہم نے قاضی عبد اللہ الحسین بن علی صمیری سے بروایت عمر بن ابراہیم مقرئ و مکرم بن حنبل بن احمد قاضی سے وہ احمد بن عبد اللہ شاذان المروزی سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کیا کہ شاذان المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ثابت بن نعمان بن مرزبان ملک فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں گذرا۔ میرے دادا یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ان کے والد حضرت ”ثابت“ اپنے بچپن کے زمانہ میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کیلئے ان کی اولاد میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعا ہمارے حق میں ضرور قبول فرمائی ہے۔ اور نعمان بن مرزبان حضرت ”ثابت“ کے والد تھے۔ یہی وہ نعمان ہیں جنہوں نے ”نوروز“ کے دن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ”فالودہ“ کا تحفہ بھیجا تھا اس پر فرمایا

ہمارے لیے ہر دن نور روز ہے (نور روز لونا کل یوم)۔

حضور اکرم ﷺ کی بشارتیں:

ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بشارت دی کہ:

يوشك ان يضرب الناس اكبارا لا بل يطلبون العلم فلا يجدون احداً اعلم من عالم المدينة۔

ترجمہ: ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش کریں گے لیکن مدینہ منورہ کے ایک عالم سے بڑھ کر کسی عالم کو نہ پائیں گے۔

اور ایک حدیث میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بشارت دی کہ
لا تسبوا قريشاً فان عالمها يملأ الارض علماً۔

ترجمہ: قریش کو برا نہ کہو کیوں کہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

اور میں (امام سیوطی رضی اللہ عنہ) کہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے سیدنا امام ابو حنیفہ

رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے کہ جسے ابو نعیم (حافظ احمد بن عبد اللہ اصہبانی المتوفی ۴۳۰ھ) نے ”الحلیہ“ میں بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

لو كان العلم بالثريا لتنا له رجال من ابناء فارس (الحلیہ)۔

ترجمہ: اگر علم ثریا پر پہنچ جائے تو فارس کے جوان مردوں میں سے ایک جوانمرد ضرور اس تک پہنچ جائے گا۔

اور شیرازی ”اللقاب“ میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو كان العلم معلقاً بالثريا لنار له قوم من ابناء فارس.

ترجمہ: اگر علم ثریا پر اٹھ جائے تو مردانِ فارس کی قوم اس تک ضرور پہنچ جائے گی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس کے اصل الفاظ صحیح بخاری و

مسلم میں یہ ہیں کہ:

لو كان الايمان عند الثريا التنا له رجال من فارس۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے نزدیک پہنچ جائے تو مردانِ فارس اس تک ضرور پہنچ جائیں گے۔

اور صحیح مسلم کے لفظ یہ ہیں کہ:

لو كان الايمان عند الثريا لذهب به رجل من ابناء فارس حتى يتناولہ۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس پہنچ جائے تو مردانِ فارس کا ایک شخص وہاں تک پہنچ کر اسے ضرور حاصل کر لے گا۔

اور قیس بن سعد کی حدیث ”مبجم طبرانی کبیر“ (مؤلفہ امام حافظ ابو القاسم

سلیمان بن احمد طبرانی المتوفی ۳۶۰ھ) میں ان لفظوں کے ساتھ ہے۔

لو كان الايمان معلقاً بالثريا لا تنا له العرب لنا له رجال فارس۔

ترجمہ: اگر ایمان ثریا پر پہنچ جائے تو اہل عرب نہ پہنچ سکیں گے، البتہ مردانِ فارس اسے ضرور حاصل کر لیں گے۔

اور مبجم طبرانی میں بھی بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا۔

لو كان الدين معلقاً بالثريا لتناوله ناس من ابناء فارس۔
ترجمہ: اگر دین ثریا میں معلق ہو جائے تو یقیناً مردانِ فارس کے لوگ
اسے حاصل کر لیں گے۔

لہذا یہ اصل صحیح ہے بشارت کے باب میں اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اور
فضیلت میں مذکورہ دونوں اماموں کے بارے میں مروی حدیثوں کے مانند اور ہم مثل
ہے اور وضعی خبروں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات:

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ
تالیف فرمایا ہے جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو حدیثیں
روایت فرمائی ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔ (۱) سیدنا انس بن مالک (۲)
سیدنا عبداللہ بن جزّ الزبیدی (۳) سیدنا جابر بن عبداللہ (۴) سیدنا معقل بن یسار
(۵) سیدنا واثلہ بن الاسقع (۶) سیدتنا عائشہ بنتِ عجرور رضی اللہ عنہا پھر یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ
سیدنا انس سے تین حدیثیں، سیدنا ابن جزّ سے ایک حدیث، سیدنا واثلہ سے دو حدیثیں،
سیدنا جابر سے ایک حدیث، سیدنا عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنتِ عجرور
سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے۔ اور عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث
روایت فرمائی ہے۔ اور یہ تمام احادیث مرویہ ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئیں ہیں۔
لیکن حمزہ سہمی فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے۔ البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی کو دیکھا،

مگر ان سے کوئی روایت نہیں سنی ہے۔ اور خطیب فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سننے کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

ایک فتویٰ:

اور میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف سے تھا، استفتاء یہ تھا کہ کیا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے؟ اور کیا ان کا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ انہوں نے اس کا جو جواب دیا، یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو اور بلاشبہ انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ لہذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کی روایت کافی ہے، وہ انہیں تابعی گردانتے ہیں، اور جن کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے، وہ انہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

اور یہی سوال جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ایک جماعت کو پایا ہے، کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، وہاں اس وقت صحابہ میں سے سیدنا عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور باتفاق ان کا وصال اس کے بعد ہوا ہے اور اسی زمانہ میں بصرہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔ اور ابن سعد نے بے تردد سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور ان دونوں صحابہ کے علاوہ بھی بکثرت صحابہ مختلف شہروں میں ان کے بعد زندہ موجود تھے۔ بلاشبہ بعض علماء نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صحابہ

کرام سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کیے ہیں، لیکن ان کی اسناد وہاں ضعف سے خالی نہیں ہیں۔

اور یہ بات معتمد ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بعض صحابہ کو پایا، اور ان سے ملاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور ابن سعد نے ”الطبقات“ میں جو کچھ بیان فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طبقہ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلاد اسلامیہ کے ہمعصر کسی امام کے لیے ثابت نہیں ہے، خواہ شام میں امام اوزاعی ہوں، یا بصرہ میں امام حماد ہوں، یا کوفہ میں امام ثوری ہوں یا مدینہ منورہ میں امام مالک ہوں، یا مکہ مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی ہوں، یا مصر میں امام لیث ابن سعد ہوں، واللہ اعلم۔ یہ کلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کا آخری حصہ ہے۔

ان کی بحث کا خلاصہ یہ کہ یہ بات یا اس کے سوا اور بھی جو باتیں ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی اسناد ضعیف اور غیر صحیح ہیں، مگر ان میں بطلان نہیں ہے۔ اس وقت یہ امر آسان و سہل ہو گیا کہ ہم ان کو بیان کر سکیں، اس لیے کہ ضعیف اسناد کی روایت جائز ہے، اور حسب تصریحات ائمہ ان کا اطلاق و بیان درست ہے۔ اسی بناء پر ہم ان کی ایک ایک حدیث بیان کرتے اور ان پر بحث و کلام کرتے ہیں۔

مروئی احادیث پر بحث:

(۱) حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہم سے ”بالا اسناد“ بروایت امام ابو یوسف، سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

طلب العم فريضة على كل مسلم۔

ترجمہ: علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔
(۲) اور انہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

الدال على الخير كفاعله

ترجمہ: نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کے ہی مانند ہے۔

(۳) انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان الله يحب اغاثة اللفهان

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ غمزہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے۔“

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی اسناد میں ایک راوی احمد بن الصلت بن المغلس (جو کہ جبارہ بن مغلس فقیہ کے بھائی کا فرزند ہے) مجروح واقع ہے۔ اگرچہ پہلی حدیث کا متن و الفاظ مشہور ہے، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اور حافظ جمال الدین المزنی ایسی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس سے مرتبہ ”حسن“ کو یہ حدیث پہنچ جاتی ہے۔ لیکن میں (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحیح کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ میں اس حدیث کو تقریباً پچاس ۵۰ طرق کے ساتھ جانتا ہوں اور ان طرق کو میں نے ایک رسالہ میں جمع بھی کر دیا ہے۔

اب رہی دوسری حدیث، تو اس کا متن و الفاظ صحیح ہے اور ایک جماعت صحابہ سے یہ وارد ہے اور اس کی اصل ”صحیح مسلم“ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے

ساتھ ان لفظوں سے مروی ہے کہ۔

من دل علی خیرِ فلہ مثل اجرِ فاعلہ۔

ترجمہ: جس نے کسی نیک کام کی طرف راہنمائی کی اس کے لیے اس کے کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔

اور تیسری حدیث کا متن صحیح ہے اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کی روایت میں وارد ہے اور اس کی تصحیح الضیاء المقدسی (المتوفی ۶۴۳ھ) نے ”المختارہ“ میں سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہما سے ”بالا اسناد“ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
(۱) دۛ ما یریبک الی ما لا یریبک۔

ترجمہ: جو تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس طرف ہو جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اور انہی حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

(۲) لا تظهر الشماتۃ لا خیک فی عافیہ اللہ ویتبلیک۔

ترجمہ: اپنے بھائی کو شرمندہ کرنے والی بات کو ظاہر نہ کر، تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے عافیت دے کہ وہ تجھے ایسی بات میں مبتلا فرمائے۔

اقول:

علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا متن صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ مروی ہے اور اس کی تصحیح امام ترمذی، ابن حبان، حاکم اور الضیاء مقدسی نے سیدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی حدیث سے کی ہے۔

اور دوسری حدیث کو امام ترمذی نے انہی حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند کے ساتھ نقل کر کے اس کو مرتبہ ”حسن“ میں رکھا ہے۔ اور اس کی شہادت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رضی اللہ عنہ بروایت ابو داؤد طیالسی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ”بالاسناد“ نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور ۹۴ھ میں کوفہ میں سیدنا عبد اللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ (صحابی) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کو دیکھا اور ان سے سماعت کی اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی۔ میں نے جو سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

حبك الشنى يعمى و يصم -

ترجمہ: تجھے کسی چیز کی محبت اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔

اقول:

علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ یہ بات تو اس جگہ بہت ہی بعید ہے کہ کوئی کہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن انیس رضی اللہ عنہ جہنی رضی اللہ عنہ جو مشہور صحابی ہیں ان کا انتقال ۵۴ھ میں سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے بہت پہلے ہو چکا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نام کے پانچ صحابی تھے ممکن ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جس حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت لی ہو وہ ان پانچوں میں سے مشہور صحابی جہنی کے سوا کوئی اور ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابو معشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بروایت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے ”بالاسناد“ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے سنا ہے کہ

من بنی لله مسجداً ولو كمفحص قطاة بنی الله له بیتاً فی الجنة۔
ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے تعمیر مسجد میں حصہ لیا اگرچہ بہت مختصر ہی
کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے بلکہ متواتر ہے۔
اور اس کے بعد حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ علیہ ”بالاسناد“ نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
نے سیدتنا عائشہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اکثر جند الله فی الارض الجراد لا اكله ولا احرمه۔

ترجمہ: روئے زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں، میں نہ اسے کھاتا
ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔

اقول:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا متن صحیح ہے اور اسے ابو داؤد
نے سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور اس کی تصحیح ”الفضیاء المقدسی رحمۃ اللہ علیہ“
نے ”المختارہ“ میں کی ہے۔

تابعین و تبع تابعین سے مرویات امام کا تذکرہ:

حافظ جمال الدین المزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان
مشائخ سے روایتیں اخذ فرمائی ہیں: (۱) حضرت ابراہیم بن المثنیٰ (۲) اسماعیل بن عبد
المالک بن ابی الصغیر (۳) جبلة بن حکیم (۴) ابو ہند الحارث بن عبد الرحمن الحمدانی (۵)

الحسن بن عبید اللہ (۶) الحکم بن عتیبہ (۷) حماد بن ابی سلیمان (۸) خالد بن علقمہ (۹)
ربیعہ بن ابی عبد الرحمن (۱۰) زبید الیامی (۱۱) زیاد بن علاقہ (۱۲) سعید بن مسروق
ثوری (۱۳) سلمہ بن کہیل (۱۴) سماک ابن حرب (۱۵) ابی روبہ شداد بن عبد الرحمن
(۱۶) شیبان ابن عبد الرحمن نخوی اور یہ آپ کے ہم زمانہ ہیں۔ (۱۷) طاؤس بن کیسان
(۱۸) طریف بن سفیان سعدی (۱۹) ابوسفیان طلحہ بن نافع (۲۰) عاصم بن کلیب (۲۱)
عامر شعمی (۲۲) عبد اللہ بن ابی حبیبہ (۲۳) عبد اللہ بن دینار (۲۴) عبد الرحمن بن ہر
مزا عرج (۲۵) عبد العزیز بن رفیع (۲۶) عبد الکریم بن مخارق بن ابی امیہ بصری
(۲۷) عبد المالك بن عمیر (۲۸) عدی بن ثابت انصاری (۲۹) عطا بن ابی رباح
(۳۰) عطا بن سائب (۳۱) عطیہ بن سعد عوفی (۳۲) عکرمہ مولیٰ ابن عباس (۳۳)
علقمہ بن مرشد (۳۴) علی بن اقرم (۳۵) علی بن حسن زراد (۳۶) عمرو بن دینار (۳۷)
عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (۳۸) قابوس بن ابی ظبیان (۳۹) قاسم بن معن عبد
الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود (۴۰) قتادہ ابن و عامہ (۴۱) قیس بن مسلمہ جدلی (۴۲)
محارب بن دثار (۴۳) محمد بن زبیر حنظلی (۴۴) محمد بن سائب قلبی (۴۵) ابو جعفر محمد
بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (۴۶) محمد بن قیس حمدانی (۴۷) محمد بن مسلم بن
شہاب زہری (۴۸) محمد بن سکندر (۴۹) مخول بن راشد (۵۰) مسلم بطنین (۵۱) مسلم
ملائی (۵۲) معن ابن عبد الرحمن (۵۳) مقم (۵۴) منصور بن معتمر (۵۵) موسیٰ ابن ابی
عائشہ (۵۶) ناصح بن عبد اللہ محلی (۵۷) نافع مولیٰ ابن عمر (۵۸) ہشام ابن عروہ
(۵۹) ابو غسان مہیشم بن حبیب صراف (۶۰) ولید بن صریح مخزومی (۶۱) یحییٰ بن سعید
انصاری (۶۲) ابی جحیہ یحییٰ بن عبد اللہ کندی (۶۳) یحییٰ بن عبد اللہ جابر (۶۴) یزید بن
صہیب فقیر (۶۵) یزید بن عبد الرحمن کوفی (۶۶) یونس بن عبد اللہ بن ابی جہم (۶۷) ابو
خباب کلبی (۶۸) ابو حصین اسدی (۶۹) ابو زبیر مکی (۷۰) ابو سوار بقول کے

ابو السوداء سلمیٰ (۷۱) ابو عون ثقفی (۷۲) ابو فروہ (۷۳) ابو معبد مولیٰ حضرت ابن عباس (۷۴) ابو یعفر عبدی رضی اللہ عنہم۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ:

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے شرف تلمذ حاصل کر کے روایات حدیث حاصل کیں۔ (۱) ابراہیم بن طہمان (۲) ابیض بن اغر بن صباح منقری (۳) اسباط بن محمد قرشی (۴) اسحاق بن یعقوب ازرق (۵) اسد بن عمرو بجلی (۶) اسماعیل بن یحییٰ صیرفی (۷) ایوب بن ہانی جدلی (۸) جارود بن یزید نیشاپوری (۹) جعفر بن عون (۱۰) حارث بن نبہان (۱۱) حبان بن علی غزی (۱۲) حسن بن زیاد لولوی (۱۳) حسن بن فرات قزاز (۱۴) حسین بن حسن بن عطیہ عون (۱۵) جعفر بن عبد الرحمن بلخی قاضی (۱۶) حکام بن سلم رازی (۱۷) ابو مطیع حکم بن عبد الرحمن بلخی (۱۸) حماد بن امام ابو حنیفہ (۱۹) حمزہ بن حبیب زیات (۲۰) خارجہ بن مصعب سرخسی (۲۱) داؤد بن نصیر طائی (۲۲) ابو الہذیل زخر بن ہذیل تمیمی (۲۳) زید بن حباب عسکلی (۲۴) سابق رقی (۲۵) سعد بن الصلت قاضی شیراز (۲۶) سعد بن ابی الجہم قابوسی (۲۷) سعید بن سلام بن ہیفاء عطاء بصری (۲۸) سلم بن سالم بلخی (۲۹) سلیمان بن عمر الخنسی (۳۰) سہل بن مزاجم (۳۱) شعیب بن اسحاق دمشقی (۳۲) صباح بن مہارب (۳۳) صلت بن حجاج کوفی (۳۴) ابو عاصم ضحاک بن مخلد

(یہ اکابر تلامذہ اور اصحاب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں سے ہیں اور امام بخاری کے مشہور شیوخ میں سے ہیں بخاری میں ان سے بکثرت روایات ہیں) (۳۵) عامر بن فرات قسری (۳۶) عائد بن حبیب (۳۷) عباد بن عوام (۳۸) عبد اللہ بن مبارک (۳۹) عبد اللہ بن یزید منقری (۴۰) عبد الحمید بن عبد الرحمن حمانی (۴۱) عبد الرزاق بن

ہمام (۴۲) عبد العزیز بن خالد ترمذی (۴۳) عبد الکریم بن محمد جرجانی (۴۴) عبد الحمید
بن عبد العزیز بن ابی داؤد (۴۵) عبد الوارث بن سعید (۴۶) عبید اللہ بن عمر رقی
(۴۷) عبد اللہ بن موسیٰ (۴۸) عتاب بن محمد بن شوذان (۴۹) علی بن ظبیان
کوفی قاضی (۵۰) علی بن عاصم واسطی (۵۱) علی بن مسہر (۵۲) عمرو بن محمد عنقرنی
(۵۳) ابوقطن عمرو بن ہشتم قطنی (۵۴) ابو نعیم فضل بن دکین (یہ بزرگ بھی اکابر شیوخ
امام بخاری میں سے ہیں) (۵۵) فضل بن موسیٰ سینانی (۵۶) قاسم بن حکم عربی
(۵۷) قاسم بن معن مسعودی (۵۸) قیس بن ربیع (۵۹) محمد بن ابان عنبری (۶۰) محمد
بن بشیر عبدی (۶۱) محمد بن حسن ابن انس صفانی (۶۲) محمد بن حسن شیبانی (۶۳) محمد
بن خالد وہبی (۶۴) محمد بن عبد اللہ انصاری (۶۵) محمد بن فضل بن عطیہ (۶۶) محمد بن
قاسم اسدی (۶۷) محمد بن مسروق کوفی (۶۸) محمد بن یزید واسطی (۶۹) مردان بن
سالم (۷۰) مصعب بن مقدم (۷۱) معانی بن عمران موصلی (۷۲) مکی بن ابراہیم بلخی
(ائمہ صحاح ستہ نے ان سے احادیث کی روایتیں لیں ہیں اور امام بخاری
کی ثلاثیات کی اکثر روایتیں انہی سے ہیں) (۷۳) ابو سہل نصر بن عبد الکریم بلخی
المعروف بہ صیقل (۷۴) نصر بن عبد الملک عتکی (۷۵) ابو غالب نصر بن عبد اللہ
ازدی (۷۶) النضر ابن محمد مروزی (۷۷) نعمان بن عبد السلام اسبہانی (۷۸) نوح
بن دراج قاضی (۷۹) ابو عصمد نوح ابن مریم (۸۰) ہریم بن سفیان (۸۱) حوذہ بن
خلیفہ (۸۲) ہیاج بن بستان برجی (۸۳) وکیع بن جراح (۸۴) یحییٰ بن ایوب مصری
(۸۵) یحییٰ بن نصر بن حاجب (۸۶) یحییٰ بن یمان (۸۷) یزید بن زریج (۸۸) یزید
بن ہارون (۸۹) یونس بن بقیر شیبانی (۹۰) ابو اسحاق فزاری (۹۱) ابو حمزہ سکری
(۹۲) ابو سعد صاغانی (۹۳) ابو شہاب حنات (۹۴) ابو مقاتل سمرقندی (۹۵) قاضی
ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

حصول علم کے لیے مشورہ:

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے تحصیل علم کا ارادہ کیا، تو علوم کو اختیار کرنے اور اس کے عواقب و انجام کے بارے میں لوگوں سے استصواب کیا۔ اس پر کسی نے مجھ سے کہا کہ تم قرآن کی تعلیم حاصل کرو۔ میں نے کہا جب میں قرآن پڑھ لوں اور اسے حفظ کر لوں، تو پھر اس کے بعد کہا کیا ہو؟ انہوں نے کہا، پھر مسجد میں بیٹھ کر بچوں اور نو عمروں سے قرآن سنو۔ پھر انہیں ڈھیل نہ دو کہ وہ تم سے زیادہ یا تمہارے برابر حافظ ہو کر نکلیں اور تمہارا دبدبہ جاتا رہے پھر میں نے کہا، اگر میں حدیث کی سماعت کروں اور اس کو لکھوں، یہاں تک کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا حافظ حدیث نہ ہو تو؟ تو انہوں نے کہا، جب تم بوڑھے اور کمزور ہو جاؤ گے تو تم حدیثیں سناؤ گے اور بچے اور کسن تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے، اس وقت تم غلطی سے محفوظ نہ رہو گے اور لوگ ”کذب“ سے متہم کرنے لگیں گے، یہ بات بعد والوں کے لیے آپ پر موجب عار ہو گی۔ میں نے کہا، میرے لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا تم ”علمِ نحو“ سیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا، جب میں نے نحو اور زبان عرب سیکھی، تو اس کے بعد میرے لیے کیا ہوگا؟ تو انہوں نے کہا، تم استاد بن کر ایک سے تین اشرفی تک کما سکتے ہو۔ میں نے جواب دیا، یہ بات آخرت کے لیے کوئی سود مند نہیں۔ پھر کہا گیا کہ شعر گوئی کرو! میں نے جواب دیا، اگر میں شعر و سخن میں غور و فکر کر کے ایسا کمال

حاصل کر لوں کہ کوئی میرے مقابل نہ ہو تو اس میں مجھے کیا فائدہ؟
انہوں نے کہا، لوگ تمہاری تعریف کریں گے، کاندھوں پر اٹھائیں گے، دور
دراز سوار یوں پر لے جائیں گے، خلعت فاخرہ پہنائیں گے، اور اگر ہجو و مذمت کی تو
عصمت مآبوں پر تہمت لگاؤ گے میں نے جواب دیا، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر
میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا، اگر میں علم کلام یعنی منطق و فلسفہ میں غور و فکر
کروں تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا، جس نے بھی علم کلام میں غور و فکر کیا ہے
وہ بدگوئیوں سے محفوظ نہیں رہا ہے، یہاں تک کہ اسے زندیق تک کہا گیا ہے، چنانچہ کسی کو
پکڑ کر قتل کیا گیا، اور کوئی ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہا ہے۔ میں نے دریافت کیا، اگر میں
علم فقہ حاصل کروں تو؟ انہوں نے کہا، لوگ تم سے سوال کریں گے، فتویٰ طلب کریں
گے، اور عدل و انصاف چاہیں گے، اگرچہ تم نوجوان ہو۔ میں نے کہا، اس سے بڑھ کر
کوئی علم سود مند نہیں ہے، لہذا میں نے فقہ پر استقامت کر لی، اور اسے سیکھنے لگا۔

امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت

خطیب بغدادی بروایت امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے
امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا، میں نے کلام یعنی منطق و
فلسفہ میں اتنا کمال حاصل کیا کہ لوگ میری طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے، اور میں
حضرت امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں ان کے نزدیک بیٹھتا تھا۔ ایک دن
ایک عورت آئی، اس نے کہا، میرے مرد کی ایک عورت (یعنی اور بیوی بھی) ہے، وہ چاہتا
ہے کہ سنت کے مطابق اسے طلاق دے دے۔ بتائیے کہ وہ کیسے طلاق دے؟

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا تھا کہ میں اس کا کیا جواب
دوں۔ لہذا میں نے اس عورت سے کہا کہ یہ مسئلہ تم امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرو اور

جو وہ جواب دیں مجھے بتاؤ۔ چنانچہ اس نے امام حماد سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا، مرد عورت کو ایسے طہر (عدم حیض) کی حالت میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر اس سے علیحدگی رکھے یہاں تک کہ وہ دو حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لے، اس کے بعد وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے لئے حلال ہو جائے گی۔ چنانچہ اس عورت نے واپس آ کر مجھے یہ جواب بتایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا، کلام یعنی منطق و فلسفہ میرے لیے بیکار ہے۔ اور اپنی جوتیاں اٹھا کر حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہونے کو لازم کر لیا، میں ان سے مسائل کو سنتا اور یاد رکھتا۔ جب دوسرے دن ان کو سنا تا تو مجھے وہ مسائل خوب محفوظ ہوتے، اور دیگر ساتھیوں میں غلطی ہوتی اس وقت حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، کوئی بھی شاگرد بجز ابو حنیفہ کے میرے سامنے میرے حلقہ کے شروع میں نہ بیٹھے۔ میری یہ مصاحبت دس سال تک رہی۔ پھر میرے دل نے مجھ سے اسرار کیا کہ ”کیوں نہ اپنا سکھ جمایا جائے، اور ان سے علیحدہ ہو کر اپنا جداگانہ حلقہ تلامذہ بنا کر بیٹھا جائے“ چنانچہ یہ عزم لے کر ایک رات وہاں سے نکلا کہ اپنا حلقہ علیحدہ بناؤں، چنانچہ جب میں جدا ہو کر مسجد میں آیا، تو مجھے خیال آیا کہ ان سے جدائی اور علیحدگی اچھی نہیں ہے۔ پھر میں لوٹ آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اسی رات حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بصرہ میں کسی ایسے عزیز کے انتقال کی خبر مرگ آئی، جس نے ترکہ میں مال چھوڑا تھا، اور ان کے سوا کوئی اور اس کا وارث نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کی جگہ ان کی واپسی تک بیٹھوں۔ اب میں نے علیحدگی کا ارادہ ترک کر دیا، یہاں تک کہ اس دوران میں ایسے مسائل میرے سامنے آئے جن کو میں نے سنا بھی نہیں تھا، میں ان کا جواب دیتا، اور ان جو بات کو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیتا۔ وہ دو مہینوں تک اپنی مجلس سے غائب رہے۔ پھر جب وہ تشریف لائے، تو میں نے وہ مسائل جو کہ تقریباً ساٹھ تھے، ان کے ملاحظہ میں پیش کیے۔ انہوں نے چالیس

۴۰ مسئلہ میں تو میری موافقت کی اور بیس مسلوں میں میری مخالفت کی اس وقت میں نے اپنے دل میں عزم بالجزم کر لیا کہ زندگی بھر ان کی مجلس سے جدا نہ ہونگا چنانچہ جب تک وہ حیات رہے میں ان سے جدا نہ ہوا۔

اٹھارہ سال استاذ کی صحبت میں:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت احمد بن عبد اللہ عجل رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے

ہیں کہ:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بصرہ میں یہ گمان لے کر آیا کہ اب میں ہر مسئلہ کا جواب دے سکتا ہوں۔ وہاں لوگوں نے مجھ سے ایسے مسائل دریافت کیے جن کا جواب مجھے نہ آتا تھا اس وقت میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ زندگی بھر حضرت امام حماد رحمۃ اللہ علیہ سے جدا نہ ہوں گا چنانچہ میں ان کی صحبت میں اٹھارہ سال رہا۔

عجیب و غریب خواب:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت ابو یحییٰ حمانی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک دن میں نے ایسا خواب دیکھا جس سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو کھود رہا ہوں۔ پھر بصرہ آیا تو میں نے ایک شخص سے کہا کہ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر اس خواب کی تعبیر لاؤ۔ اس نے جا کر دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو پرکھ رہا ہے اور ان کی جستجو کر رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت ابو وہب محمد بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا، اگر اللہ عزوجل میری مدد و اعانت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ نہ کرتا، تو میں عام لوگوں کی مانند ہوتا۔

مجلس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر مجلس سود مند نہیں:

حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت حجر بن عبد الجبار روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت قاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہو؟ کہا یقیناً امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس سود مند نہیں ہے۔ پھر قاسم نے اس سے کہا آؤ یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف چلو۔ چنانچہ جب وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آئے، تو وہ جم کر بیٹھ گئے ان سے کہا کیا ان کی مثل کسی اور کو دیکھا ہے؟ کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بہت نیک و پارسا اور سخی تھے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کی نظر میں مقام امام اعظم رضی اللہ عنہ:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت احمد بن صباح رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی محمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا، کہ کسی نے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تم سے کہے کہ یہ سواری سونے کی ہے، تو وہ دلائل قائم کر کے ثابت کر سکتا ہے کہ یہ سواری سونے کی ہے۔

وصال پر ابن جریج رضی اللہ عنہ کا فرمان:

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ بروایت حضرت روح بن عبادہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ کے پاس ۱۵۰ھ میں موجود تھا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو انہوں نے ”انا لله وانا اليه راجعون“ پڑھ کر فرمایا ”ایک سراپا علم جاتا رہا“۔

سب سے زیادہ فقیہ:

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ بروایت ضرار بن صرور نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ کسی نے یزید بن ہارون سے پوچھا، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ ہیں یا حضرت سفیان؟ فرمایا حضرت سفیان زیادہ حافظ حدیث ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زیادہ فقیہ!

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ ابو وہب بن مزاحم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار کو اور سب سے زیادہ پارسا کو اور سب سے زیادہ عالم کو اور سب سے زیادہ فقیہ کو دیکھا ہے۔ چنانچہ سب سے زیادہ عبادت گزار حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ پارسا حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ عالم حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہیں اور سب سے زیادہ فقیہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر فرمایا میں نے فقہ میں ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

خطیب بغدادی ابو الوزیر مزدوری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور

حضرت سفیان مجتمع ہو جائیں، تو پھر کون ہے جو ان کے مقابل کوئی فتویٰ لا سکے۔
خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، علی بن حسن بن شفیق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی مسئلہ پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور
حضرت سفیان کا اجتماع ہو جائے تو وہی میرا قول ہو جاتا ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت
عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کسی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ وہ کہے کہ
یہ میری اور خطیب بغدادی، بشر بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ کہا میں نے حضرت عبد
اللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں اخذ حدیث کو قصد کرتا، تو حضرت
سفیان کے پاس جاتا، اور جب اس کی باریکیوں کے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا تو
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا۔

ایک دوسرے کا احترام:

محمد بن بشر سے خطیب بغدادی، نقل کرتے ہیں کہ جب میں حضرت امام
اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سفیان کے پاس سے ایک دوسرے کی خدمت میں
حاضر ہوتا، تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجھ سے فرماتے تم کہاں سے آئے
ہو؟ میں کہتا حضرت سفیان کے پاس سے! تو فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس
سے آرہے ہو جو اگر علقمہ اور اسود بھی ان کے پاس آجائیں، تو وہ دونوں بھی ان
کی ہی مانند حجت لائیں۔ پھر اگر حضرت سفیان کے پاس آتا، تو وہ دریافت
فرماتے کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ تو میں کہتا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس
سے! تو وہ فرماتے یقیناً تم ایسے شخص کے پاس سے آرہے ہو جو روئے زمین پر
سب سے بڑا فقیہ ہے۔

میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن زبان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے بصریو! تم مجھ سے زیادہ نیک و پارسا ہو، اور میں تم سے زیادہ فقیہ ہوں۔ اور ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل میں غوطہ زن رہنے والے شخص تھے۔

تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کریں:

محمد بن سعد کاتب سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن داؤد خرمی سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا، تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا، امام صاحب نے مسلمانوں کے لیے سنن و فقہ کی حفاظت فرمائی ہے۔

سب سے بڑے عالم:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ احمد بن محمد بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شداد بن حکیم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر زیادہ عالم کسی کو نہیں دیکھا۔ خطیب اسماعیل بن محمد فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام میں مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (جو اکابر شیوخ امام بخاری میں سے ہیں) اور ان سے اکثر ثلاثیات بخاری مروی ہیں) سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ امام صاحب ”اعلم اہل زمانہ“ تھے۔

صائب الرائے:

خطیب یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا

خدا ہم سے جھوٹ نہ بلائے ہم نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ صائب الرائے کسی کو نہیں سنا اور ہم نے ان کے بہت سے اقوال کو اختیار کیا ہے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ یحییٰ ابن سعید فتوے میں کوفیوں کے مذہب کو اختیار کرتے تھے۔ اور انہی کے اقوال میں سے کسی قول کو مختار ٹھہراتے تھے اور ان کے (اجتہاد) کو اپنے شاگردوں کے درمیان اتباع کرتے تھے۔

فائدہ از مترجم:

”خلاصۃ تذهیب التہذیب“ میں ہے کہ امام یحییٰ بن سعید قطان بصری حافظ الحدیث اور ائمہ جرح و تعدیل میں سے قابل حجت شخص تھے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ان کا ہم مثل نہیں دیکھا۔ محمد بن بشار فرماتے ہیں امام یحییٰ بن سعید امام اہل زمانہ تھے۔ لہذا ان دونوں حضرات کے شواہد سے معلوم ہوا کہ امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ائمہ محدثین میں سے ایک جلیل القدر امام اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ میں سے قابل حجت شخص ہیں وہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال و اجتہاد کو اپنا مذہب مختار گردانتے تھے۔

(غفرلہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

حضرت خطیب ربيع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فرزندگی میں ہیں۔ اور یہی خطیب بغدادی حرمہ بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمام لوگ ان پانچ شخصوں کی فرزندگی میں ہے لہذا جو فقہ میں تجری اور مہارت کا ارادہ کرتا ہے وہ امام ابو

حنیفہ اعظم رضی اللہ عنہ کی فرزندگی میں ہے، کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ان اشخاص میں سے ہیں جن کے لیے فقہ میں موافقت تھی۔ اور جو شعر گوئی میں ملکہ چاہتا ہے، وہ زہیر بن ابی سلمیٰ کی فرزندگی پر ہے اور جو مغازی میں کمال علم کا خواست گار ہے وہ محمد بن اسحاق رضی اللہ عنہ کی فرزندگی پر ہے۔ اور جو علم نحو میں مہارت چاہتا ہے، وہ امام کسائی نحوی رضی اللہ عنہ کی فرزندگی میں ہے اور جو تفسیر قرآن میں کمال دستری کا خواہاں ہے، وہ مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ کی فرزندگی میں ہے۔

ایک رکعت میں ختم قرآن:

خطیب بغدادی، حماد بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حفظ قرآن کے بعد چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے اور عام راتوں میں دستور تھا کہ نماز کی پہلی رکعت میں پورا قرآن تلاوت کرتے تھے۔ اور اس میں ان کی گریہ و زاری ایسی سنائی دیتی تھی کہ ہمسائے ان پر ترس کھا جاتے تھے اور جس مقام پر انہوں نے انتقال فرمایا اس جگہ ستر ہزار مرتبہ قرآن کریم حافظہ سے ختم فرمایا ہے۔

خطیب بغدادی، امام حماد بن امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب میرے والد ماجد امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی تو مجھ سے حسن ابن ابی عمارہ نے آپ کو غسل دینے کی اجازت مانگی، چنانچہ انہوں نے غسل دے کر کہا ”یرحمک اللہ و غفرلک“ آپ نے تیس سال سے نہ تو افطار کیا اور نہ چالیس سال سے راتوں میں داہنے ہاتھ کو تکیہ تک بنایا۔ یقیناً آپ نے بعد والوں کو مشقت میں ڈال دیا اور قراء قرآن کو (جو راتوں کو سوتے ہیں) رسوا کر دیا۔

شب بیداری:

خطیب بغدادی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں (اپنے استاد) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص کو دوسرے سے کہتے سنا کہ یہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو رات کو سوتے نہیں ہیں امام صاحب نے فرمایا خدا کی قسم! میرے متعلق ایسی بات نہ کہو جسے میں کرتا نہیں ہوں۔ حالانکہ آپ رات کو نماز دُعا اور گریہ و زاری سے زندہ رکھتے تھے۔

خطیب بغدادی حفص بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے مسعر بن کدام کو کہتے سنا ہے کہ ایک رات میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے میں نے اس کی قرأت کو غور سے سنا یہاں تک کہ قرآن کا ساتواں حصہ ختم کر لیا۔ پھر میں نے گمان کیا کہ شاید اب رکوع کریں مگر اس نے آگے پڑھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ تہائی پھر نصف تک پورا ہو گیا وہ شخص برابر قرأت میں مصروف رہا یہاں تک کہ ایک رکعت میں مکمل قرآن ختم کر لیا۔ اس کے بعد جب میں اس پر نظر ڈالی تو پتہ چلا یہ تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

خطیب بغدادی خارجہ بن مصعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ایک رکعت میں ختم قرآن چار اماموں نے کیا ہے۔ (۱) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۲) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ (۳) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ (۴) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ خطیب یحییٰ بن نصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بسا اوقات ماہ رمضان مبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ورع اور تقویٰ:

خطیب بغدادی حبان بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا میں نے

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب میں کوفے میں آیا تو میں نے لوگوں سے سب سے متورع اور پارسا شخص کے بارے میں پوچھا وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

تمام قیمت خیرات کر دی:

خطیب علی بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حفص ابن عبد الرحمن تجارت میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شریک تھے آپ نے کچھ سامان تجارت دے کر ان کو بھیجا اور انہیں بتا دیا کہ فلاں کپڑے کے تھان میں عیب ہے لہذا جب تم فروخت کرو تو بتا دینا۔ چنانچہ حفص نے وہ تمام مال فروخت کر دیا اور اس عیب کو بتانا خریدار کو بھول گئے اور یہ بھی نہ جانتے تھے کہ وہ تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے مال تجارت کی تمام رقم کو صدقہ کر دیا۔

خطیب حامد بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متورع کسی کو نہیں دیکھا۔

خطیب عبید اللہ بن عمروتی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ابن ہبیرہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کوفہ کی قضاء کے بارے میں گفتگو کی تو آپ نے ان سے انکار فرما دیا۔

اور یہ بھی خطیب مغیث بن بدیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا خارجہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ وقت منصور نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم عطا کرنے کی پیشکش کی اور انہیں اس کے لینے کے لیے بلایا تو انہوں

نے مجھ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا، یہ شخص ایسا ہے کہ اگر میں اسے نہ لوں، تو وہ غضبناک ہو جائے گا، اور اگر پیشکش کو قبول کر لوں، تو وہ میرے دین میں دخل انداز ہو جائے گا، جسے میں ناپسند کرتا ہوں، اس پر میں نے کہا آپ کے سامنے ایک عظیم رقم کی پیش کش ہے، جب وہ آپ کو اسے لینے کے لیے بلائے، تو آپ فرمادیں کہ میں امیر المؤمنین سے کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ کو بلایا گیا کہ اسے آکر قبول فرمائیں، تو آپ نے یہی جواب دیا۔ جب خلیفہ کے پاس خبر پہنچی، تو اس نے آپ کو قید کر دیا۔ خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ امام صاحب اپنے کسی معاملہ میں میرے سوا کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے۔

سب سے زیادہ افضل اور متورع:

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، محمد بن عبد الملک دیقی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۶ھ از کبار شیوخ بخاری و اصحاب الصحاح الستہ) سے سنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں، لیکن کسی کو بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عاقل، افضل اور متورع نہیں پایا۔ (مقام غور ہے کہ حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ مشہور حفاظ حدیث کے چوٹی کے افراد میں سے ہیں، وہ آپ کی کیسی مدح فرماتے ہیں اور اپنے زمانہ کے تمام اکابر علماء اعلام سے افضل و بلند کہتے ہیں۔)

سب سے مکرم:

خطیب، محمد بن عبد اللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص تھے کہ جن کی فراست ان کی گفتگو چلنے اور آنے جانے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اور یہی خطیب، حجر بن عبد الجبار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

نے فرمایا، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مجلسوں میں مکرم نہیں دیکھا، اور نہ اپنے ساتھیوں، شاگردوں کا اعزاز و اکرام کرتے ہوئے ان سے بڑھ کر دیکھا۔

ایک رافضی کی موت:

خطیب بغدادی، حضرت اسماعیل بن حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، ہمارے پڑوس میں ایک پسہار رافضی رہتا تھا، اس کے دو خچر تھے ایک کو ابو بکر اور دوسرے کو عمر کے نام سے پکارتا تھا، ایک رات اس نے ایک کے برچھا مارا، اور وہ مر گیا، جب اس کی خبر امام صاحب کو ہوئی، فرمایا دیکھو اس نے جس خچر کو برچھا مار کر ہلاک کر دیا، وہ اسے عمر پکارتا تھا۔ چنانچہ جب لوگوں نے جا کر دیکھا، تو ایسا ہی تھا۔

مذمت کرنے والے سے حسن سلوک:

خطیب، سلیمان بن ابی سلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مساور الوراق (شاعر) نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں کچھ اشعار کہے۔ پھر جب امام صاحب کی اس سے ملاقات ہوئی، فرمایا تو میری مذمت میں کچھ اشعار کہے مگر میں تجھ سے راضی ہوں، اور اس کے بعد کچھ درہم اس کے پاس بھیج دیئے، پھر اس نے کہا:

اذا ما اهل مصر ما دھونا

اتینا ہم بمقیاس صحیح

اذا سمع الفقیہ بہ حواہ

ترجمہ: جب اہل شہر پر ذلتیں دراز ہو جائیں، اور باریک و لطیف فتاویٰ

سے ڈرنے لگیں تو ہم تمہارے سامنے صحیح معیار پیش کرتے ہیں، جو

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے طریقہ سے بھی سخت تر ہے جب کوئی

فقہ کسی معروضات کو سنتا ہے، تو جہاں اسے وہ اپنے صحیفوں میں لکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار:

خطیب محمد بن احمد بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مجھ سے میرے دادا نے کہا ہے کہ میرے کچھ ساتھیوں نے میرے پاس حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار لکھ کر بھیجے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی انہوں نے مدح و تعریف کی ہے۔

یزید تبالة و یزید خیراً	رأیت ابا حنیفہ کل یوم
اذا ما قال اهل الجور جوراً	وینطق بالصواب و یصطفیہ
فمن ذا یجعلون له نظیراً	یقایس من یقایسہ بلب
مصیبتنا بہ امرأ کبیراً	کفانا فقه حماد و کانت
و ابدی بعدہ علماً کثیراً	فرد شماتة الاعداء عنا
و یطلب علمہ بحراً غزیراً	رأیت ابا حنیفہ حین یؤتی
رجال العلم کان بہا بصیراً	اذا ما المشکلات تدافعہا

ترجمہ: ہر دن یہی دیکھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ فہم و خیر کی زیادتی میں ہی ہیں۔ وہ صحیح اور درست بات ہی فرماتے ہیں جبکہ ظالم لوگ ظلم کی بات کرتے ہیں۔ قیاس کرنے والا تو عقل ہی کے ذریعے قیاس کرتا ہے، تو کون ہے جو ان کا نظیر بن سکے، ہمیں صرف امام حماد کا فقہ ہی کافی ہے، ہماری اگرچہ مصیبتیں بہت زیادہ ہیں۔ دشمنوں کے استہزاء کو دور کر کے، ہم نے ان کے بعد علم وافر پھیلایا۔ میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے جب وہ

دینے پر آتے اور کوئی ان سے طلب علم کرتا تو وہ بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ جب انہوں نے ہماری تمام مشکلیں دور کر دیں، تو شائقینِ علم نے ان کو صاحبِ بصیرت مانا۔“

جاہل ہی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ سے حسد کرتے ہیں:

خطیب بغدادی، امام ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عام لوگ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جاہل اور ان سے حسد کرتے ہیں۔

انہی سے یہ بھی منقول ہے کہ لوگ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں حاسد اور جاہل ہیں۔ اور ان میں سے وہ لوگ میرے نزدیک اچھے ہیں جو امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات سے ناواقف جاہل ہیں۔

ہم سے پہلے بھی صاحبِ فضیلت پر حسد کیا گیا:

خطیب بغدادی، بروایت امام عبدالعزیز بن ابی داؤد کعب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو ان کو میں نے متفکر اور پریشان دیکھا، مجھ سے فرمایا کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا امام شریک کے پاس سے اور میں نے خیال کیا شاید آپ کے پاس کوئی بری خبر پہنچی ہے، پھر آپ نے سراٹھا کر یہ اشعار فرمائے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائم ہم
قبلی من الناس اهل الفضل قد حسدوا
فدام لی ولهم مابی وما بہم
ومات اکثرنا غظاً بہا مجدوا

ترجمہ: اگر وہ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں ان کو ملامت نہیں کرتا، مجھ سے پہلے اہل فضیلت پر بھی حسد کیا گیا ہے وہ اور کریں اور اپنے اپنے کاموں میں ہمیشہ رہیں، ہم میں سے بہت غصہ میں مر جائیں گے مگر وہ نہ پاسکیں گے جسے وہ چاہتے ہیں۔

ان کے مقابلہ میں کوئی نہیں:

خطیب بغدادی، احمد بن عبد اللہ قاضی رے سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن ابی عائشہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہاں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو چل پڑی، ان میں سے کسی نے کہا ہم انہیں کچھ نہیں سمجھتے، تو انہوں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے، تو ان کے گرویدہ ہو جاؤ گے، میں ان کے مقابلہ میں نہ تو تمہیں اور نہ کسی اور کو کچھ سمجھتا ہوں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا

اقلو علیہم ویلکم لا ابالکم

من اللوم او سدو المكان الذی سدوا

ترجمہ: ان میں سے بہت کم ہو گئے تمہارے لئے ہی خرابی ہے، مگر مجھے ملامت کی کوئی پروا نہیں، یا درست کرنے والا جہاں کہیں بھی ہو۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ اخذ مسائل کا طریقہ:

خطیب بغدادی، یحییٰ بن ضریس سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے حضرت سفیان سے سنا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں، پھر اگر مجھے اس میں مسئلہ نہیں ملتا تو سنت رسول اللہ ﷺ میں تلاش کرتا ہوں، پھر جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں دستیاب نہیں ہوتا، تو میں آپ کے اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال

کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، لیکن میں ان میں کسی قول کے قول سے باہر نہیں جاتا اور کسی اور کی طرف نظر نہیں ڈالتا پھر جب مسئلہ مکمل ہو جاتا، تو اسے حضرت ابراہیم، امام شعبی، امام ابن سیرین، امام حسن، امام عطاء ابن المسیب (رضی اللہ عنہ) وغیرہ چالیس مجتہدین کے سامنے رکھا جاتا، وہ اسی نہج پر غور و فکر اور اجتہاد فرماتے۔“

صفت علم سے ہمکنار:

ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسر و بلخی رضی اللہ عنہ اپنی مسند کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ محمد بن سلمہ کہتے تھے کہ خلف بن ایوب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صفت علم سے نوازا، پھر آپ نے اپنے صحابہ کو اس سے سرفراز کیا، پھر وہ تابعین میں منتقل ہوا، اس کے بعد اب علم سے امام ابو اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے تلامذہ بہرہ ور ہیں۔ اور یہی ابو عبد اللہ محمد بن حفص سے بروایت حسن بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حدیث پاک ”لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم“ (اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ علم خوب غالب نہ ہو جائے) کی تفسیر میں اپنی کتاب ”تفسیر الآثار“ میں بیان کیا کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم ہے۔

اوصاف امام اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن منصور رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ (حنفی المتوفی بمکہ ۱۸۷ھ) کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مرد فقیہ، معروف بالفقہ، مشہور بالورع تھے، وافر مال و دولت رکھنے والے اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ اور رات دن تعلیم علم میں منہمک و مصروف رہتے تھے، عمدہ رات گزارنے والے اور خاموش طبع، اور کم گو

تھے یہاں تک کہ مسئلے کے جواب میں صرف یہ حلال ہے یا حرام فرماتے (یعنی طویل اور بے معنی گفتگو و تحریر سے بچتے تھے) آپ خدا کی راہ میں خوب خرچ کرتے اور بادشاہ کے مال و تحفے سے دور بھاگتے۔ اور جب ان کے سامنے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بیان کر دی جاتی تھی وہ اس کا اتباع کرتے تھے خواہ وہ حدیث بوساطت صحابہ ہو یا تابعین، ورنہ وہ قیاس و اجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے۔

فقہ کو سمجھنے کے لیے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھا من ضروری ہے:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ابو عبید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو فقہ کو سمجھنا اور پہچانا چاہے اسے لازم ہے کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ان کے ہی بچے ہیں۔

بلاشبہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ابرار میں سے تھے:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کعب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، خدا کی قسم! امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عظیم الامانت تھے اور ان کے قاب مبارک میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس کی کبریائی بھر پور تھی اور وہ ہر شے پر رضائے الہی کو غالب رکھتے تھے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کو تلواروں کی باڑھ پر اٹھایا جاتا تو یقیناً اٹھنا گوارا کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور حق تعالیٰ اور اس کے بندے اس پر راضی ہوں بلاشبہ وہ ابرار میں سے تھے۔

فقہ کے بارے میں لوگ خواب غفلت میں تھے:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ حسن بن حارث سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے

فرمایا کہ میں نے نظر بن شمیل کو کہتے سنا ہے کہ لوگ فقہ کے معاملہ میں خوابِ غفلت میں تھے یہاں تک کی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اس سے بیدار کیا اور فقہ کو خوب واضح نکھار کر بیان فرمایا۔

شاگردوں سے حسن سلوک:

حضرت ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کو حلقہ باندھے دیکھا ہے اور طلباء کے درمیان آپ تشریف رکھتے ہوئے وہ آپ سے سوال کرتے اور آپ ان کو سمجھاتے ہوتے تھے۔ میں نے آپ سے بڑھ کر فقہ میں گفتگو کرتے کسی کو نہ دیکھا۔

احباب سے حسن سلوک:

حضرت ابو عبد اللہ ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوش رو، خوش لباس، پاکیزہ، حسن مجلس، خوب عزت کرنے والے اور اپنے ہم جلسیوں سے بہترین انس و محبت کرنے والے بزرگ تھے۔

سب سے زیادہ حدیث کی شرح کرنے والے:

حضرت ابو عبد اللہ عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں معمر کے پاس تھا کہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو میں نے معمر کو کہتے سنا کہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہترین کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں عمدہ گفتگو کرے اور اس کا اجتہاد وسیع ہو از روئے فقہ حدیث کی تشریح کرتا ہو ان کی معرفت سب سے عمدہ تھی اور امام صاحب کی مانند کسی کو زیادہ مہربان نہ دیکھا کہ جو اللہ تعالیٰ کے دین میں شک کا کچھ حصہ بھی رہنے دے۔

ناواقف ہی بدگوئی کرے گا:

امام عبداللہ بشرین حارث سے روایت کرتے ہیں کہ ابن داؤد کو یہ فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بدگوئی نہیں کر سکتا بجز ان دو شخصوں کے یا تو وہ ان کے علم سے حسد کرنے والا ہوگا یا ان کے علم سے جاہل و ناواقف ہوگا اور ان کے تجربہ علمی سے نادان ہوگا۔ بلاشبہ ابو معاویہ فرید (ناہینا) کو فرماتے سنا کہ میں ہارون رشید کے پاس تھا کہ مجھے کچھ شیرینی کھلائی گئی پھر تشت و پانی لایا گیا اور میرے ہاتھوں کو پانی سے دھلایا گیا اس کے بعد امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو کس نے آپ کے ہاتھوں کو پانی ڈالا ہے؟ تو میں نے کہا اے امیر المومنین نہیں! (کیونکہ ناہینا ہوں)۔ امیر المومنین نے کہا میں نے آپ کے علم و فضل کی بزرگی کی وجہ سے خود پانی ڈالا ہے۔ تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ تیری عزت کرائے جس طرح تو نے علم کی عزت افزائی کی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کس طرح بیان کرتے:

بشر بن موسیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابو عبد الرحمن مقلدی ہم سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مروی کسی حدیث کو بیان کرتے تو ہم کہتے ”حدثنا شاہنا“ یعنی ہمارے بادشاہ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی۔

حصول علم:

ابن ابی اویس سے مروی ہے کہا میں نے ربیع کو فرماتے سنا ہے کہ ایک دن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خلیفہ منصور کے پاس پہنچے ان کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے تو خلیفہ منصور نے آپ کا تعارف کراتے ہوئے کہا آج دنیا میں عالم یہ شخص ہے۔ اس

کے بعد امام صاحب کی طرف متوجہ ہو کر دریافت کیا، اے نعمان! آپ نے کس سے علم حاصل فرمایا ہے؟ فرمایا، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے، اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے، اور ان سے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر روئے زمین پر عالم تھے۔ اس پر خلیفہ منصور نے کہا ”یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا اعتماد فرمایا ہے۔“

وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں:

یحییٰ الحممانی سے مروی ہے، کہا میں نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے حضرت سفیان ثوری سے دریافت کیا، اے ابو عبد اللہ! کیا وہ باتیں بعید از قیاس نہیں ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دشمن سے ان کے پس پشت غیبت کرتے ہوئے سنتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا صحیح ہے، خدا کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ ان کی نیکیوں کو کوئی کم نہیں کر سکتا، البتہ وہ اپنی نیکیاں مٹاتے ہیں۔

متکلمین کے سردار:

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا میں نے امام حسن بن عمارہ کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھامے دیکھا ہے، اور وہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم! میں نے مسائل فقیہ میں ان سے زیادہ کسی کو بلیغ گفتگو فرماتے نہیں پایا، اور نہ ان سے بڑھ کر مختصر کسی کا جواب دیکھا۔ بلاشبہ یہ اپنے زمانے میں بلا نزاع متکلمین کے سردار ہیں۔ جو کوئی ان کی بدگوئی کرتا ہے، وہ حسد ہی سے کرتا ہے۔

درس و تدریس اور شب بیداری:

معمر بن کدّام سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد

میں آیا، تو آپ کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا، اس کے بعد وہ طلباء کو پڑھانے وہی بیٹھ گئے اور نماز ظہر تک وہی پڑھاتے رہے، اس کے بعد عصر تک پڑھایا، پھر مغرب تک۔ جب مغرب کی نماز پڑھ چکے، تو اس انتظار میں تشریف رکھی کہ نماز عشاء ادا کر دی جائے۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں کہ اپنے اس شغل میں کبھی عبادت سے فارغ ہی نہیں ہوتے اور نہ یہ تھکتے ہیں۔ پھر بعد عشاء جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے، تو آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی، اس کے بعد وہ اپنے گھر میں تشریف لے گئے، لباس تبدیل کر کے پھر مسجد میں تشریف لے آئے اور صبح کی نماز پڑھی، پھر طلباء کو ظہر تک پڑھایا، پھر عصر تک، پھر مغرب تک، پھر عشاء تک۔ اس وقت میں نے دل میں خیال کیا، یہ عجیب بزرگ ہیں، اب رات بھی یونہی گزار دیں گے، اور رات بھی انہیں تھکا نہ سکے گی۔ پھر جب نماز عشاء کے بعد لوگ چلے گئے، تو نماز کیلئے کھڑے ہو گئے، اور گذشتہ شب کے مطابق عمل کیا، پھر جب صبح صادق ہوئی تو اسی طرح گھر میں لباس تبدیل کر کے مسجد میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھی، اور اس کے بعد گذشتہ دونوں دنوں کی طرح پڑھایا، یہاں تک کہ جب آپ نے نماز عشاء پڑھی، تو میں نے دل میں خیال کیا، بلاشبہ یہ بزرگ اس رات کو بھی اسی طرح نماز میں گزار دیں گے جس طرح گذشتہ دونوں راتوں کو میں نے دیکھا ہے، اور رات بھی انہیں تھکا نہ سکے گی۔ چنانچہ آپ نے اس رات کو بھی ویسا ہی کیا، پھر جب صبح ہوئی تو حسب سابق عمل فرمایا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا، جب تک یا تو ان کا انتقال نہ ہو جائے یا میں نہ مر جاؤں۔ پھر انہوں نے مسجد میں مستقل اقامت کر لی۔ ابن ابی معاذ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسجد میں حضرت مسعر نے حالت سجدہ میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

آرام کرتے نہ دیکھا:

ابو الجوریہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا 'بلاشبہ میں نے حماد بن ابی سلیمان القمہ بن مرشد محارب بن دبار اور عون بن عبد اللہ کی صحبتیں بھی کی ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی حاضر ہوا ہوں، مگر ان میں سے کسی کو بھی امام صاحب سے زیادہ احسن طریق پر رات کو گزارنے والا نہ پایا۔ بلاشبہ میں نے امام صاحب کی خدمت میں چھ مہینے حاضری دی ہے، لیکن کبھی بھی کسی پہلو پر آرام کرتے نہیں دیکھا۔

احادیث پر عمل:

ابو حمزہ سکری سے مروی ہے، کہا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مل جاتی ہے تو پھر میں اس کے علاوہ کسی اور پر توجہ ہی نہیں کرتا، اور بے چون و چرا اسی پر عمل کرتا ہوں۔ اور جب کسی صحابی کی حدیث پہنچتی ہے تو ہم مختار ہوتے ہیں۔ اور جب کسی تابعی کی روایت ملتی ہے تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

مسائل فقہ میں غور و فکر کرنے والے:

ابو غسان سے بھی مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے اسرائیل کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سیدنا نعمان کتنے اچھے بزرگ تھے! جس حدیث میں کوئی مسئلہ فقہیہ کو تو وہ اس کی سب سے زیادہ محافظت کرنے والے اور اس میں خوب غور و خوض کرنے والے تھے۔ خلفاء و امراء اور وزراء ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور جو کوئی کسی مسئلہ فقہیہ میں ان سے مناظرہ کرتا، تو وہ اس کے اوپر غالب آ جاتے تھے۔ بلاشبہ

حضرت مسعر فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام صاحب اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رخنہ اندازی اور حائل ہونے کی کوشش کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ خوفِ خدا رکھتا ہے اور نہ اپنی جان پر احتیاط برتتا ہے۔

کم عقل شخص:

حارث بن ادریس سے مروی ہے انہوں نے کہا ابو وہب عامری فرماتے ہیں کہ اس کو کہہ دو جو موزوں پر مسح کرنے پر اعتقاد نہیں رکھتا، اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اعتراض کرتا ہے کہ وہ کم عقل ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب و تعظیم کرنا:

ابوبکر عیاش سے یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا، تو ہم ان کی تعزیت کرنے کے لیے حضرت سفیان کے پاس گئے، اس وقت ان کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی، ان میں حضرت عبد اللہ بن ادریس بھی تھے۔ اسی وقت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک جماعت کے ساتھ تعزیت کے لیے تشریف لائے، جس وقت حضرت سفیان نے آپ کو دیکھا، تو مجلس سے اٹھ کر تعظیم و خیر مقدم کے لیے آگے بڑھے اور عزت و احترام کے ساتھ اپنی جگہ لا کر بٹھایا، اور خود آپ کے آگے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (جب امام صاحب تعزیت کر کے تشریف لے گئے) تو میں نے کہا اے ابو عبد اللہ! (حضرت سفیان کی کنیت ہے) آج میں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا ہے جسے آپ ناپسند کرتے تھے، اور ہم لوگوں کو اس سے باز رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا، ایسا کونسا عمل تم نے دیکھا؟ میں نے کہا آپ کے پاس امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام فرمایا بلکہ ان کو اپنی جگہ پر بٹھا کر ادب و تواضع میں خوب مبالغہ فرمایا۔ حضرت

سفیان نے فرمایا میں نے اس کے لیے تو کبھی تمہیں منع نہ کیا، یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت اونچے مقام پر فائز ہے۔ اگر میں ان کے علم کے لیے ناکھڑا ہوتا، تو ان کی کبر سنی کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر کبر سنی کے لیے کھڑا نہ ہوتا، تو ان کے فقہ کے لیے کھڑا ہوتا۔ اور اگر فقہ کے لیے بھی کھڑا نہ ہوتا، تو ان کے تقویٰ اور ورع کے لیے کھڑا ہوتا۔ میں ان کے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔

احادیث رسول کے بارے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

نعیم بن حماد سے یہ بھی مروی ہے، انہوں نے فرمایا میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پہنچتی ہے، تو میرے سر آنکھوں پر۔ اور جب کسی صحابی کا قول ملتا ہے، تو ہم اسے اختیار کر لیتے ہیں، اور ان کے قول سے باہر نہیں جاتے، اور جب کسی تابعی کی بات پہنچتی ہے، تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

ماہ رمضان میں ساٹھ قرآن ختم کرتے:

علی بن یزید صدائی سے مروی ہے، انہوں نے کہا، میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ رمضان المبارک میں ساٹھ ختم قرآن کرتے تھے، ایک ختم رات کو اور ایک ختم دن میں۔

عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے:

ابی یحییٰ حمائی، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض تلامذہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام صاحب عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے تھے، اور رات میں نوافل پڑھنے کے لیے ریش مبارک میں کنگھی کر کے مزین فرماتے تھے۔

عمدہ فتویٰ دینے والے اور مشکل مسائل کا علم رکھنے والے:

کتاب حافظ ابو بکر محمد بن عمر جبالی (مشہور محدث ہیں) میں اسحاق ابن بہلول سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت شفیق بن عتیبہ کو فرماتے سنا ہے کہ میری آنکھوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

اسی کتاب میں بروایت عفان بن مسلم ہے، انہوں نے کہا میں نے حماد بن سلمہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے عمدہ و احسن فتویٰ دینے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت اسماعیل بن عیاش ہے، انہوں نے کہا میں نے امام اوزاعی (المتوفی ۱۵۰ھ) اور عمری کو فرماتے سنا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مشکل سے مشکل تر مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

اور اسی کتاب میں بروایت یزید بن ہارون ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے اچھا جانا میں فلاں فلاں مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لوں۔

حدیث سے فتویٰ دیتا ہوں:

”تاریخ بخارا“ میں بروایت غنجا راز علی بن عاصم ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر روئے زمین کی نصف آبادی کی عقلوں کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی عقل سے وزن کیا جائے، تو یقیناً ان کی عقل غالب وزن دار ہوگی۔

اور اسی کتاب میں بروایت نعیم بن عمر ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ میں نے ارشاد فرمایا، تعجب ہے کہ میرے بارے میں یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں قیاس اور رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، حالانکہ میں وہی فتویٰ دیتا

ہوں جو اثر (حدیث) میں ہو۔

وتروں میں قرآن کی ہر سورۃ کی تلاوت:

اور اسی کتاب میں بروایت اسد بن عمرو ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی سورۃ نہیں جس کی میں نے اپنے وتروں کی رکعت میں نہ قرأت کی ہو۔

فہم و فراست میں ممتاز:

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم علی بن حسین بن عبد اللہ شافعی سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم برہان نحوی کو کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو فہم و فراست سے نوازا ہے وہ مذہب کے اعتبار سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور فن نحو کے لحاظ سے خلیل ہیں، ان دونوں کی بکثرت روشن نشانیاں اور عاجز کرنے والی حکمتیں دیکھی ہیں، جن سے دل میں نورانیت حاصل ہوتی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حق کی راہ میں اور صدق کی شریعت پر خاص طور پر فائز کیا ہے۔

دین محمدی اور مذہب حنفیہ پر اعتقاد:

ابن خسرو بیان کرتے ہیں کہ مجھے قاضی ابوسعید محمد بن احمد بن محمد نے چند شعر سناتے ہوئے فرمایا، یہ اشعار استاذ الادب حضرت ابو یوسف یعقوب بن احمد بن محمد نے اپنے لیے موزوں فرمائے ہیں۔

یوم القیمة فی رضی الرحمن

حسبی من الخیرات ما اعادته

ثم اعتقادی مذہب النعمان

دین النبی محمد خیر الوری

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قیامت کے دن میرے اعمال نامہ میں یہ

نیکی کافی ہے کہ میں سید عالم خیر الوریٰ محمد رسول اللہ ﷺ کے
دین پر ہوں۔ اور امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر
میرا اعتقاد ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی:

خطیب صاحب اپنی کتاب ”المتفق و المفترق“ میں بروایت محمد بن ثابت
الاحول نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے اسید بن ابی اسید الحارثی سے سنا ہے کہ
میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی اور ان کے قیاس و اجتہاد پر تعجب کرتا
ہوں۔ بیان کرتے ہیں ایک دن حجام نے ایک بال کاٹا آپ نے فرمایا ایسے سفید
بال چن لو۔ حجام نے کہا اسے نہ چنوائیے ورنہ سفید بال اور زیادہ ہو جائیں گے۔ امام
صاحب نے فرمایا اگر سفید بال چننے سے زیادہ ہوں گے تو کالے بال چن لو تا کہ
کالے بال زیادہ ہوں۔

منصب قضاء سے انکار:

کتاب العقلاء کے مصنف (ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی المتوفی
۴۶۳ھ) بالاسناد محمد بن یحییٰ قسری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا خلیفہ
وقت منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ امام ثوری حضرت مسعر اور امام شریک (رضی اللہ عنہم) کو بلایا
تا کہ ان میں سے کسی کو منصب قضاة سپرد کرے۔ راستہ میں امام صاحب نے ان کو
مشورہ دیا کہ میں تو ایک حیلہ کروں گا اور اس بہانے سے خلاصی پا لوں گا اور مسعر
دیوانے بن جائیں تو وہ یوں اس سے بچ جائیں گے۔ اور سفیان بھاگ جائیں اور
شریک اسے قبول کر لیں۔ چنانچہ جب یہ حضرات خلیفہ کے سامنے پہنچے تو امام صاحب
نے فرمایا میں ایک مرد مولیٰ (عجمی) ہوں عربی نہیں ہوں اور اہل عرب اسے پسند نہیں

کریں گے مولیٰ (عجمی) کو ان پر مقرر کیا جائے اور اس کے علاوہ یہ بھی بات ہے کہ میں منصب قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا اگر میں اپنے اس کہنے میں صادق ہوں تو میں منصب قضی کے لائق نہیں اور اگر جھوٹا ہوں تو اے خلیفہ! تمہیں لائق نہیں کہ مسلمانوں کے خون اور ان کی عزت اور آبرو پر ایک جھوٹے کو مسلط کرو۔ اب رہے حضرت سفیان، تو ان کو راستہ میں ایک شخص ملا، وہ ضرورت پوری کرنے کے لئے چل دیئے، وہ شخص اس انتظار میں رہا کہ حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئیں، انہوں نے ایک کشتی دیکھی، انہوں نے ملاح سے کہا اگر تو مجھے کشتی میں سوار کر کے بچا سکتا ہے، تو بچا دے ورنہ میں ذبح کر دیا جاؤں گا۔ اور یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بموجب فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے قاضی بنا دیا گیا، گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا تو ملاح نے دریچے کے پیچھے چھپا دیا، اب رہے حضرت مسعر، تو انہوں نے منصور کے سامنے جا کر کہا، اے منصور! ہاتھ لا، تیری اولاد اور سواری کے جانور کیسے ہیں؟ اس پر منصور نے کہا اسے نکال دو، یہ تو دیوانہ ہے۔ اب صرف امام شریک رہ گئے، تو ان کی گردن میں یہ قلادہ ڈال دیا گیا، اس کے بعد امام ثوری کو چھوڑ دیا اور کہا، اگر تم بھاگنا چاہو تو نہیں بھاگ سکتے۔

ہر بدعت سے بچو:

ابوالمظفر سمعانی "کتاب الانتصار" میں اور ابو اسمعیل ہروی "کتاب ذم الکلام" میں نوح الجامع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا، میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا "اعراض و اجسام" کے بارے میں جو لوگ بحث کرتے ہیں، ان میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا یہ فلسفیوں کی بحثیں ہیں، تمہیں صرف اثر (حدیث) اور طریقہ سلف پر قائم رہنا چاہیے ہر بدعت و اختراع سے بچو، کیونکہ یہ بدعت ہے۔

فضول بحث سے بچو:

ہردی محمد بن احسن سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید پر لعنت کرے کیونکہ اس نے لایعنی فضول کلامی بحثوں کا دروازہ لوگوں کے لیے کھولا ہے اور بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب ہم سے فقہ پر بحث فرماتے اور کلامی گفتگو سے ہمیں روکتے تھے۔

منصب قضاء سے انکار:

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عالم عامل زاہد متورع متقی کثیر الخشوع اور خدا کے حضور دائم التضرع تھے۔ منصور خلیفہ وقت نے ارادہ کیا کہ انہیں منصب قضاء پر مقرر کرنے آپ کے انکار پر خلیفہ نے قسم کھائی ضرور بالضرور ایسا کروں گا۔ اس پر امام صاحب نے بھی قسم کھائی ہرگز ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ خلیفہ کے حاجب ربیع ابن یونس نے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ امیر المومنین نے اس پر قسم کھائی ہے؟

امام صاحب نے فرمایا امیر المومنین مجھ سے زیادہ قادر رہے کہ وہ قسم کا کفارہ ادا کر سکیں۔

اور منصب قضاء قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا آپ فرماتے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کسی غیر اہل کو یہ منصب دے کر اپنی امانت کو ضائع نہ کرو اسی کو یہ منصب دو جسے خوف خدا ہو خدا کی قسم! میں رضامندی کا محافظ نہیں تو غضب و غصہ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہوں اور تم تو ایسے شخص کو قریب لاتے ہو جو تمہاری ہاں میں ہاں ملائے اور ہر حال میں تمہاری تکریم کرنے اور میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا اس پر خلیفہ نے کہا آپ جھوٹ کہتے ہیں آپ اس کی اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے

خلیفہ! اپنے دل سے فیصلہ لو تمہارے لیے یہ کب حلال ہے کہ اپنی امانت پر ایسے شخص کو متولی بناؤ جو جھوٹا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ امام صاحب وجیہ اور خوش روتھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ بہت دراز قد تھے۔ یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں میرے نزدیک قرأت قرأت حمزہ اور فقہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ ہے اسی پر میں نے لوگوں کو پایا ہے۔

خاموش طبع:

جعفر ابن ربیع فرماتے ہیں کہ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پچاس سال خدمت میں گزارنے میں نے آپ سے بڑھ کر خاموش طبع نہیں دیکھا۔ جب کوئی آپ سے فقہ کا مسئلہ دریافت کرتا تو سلسلہ کلام شروع فرماتے، گویا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور اسے غور سے سنتا اور کلام کے اوتار چڑھاؤ کو دیکھتا۔

ہمسایہ سے حسن سلوک:

عبداللہ بن رجاء بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا۔ جو تمام دن تو محنت و مزدوری کرتا اور رات گئے گھر میں گوشت یا مچھلی لے کر آتا پھر اسے بھونتا اس کے بعد شراب پیتا جب شراب کے نشہ میں دھت ہو جاتا تو وہ اونچی آواز میں یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا۔

اضا عونی داعی فتی اضا عوا

لیوم کریہة و سداد ثغر

ترجمہ: انہوں نے مجھے ضائع کر دیا اے جوانو! اسے ضائع کر دو۔ جو دن

بہر سختیاں جھیلی ہیں اور اپنی سرحدوں کو درست کر لو۔

پھر وہ شراب پیتا رہتا اور یہ شعر پڑھ کر غل مچاتا رہتا یہاں تک اسے

نیند گھیر لیتی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ روزانہ اس کی آواز سنا کرتے تھے اور خود تمام رات نماز

میں مشغول رہتے ایک رات اس ہمسایہ کی آواز نہ سنی صبح اس کے بارے میں استفسار فرمایا بتایا گیا ہے کہ اسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اور وہ قید میں ہے۔ امام صاحب نے فجر کی نماز پڑھی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے اذن طلب کیا۔ امیر نے حکم دیا احترام کے ساتھ لے کر آؤ اور ان کی سواری کی لگام پکڑ کر فرش شاہی تک لے کر آؤ اترنے نہ دینا تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور امیر ہمیشہ ان کے لیے اپنی مجلس میں وسعت دیتا تھا۔ امیر نے دریافت کیا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا میرا ایک ہمسایہ موچی تھا جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے۔ اے امیر المؤمنین! اس کی آزادی کا حکم فرمائیے۔ عرض کیا ضرور اور پھر حکم دیا ہر اس قیدی کو جو آج کے دن تک پکڑا گیا ہے۔ سب کو آزاد کر دیا جائے۔ اس کے بعد امام صاحب سواری پر سوار ہو کر چل دیئے اور ہمسایہ موچی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امام صاحب نے اس سے فرمایا اے نوجوان! ہم نے تجھے بہت تکلیف دی ہے۔ اس نے عرض کیا نہیں! بلکہ آپ نے میری حفاظت فرمائی اور میری سفارش کی اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء دے آپ نے ہمسایہ کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ پھر اس نے توبہ کر لی اور دوبارہ اس نے وہ حرکتیں نہ کیں۔

ہمسفروں کی خدمت:

حضرت عبداللہ ابن مبارک بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی راہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ہمراہیوں کے لئے ایک فریبہ جانور بھونا لوگوں نے خواہش کی کہ اسے سرکہ سے کھایا جائے مگر کوئی برتن اتنا بڑا نہ ملا جس میں سرکہ ڈالا جاسکے سب پریشان تھے تو دیکھا کہ امام صاحب نے ریت میں ایک گڑھا کھودا اور اس پر دسترخوان (غالباً چرمی ہوگا) کو بچھایا اور اس میں سرکہ ڈال دیا۔

اس طرح سب نے بھنے گوشت کو سرکہ کے ساتھ کھایا۔ آپ کا علم ہر معاملہ میں بہترین ہے۔ پھر فرمایا تم سیر و سیاحت کو لازم کر لو اس قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود الہام فرمادیتا ہے۔

خلیفہ کے دربار میں مخالف کو جواب:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو جعفر منصور خلیفہ وقت نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اس وقت ربیع نے جو کہ منصور کا حاجب تھا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عداوت رکھتا تھا، خلیفہ منصور نے کہا، اے امیر المؤمنین! یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جد حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ جب کوئی قسم کھائے پھر اس کے ایک دن یا دو دن بعد استثناء کر لے تو جائز ہے! امام صاحب نے فرمایا، ایسا استثناء جائز نہیں، البتہ جو استثناء قسم کے ساتھ متصل ہو وہ جائز ہے۔ پھر فرمایا، اے امیر المؤمنین! یہ ربیع گمان رکھتا ہے کہ آپ کے لشکریوں کی گردن پر آپ کی بیعت نہیں ہے۔ منصور نے پوچھا، یہ کیسے؟ فرمایا، آپ کے سامنے تو اطاعت پر قسم کھا جاتے ہیں، پھر گھر جا کر پلٹ جاتے ہیں اور استثناء کر کے اپنی قسموں کو باطل کر دیتے ہیں۔“ اس پر منصور ہنسا اور ربیع سے کہا، اس نے جھگڑا نہ کیا کرو۔ پھر جب امام صاحب واپس تشریف لے گئے تو آپ سے ربیع نے کہا، آپ میرا خون بہانا چاہتے تھے؟ امام صاحب نے فرمایا، تم بھی تو میرا خون بہانے کے درپے تھے میں نے اپنے آپ کو بچایا ہے۔

ابو العباس طوسی، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا اور امام صاحب اس بات کا علم رکھتے تھے۔ امام صاحب جس وقت منصور کے پاس پہنچے وہاں اور بہت سے لوگ بھی تھے تو طوسی نے کہا، آج میں امام صاحب کو قتل

کراؤں گا۔ پس آپ کے قریب آ کر اس نے کہا، اے امام ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ)! امیر المؤمنین نے کسی کو قتل کرانے کے لیے جلاد کو بلایا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کس کی گردن اڑائیں گے؟ امام صاحب نے فرمایا، اے ابو العباس! امیر المؤمنین حق کے بدلے میں قتل کرائیں گے یا باطل کے بدلے میں؟ اس نے کہا حق کے بدلے میں۔ فرمایا، حق کو نافذ کر دو، خواہ وہ کوئی بھی ہو، اس کے بارے میں تو نہ پوچھ۔ پھر امام صاحب نے اپنے قریبی ہم نشین سے فرمایا، یہ شخص مجھے بھگانا چاہتا تھا تا کہ پکڑوا سکے۔

قتدیل ساری رات جلتی رہی:

یزید بن کسیت بیان کرتے ہیں کہ آخری نمازِ عشاء کی جماعت میں علی بن حسین نے سورۃ ”اذا زلزلت“ کی قرأت کی اور امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) ان کی اقتدا میں تھے جب سب لوگ نماز پڑھ کر جا چکے تو میں نے امام صاحب کی طرف نظر کی، تو دیکھا کہ وہ متفکر بیٹھے ہوئے ہیں اور گہرا سانس لے رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا میں اٹھ کر چلا جاؤں تا کہ آپ کا دل میری طرف مشغول نہ ہو۔ جب میں جانے لگا، تو قتدیل (لالین) میں نے رہنے دی، حالانکہ اس میں بہت تھوڑا سا تیل تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تو آپ فرما رہے تھے، ”اے وہ ذات! جو ایک ذرہ برابر نیکی کا اچھا بدلہ دیتا ہے اور اے وہ ذات! جو ذرہ برابر بدی کی سزا دیتا ہے اپنے بندہ نعمان کو دوزخ اور اس کی ہر ہڈائی سے نجات دے اور اسے اپنی رحمت کی وسعت میں داخل فرما۔“ پھر میں نے اذان دی، اس وقت دیکھا کہ قتدیل بدستور روشن ہے۔ پھر جب میں آپ کے قریب ہوا، تو فرمایا کیا تم قتدیل کو لے جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا، میں نے تو نماز فجر کی اذان بھی دے دی ہے۔ فرمایا، جو تم نے دیکھا اسے پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور بیٹھے رہے یہاں تک کہ نماز کی اقامت ہوئی اور ہمارے ساتھ

رات کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

تاریخ وصال:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸۰ھ میں ہوئی تھی اور ایک قول یہ ہے کہ ۶۱ھ میں ہوئی تھی لیکن اصح قول پہلا ہی ہے۔ اور ماہ رجب میں رحلت فرمائی اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۰ھ کے ماہ شعبان میں اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۵۰ھ میں اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۵۱ھ میں کسی نے کہا ۱۵۳ھ میں وصال فرمایا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ جس رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اسی رات آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وفات بغداد شریف میں ہوئی اور مقبرہ خیزران میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ کا مزار شریف ہے اور لوگ زیارت کرتے ہیں۔ (مقدمہ ہدایہ میں ہے کہ جب امام صاحب کو موت کا احساس ہوا تو آپ سجدہ میں ہو گئے اور سجدہ ہی کی حالت میں وصال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ تابعیہ) یہاں تک ”تاریخ ابن خلکان“ کی عبارت تھی جو ختم ہوئی۔

حافظ جمال الدین المزی نے ”التہذیب“ میں اتنا زیادہ کیا کہ آپ کی نماز جنازہ چھ مرتبہ ہوئی اور اژدحام کی زیادتی کی وجہ سے نماز عصر تک آپ کو دفن نہ کر سکے۔

عزت والی مجلس:

کتاب ”غایۃ الاختصار فی مناقب اربعة ائمة الا مصار“ میں بروایت حضرت عبداللہ ابن المبارک ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عزت و متانت والی مجلس کوئی نہ تھی۔ ایک دن ہم مسجد جامع میں بیٹھے ہوئے تھے چھت سے ایک سانپ امام صاحب کی گود میں گرا۔ آپ کے سوا سب لوگ بھاگ

کھڑے ہوئے مگر امام صاحب بجز اس کے کہ سانپ کو ہٹاتے تھے اپنی جگہ سے ہٹے تک نہیں۔

آنکھوں سے گریہ کے آثار:

سلمہ بن نسیب بیان کرتے ہیں کہ عبد الرزاق فرماتے تھے کہ میں جب بھی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا، تو آپ کے رخسار اور آنکھوں سے گریہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔

بجز چٹائی کے گھر میں کچھ نہ تھا:

سہیل بن مزاحم کہتے ہیں کہ ہم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے یہاں بجز چٹائی کے کچھ نہ دیکھا۔

امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سلف کی بے مثل یادگار تھے خدا کی قسم! روئے زمین پر اب ان کا ثانی کوئی نہیں۔

عذاب کے ذکر پر رونا:

یزید بن کمیت بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا کہ کسی شخص نے آپ سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشنے، اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تو نے کہا میں اس کے خلاف ہوں اور وہ خوب جانتا ہے، جب سے مجھے اس کی معرفت ہوئی ہے، اس کی خلاف ورزی نہیں کی ہے، میں اسے اس کی معافی کا ہی خواست گار ہوں اور اس کے عذاب سے خوف زدہ ہوں، پھر اس کے عذاب کے ذکر پر اتار روئے کہ آہ بھر کر بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد جب افاقہ ہوا، تو اس شخص نے کہا، مجھے اس کا حل بتائیے۔ فرمایا ہر وہ بات جسے نادان کہیں،

اور مجھ میں نہ ہو وہ میرے نزدیک حل ہے اور ہر وہ بات جسے اہل علم کہیں اور مجھ میں نہ ہو وہ میرے نزدیک حرج ہے۔ کیونکہ علماء غیبت وہ بدی کے طور پر ان کے بعد باقی رہتی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مذاکرہ:

وراد دردی بیان کرتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ ﷺ میں امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ دونوں مذاکرہ اور باہم افہام و تفہیم کر رہے تھے اور باہمی مسائل و اعمال مختلفہ اور دلائل متمسکہ میں ایک دوسرے کو خطا کار یا ملامت کے بغیر بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ دونوں اسی مجلس میں نماز فجر پڑھی۔

منصور بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مبارک کے پاس قادیہ میں تھے کہ ایک شخص کوفہ کا آیا اس نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کی۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن مبارک نے اس سے فرمایا خرابی ہو تیری! تو ایسے کی بدگوئی کرتا ہے جس نے پینتالیس سال کی ایک وضو سے نمازیں پڑھیں اور جس نے ایک رات میں دو رکعتوں میں پورا قرآن ختم کیا۔ میں جو فقہ کی تعلیم دیتا ہوں وہی ہے جو میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا ہے۔

سوید بن سعید المروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک

رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے۔

امام المسلمین ابو حنیفہ

کاتار الرموز علی الصحیفہ

ولا بالمغربین ولا بکوفہ

خلاف الحق مع حجج ضعیفہ

لقد زان البکار و من علیہا

باثار و فقہ فی حدیث

فما فی المشرقین له نظیر

رانت القامعین له سفاہا

ترجمہ: یہ کہ امام المسلمین ابو حنیفہ نے شہروں اور ان کے رہنے والوں کو

بلاشبہ مزین فرمایا اور حدیث کے آثار اور فقہ سے اس طرح باخبر فرمایا جس طرح قرآن میں رموز و آثار ہیں۔ تو آپ کا نہ تو دونوں مشرق مغرب میں کوئی نظیر ہے اور نہ کوفہ میں۔ میں نے بدگوئیوں کی بیوقوفیاں دیکھی ہیں کہ کمزور و ضعیف باتوں سے حق کے خلاف کرتے ہیں۔

شان میں منقبت:

ابو القاسم غسان بن محمد بن عبد اللہ بن سالم تمیمی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی منقبت میں کہتے ہیں۔

فاتی باوضع حجة و قیاس

وضع القیاس ابوحنیفہ کلہ

لما استبان ضیاء وہ للناس

والناس یبتعون فیہا قولہ

من عالم بالشرع و المقیاس

افدی الامام اباحنیفہ ذا التقی

فیما تحراہ بحسن قیاس

سبق الائمة فالجميع عیالہ

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس و اجتہاد کے تمام قاعدے وضع کر کے

خوب واضح حجت و قیاس کا ساتھ دیا ہے۔ اور لوگ آپ کے قول

کی پیروی کرتے ہیں؛ کیونکہ اس کی ضیاء لوگوں میں خوب روشن

ہو چکی ہے۔ ہر عالم دین اور صاحب فراست ملاقات کرتے ہی

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر فدا ہو جاتا ہے۔ بعد والے تمام ائمہ آپ کے

ہی عیال ہیں؛ جس مسئلہ میں بھی اجتہاد کیا خوب اجتہاد کیا۔“

کاش تو ساری رات عبادت کرتا:

مناقب ائمہ اربعہ کی ایک اور کتاب میں ہے کی کسی شخص نے کسی جگہ مال کو

دفن کیا پھر وہ اس جگہ کو بھو گیا، وہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض حال کیا، آپ نے فرمایا، یہ فقہ کا مسئلہ تو ہے نہیں، جس کا حل تجھے بتا دوں لیکن تو جا اور رات بھر صبح تک نماز پڑھ شاید تجھے دینہ کی جگہ یاد آ جائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور چوتھائی رات سے پہلے ہی جگہ یاد آ گئی۔ پھر اس نے آ کر امام صاحب کو اس کی خبر دی آپ نے فرمایا، تو جان لے کہ شیطان تجھے رات بھر عبادت میں مشغول نہیں رکھ سکتا تھا، اس نے جلد ہی تجھے یاد کر دیا۔ خرابی ہو تیری! بطور شکرانہ اپنی یہ رات تو عبادت میں صرف کرتا۔ بعضوں نے کہا ہے۔

الفقہ منا ان اردت تفقہاً
و اذ اذکرت ابا حنیفہ فیہم
و الجود و المعروف للمنتاب
خضعت له فی الرائے کل رقاب

ترجمہ: ہمارے فقہ کو اگر تم سمجھنے کا ارادہ کرو گے اور ہر صاحب عول۔ سخاوت و نیکی ہی پائے گا اور جب تم اس میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرو گے تو آپ کے اجتہاد پر ہر ایک کی گردنیں جھک جائیں گی۔

ابوالموفق بن احمد فرماتے ہیں۔

هذا مذهب النعمان خیر المذاهب
تفقہ فی خیر القرون مع التقی
کذا القمر الوضاع خیر الکواکب
فمذہبہ لا شک خیر المذاهب

ترجمہ: یہ نعمان بن ثابت کا مذہب بہترین مذہب ہے، جس طرح چاند خوب روشن ہے اور ستاروں سے بہتر ہے خیر القرون میں تقویٰ کے ساتھ فقہ مرتب ہوا، تو ان کا مذہب بلاشبہ بہترین مذہب ہے۔

بعضوں نے کہا۔

ایا جبلی نعمان ان حصا کما
لتحص و ما نحصى فضائل نعمان

ترجمہ: اے نعمان کے نزدیکی میرے پہاڑوں تمہاری کنکریاں شمار کی جا سکتی ہیں لیکن نعمان کے فضائل شمار نہیں ہو سکتے۔

علم شریعت کو مدون کرنے والے پہلے شخص:

مسند امام ابو حنیفہ کے جمع کرنے والوں میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مناقب میں یہ صفت منفرد و خاص ہے کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور ابواب میں تقسیم فرمایا۔ پھر اس کی پیروی امام مالک بن انس نے ”موطا“ کی تربیت میں فرمائی۔ امام صاحب سے پہلے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین علم شریعت کو نہ تو ابواب میں تقسیم کر کے رکھتے تھے اور نہ کوئی مرتب کتاب تھی، بلکہ وہ تو اپنے حافظہ کی قوت پر اعتماد رکھتے تھے۔ پھر جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ علم پھیلتا جا رہا ہے تو انہیں ضائع ہونے کا خوف ہوا، آپ نے اسے مدون کر کے ابواب میں تقسیم کیا۔ اور باب الطہارت سے شروع کیا۔ پھر باب الصلوٰۃ، پھر تمام عبادات، پھر معاملات، پھر کتاب کو وراثت پر ختم فرمایا۔ طہارت و صلوٰۃ سے ترتیب شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں، کتاب کی ترتیب کو وراثت پر ختم کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یہ انسان کی آخری حالت ہے۔ اور امام صاحب ہی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط کو وضع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

ابو سلیمان جرجانی فرماتے ہیں مجھ سے احمد بن عبد اللہ قاضی بصرہ نے فرمایا کہ ہم اہل کوفہ کے فقہ سے شروط کے مسائل دیکھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا علماء کے ساتھ انصاف زیادہ اچھا ہوتا ہے، اسے تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے وضع فرمایا ہے، اب اگر تم کمی بیشی کر کے حسین الفاظ لے آؤ تو اچھا ہے، لیکن انہی کے شروط کو دیکھتے ہو

حالانکہ اہل کوفہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قبل بھی تو شروط لاتے تھے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا ابھی زندگی کی قسم! حق کو تسلیم کرنا، باطل مجادلہ اور بے وجہ نزاع کرنے سے بہتر ہے۔

طبرانی 'معجم اوسط' میں 'بالاسناد' نقل کرتے ہیں کہ عبد الوارث بن سعید ہم سے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا، تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام ابن ابی لیلیٰ اور امام ابن شبرمہ سے ملا۔ میں نے امام صاحب سے سوال کرتے ہوئے کہا، آپ کس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیع کی اور کوئی شرط لگائی؟ فرمایا بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر امام ابن شبرمہ کے پاس گیا، ان سے بھی یہی سوال کیا، انہوں نے بتایا بیع بھی جائز ہے اور شرط بھی۔ پھر امام ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا، ان سے بھی یہی سوال کیا، فرمایا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ! عراق میں تین فقیہ ہیں اور تینوں ایک مسئلہ میں مختلف ہیں۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا جواب میں کہا۔ مجھ سے عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ بیع بھی باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا، انہیں اس کی خبر دی، فرمایا، میں نہیں جانتا دونوں نے کیا کہا مجھ سے ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اگر تم بریرہ کو خریدو تو اسے آزاد کر دینا، لہذا بیع جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ پھر میں ابن شبرمہ کے پاس آیا تو ان سے اس کی خبر دی۔ فرمایا میں نہیں جانتا دونوں نے کیا فرمایا، مجھ سے مسعر بن کدام از محارب ابن دثار از حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی خریدی اور اسے مدینہ پہنچانے کی

شرط کی۔ لہذا بیع بھی جائز اور شرط جائز۔

طبرانی "الاوسط" میں "بالا سناد" سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تشہد (التحیات) اور تکبیر اسی طرح تعلیم فرمائی، جس طرح ہمیں قرآن کی سورۃ تعلیم فرماتے تھے۔ طبرانی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت نہ وہب سے اور نہ بلال سے کسی نے نہیں روایت کی، اس سند کے ساتھ امام صاحب مفرد ہیں۔

اور طبرانی فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی عثمان نے ان سے ابراہیم نے ان سے اسماعیل نے ان سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان حماد بن سلیمان نے ان سے ابراہیم نخعی نے ان سے علقمہ بن قیس نے ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں۔

دعائے استخارہ:

اسی طرح سکھائی جس طرح سورۃ قرآن سکھاتے تھے۔ ارشاد فرمایا، جب تم میں کوئی استخارہ کرنا چاہے تو کہے:

اللهم انى استخيرك بعلمك و استقدرك بقدرتك و اسئلك من فضلك العظيم۔ فانك تقدر رولا اقد روتعلم ولا اعلم انت علام الغيوب۔ اللهم ان كان هذا الا مر خيراً لى فى دىنى و دنىائى و عاقبة امرى فقدرة لى و ان كان غير ذلك خيراً لى فاهد لى الخيرا حيث كان و اصرف عنى الشر حيث كان و ارضنى بقضائك

ترجمہ: "اے خدا! میں تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت سے مقدرت چاہتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا

ہوں تو ہی قادر ہے۔ میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو ہر پوشیدہ امر کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر یہ کام میرے دین و دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہے۔ تو اسے میرے لیے مقدر فرمادے اور اگر میرے لیے اس کے غیر میں بہتری ہے تو جہاں بھلائی ہو اس کی ہدایت فرمادے اور جہاں بُرائی ہو اس سے مجھے پھیر دے اور مجھے اپنی قضاء و قدر کے ساتھ راضی بنا دے۔“

خطیب ”المتفق و المفترق“ میں بروایت ابن سوید حنفی نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا، کیونکہ آپ میرے لیے عزت و کرم والے تھے کہ آپ کے نزدیک غلبہ اسلام کے بعد جہاد کی طرف نکلنے یا حج کرنے میں سے کون سا محبوب ہے؟ فرمایا، غلبہ اسلام کے بعد جہاد کرنا چپاس حج سے زیادہ افضل ہے۔

تمت و الحمد لله وحده و حسبنا الله و نعم الوكيل

ولاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

بمبہ و کرمہ تعالیٰ جل اسمہ آج مورخہ ۱۱۔ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۳

فروری ۱۹۶۵ء رسالہ مبارکہ ”تبیيض الصحيفه في مناقب الامام ابى حنيفه“ مؤلفہ

العلامۃ الحدیث الامام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ مکمل ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ

موجب ہدایت کر کے میرے اور میرے والدین و اساتذہ کے لیے توشہ سعادت

بنائے۔ آمین

مترجم غلام معین الدین نعیمی غفرلہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

القول المسدّد في قرب سيدنا محمد ﷺ

سرکارِ دو عالم
اور
قربِ خداوندی

تصنیف لطیف

سید ظفر علی شاہ مہروی

ترتیب و تدوین

مولانا محمد عبدالاحد قادری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
326	رسول اللہ ﷺ کو رب کا قرب حاصل تھا
326	اللہ جسے چاہتا ہے فیوض سے نوازتا ہے
327	اللہ کی مراد انبیاء اور صدیقین ہیں
328	اللہ انبیاء اور مجتہدین کو سلوک اور ریاضت سے پہلے چن لیتا ہے
329	مال کی وجہ سے نبوت نہیں ملتی
329	امام فخر الدین رازی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا فرمان
331	ذاتی فضائل پر نبوت ملتی ہے
331	نبوت میں کسب و عمل کا کوئی دخل نہیں
334	وت وہی ہے
335	فضل و احسان کے ساتھ اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے
336	حضرت مجدد الف ثانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا اہم مکتوب
337	تخلیق آدم سے پہلے نبی
337	بنو ہاشم سے انتخاب
338	نسب و حسب کی وجہ بہترین
339	خصائص رسول اللہ ﷺ
341	رسول اللہ ﷺ کا نسب ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے
343	حاصل کلام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم ﷺ کو بے حد و حساب خوبیوں اور کمالات سے نواز کر مقام ادنیٰ پر سرفراز فرمایا یہ ساری خوبیاں اور رفعتیں کسی عمل صالح کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ وحدہ کا محض فضل اور محبت ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل و براہین سے واضح ہوگا۔

پیش نظر رسالہ لکھنے کی وجہ اسلام آباد میں شائع ہونے والے ایک رسالہ میں معاصر علامہ صاحب نے مسئلہ بیعت و پیری و مریدی پہ خامہ فرسائی فرمائی ہے اور اپنے طویل مضمون میں وہ بہت سی ایسی باتیں لکھ گئے ہیں جن سے اعتزال اور پرویزیت کی بدبو ایک مسلمان کے دل و دماغ کو متعفن کرتی ہے۔

آیات قرآنیہ کے ترجمہ میں لغت عربی احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کی تفسیر و ترجمہ کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مزعومہ نظریات کو ثابت کرنے کے لئے تحریف کی گئی ہے۔

مسئلہ توکل میں انبیاء اکرام اور اولیاء عظام کے توکل سے انکار کرتے ہوئے صرف اعمال صالحہ کا وسیلہ جائز ٹھہرایا گیا ہے اور اس میں یہ جملہ لکھا گیا ہے کہ حبیب خدا ﷺ کو بارگاہ خداوندی میں قرب اعمال صالحہ کی وجہ سے حاصل ہے۔

یہ جملہ پڑھ کر تو سکتے طاری ہو گیا کہ بزعم خویش علامہ نے کس طرح قرآن و سنت کے واضح احکام کے خلاف شان رسالت ﷺ گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے دربار حضرت قبلہ عالم گولڑوی پر حاضر ہو کر عہد کیا کہ اپنی بساط کے

مطابق اس کا جواب ضرور لکھوں گا چنانچہ اس رسالہ میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے محبوب خدا ﷺ کا قرب، بارگاہِ خداوندی میں عطائی وہی اور اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم ہے اور اس کا انتخاب ہے۔ اس میں کسی نیک عمل کا دخل نہیں ہے۔ میں اس کا نام القول المصدد فی قرب سیدنا محمد ﷺ رکھا ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ حق کو واضح کرنے کی توفیق دے اور باطل کو مٹانے کی ہمت دے۔

اسی وقت میرے ذہن میں یہ حدیث پاک آئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عن عبد الله بن عمر وقال قال رسول الله ﷺ ان الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جهالاً فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا۔ (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ کتاب العلم، بخاری کتاب العلم ج ۱، قدیمی کتب خانہ)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ علم کو اچانک نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں سے چھین لے بلکہ علماء کو وفات دے کر علم کو اٹھا لے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا مقتدی بنا لیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے (لہذا) وہ خود گمراہ ہونگے اور لوگوں (دوسروں) کو بھی گمراہ کریں گے۔“

قط الرجال کے اس دور میں مسند علم پر ایسے لوگ براجمان ہو گئے ہیں جو مندرجہ بالا حدیث کے پورے پورے مصداق ہیں ان سے ایسے عقائد و مسائل لوگوں کے دماغوں میں ٹھونسنے جارہے ہیں جو نہ قرآن مجید سے ثابت ہیں اور نہ حدیث رسول

ﷺ سے ان کا دور کا واسطہ ہے۔

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ عزت و ناموس مصطفیٰ ﷺ کے دفاع کا مسئلہ ہو یا اولیاء کالمین کے مناصب رفیعہ کی حفاظت کا، جب بھی کسی بدباطن نے ان میں نقب لگانے کی ناپاک کوشش کی تو یہاں سے تحریر و تقریر اور دیگر وسائل کے ذریعے سے ان کا بھرپور اور بروقت مقابلہ کیا گیا اور ہر میدان میں ابو جہلوں کو ہزیمت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

چنانچہ سب سے پہلے میں یہ مسئلہ واضح کرونگا کہ رسالت مآب ﷺ کو جو قرب بارگاہ الہی حاصل ہے وہ عطائی، وھمی اور اللہ تعالیٰ کا محض فضل و کرم اور اس کا انتخاب ہے اور اس میں کسی نیک عمل کا دخل نہیں ہے۔



رسول اللہ ﷺ کو رب کا قرب حاصل تھا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

(سورۃ الشوری آیت نمبر ۱۳ پارہ نمبر ۲۵)

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

واجتباء اللہ تعالیٰ العبد تخصیصہ ایاء بفیض الہی یتحصل

منہ انواع من النعم بلا سعی من العبد و ذلك الانبیاء علیہم

السلام و لبعض من یقاربہم من الصدیقین و الشهداء.

(تفسیر روح البیان جلد ثامن ص ۲۹۷ المفردات امام راغب ص ۸۷:۸۸)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا بندہ کو اجتباء اس کو فیض الہی کے ساتھ خاص کرنا ہے

جس سے کئی قسم کی نعمتیں بندے کی کوشش کے بغیر حاصل ہوتی

ہیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اور ان سے قرب رکھنے والے کچھ صدیقین

اور شہداء کے لئے ہے۔“

اللہ جسے چاہتا ہے فیوض سے نوازتا ہے:-

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ای یصطفی الیہ سبحانہ من یشاء اصطفاء ۵ ویخصصہ

سبحانہ بفیض الہی یتحصل لہ من انواع النعم.

(تفسیر روح المعانی ج ۲۵ ص ۲۰ مطبوعہ المطبقة المیز یہ مصر)

ترجمہ: ”اللہ سبحانہ و تعالیٰ جس کو اپنی طرف چننا چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اس کو فیض الہی کے ساتھ خاص کرتا ہے (جس سے) اس کو مختلف قسم کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔“

اللہ کی مراد انبیاء اور صدیقین ہیں:-

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قالت الصوفیة من یجتبیہ و یجذبہ الی نفسہ من غیر اختیارہ
فہو مراد اللہ و ہم الانبیاء والصدیقون و من اناب الی اللہ
فہداه اللہ فہو المرید و ہم اولیاء اللہ الصالحون من اولیاءہ۔
(تفسیر مظہری ج..... ص ۳۱۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: ”صوفیاء نے کہا جس کو چننا ہے اور اپنی ذات کی طرف اس کے اختیار کے بغیر جذب کرتا ہے تو وہ شخص اللہ کی مراد ہے وہ انبیاء اور صدیقین ہیں۔“

اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو وہ مرید ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نیک اولیاء ہیں۔

فائدہ:-

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین کے اقوال سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو خصوصاً حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بغیر ان کی کسی کوشش اور عمل کے ازراہ فضل و عطا منتخب فرماتا ہے اور انہیں اپنے قرب سے نوازتا ہے۔ منصب نبوت سے بڑھ کر قرب خداوندی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرات انبیاء کرام اس منصب سے سرفراز ہوئے محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اجتباء و انتخاب ہے اس میں کوئی عمل صالح سبب ہے اور نہ اور کوئی نیکی کر کے اس منصب کو حاصل کر سکتا ہے اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

قرب اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اعمال صالحہ کے ساتھ ہے تو علامہ صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ کون سے نیک عمل ہیں جن کے کرنے سے یہ منصب مل سکتا ہے۔

اللہ انبیاء اور مجتہدین کو سلوک اور ریاضت سے پہلے چن لیتا ہے:-

شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کبر علی المشرکین المحبوبین عن الحق بالغیر ماتد
عوهم الیہ من التوحید لکو نهم اهل المقت و مظاهر
الغضب و القهر و لیسوا من المحبوبین الذین اجتباہم اللہ
لمحض عنایتہ و لمجرد مشیئہ و من المجتہدین الذین وفقہم
اللہ للانابة الیہ بالسلوک و ابدجتہاد و الشیرفیہ فیہ بالشوق و لا
فتقار فہداهم الیہ بنور وجہہ و جمال ذاتہ؛

مجنذب المحبوبین الیہ قبل السلوک و الریاضتہ بسابقہ
الاجتباء و خص المجتہدین بعد التوفیق بالسلوک فیہ و الریاضتہ
بالاصطفاء و طرد المحبوبین عن بابہ و ابعدهم عن جنابہ
لسابقہ کلمۃ القضاء علیہم بالشقاء

(تفسیر القرآن الکریم ابن العربی ج ۴ ص ۲۲۸ مطبوعہ.....)

ترجمہ: ”مشرکین پر جو حق سے مجتہد بالغیر میں تمہارا توحید کی طرف بلانا بھاری ہے کیونکہ وہ اہل مقت اور غضب و قہر کے مظاہر ہیں اور ان محبوبوں سے نہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایت اور مجرد مشیت کے ساتھ چن لیا اور نہ ان مجتہدین سے جن کو اللہ تعالیٰ نے سلوک و اجتہاد کے ساتھ اپنی طرف انابت کی اور شوق و اقتدار کے ساتھ اپنی ذات میں سیر کی توفیق دی تو ان کو اپنی طرف اپنی

ذات کے جمال و نور و وجہ کے ساتھ ہدایت دی۔“

اللہ تعالیٰ محبوبوں کو سلوک و ریاضت سے پہلے سابقہ اجتناب کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور محبین (اولیاء) کو اس میں سلوک و ریاضت کی توفیق کے بعد اصطفاء کے ساتھ خاص کرتا ہے اور ان لوگوں کو جو محبوب ہیں ان پر شقا و بدبختی کے سابقہ قضاء کی وجہ سے اپنے دروازے سے نکال دیا اور اپنی بارگاہ سے دور کر دیا۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ انبیاء کو سلوک و ریاضت سے پہلے ہی چن لیا جاتا ہے اور یہ اجتناب کسی عمل صالح کا نتیجہ نہیں بلکہ عنایت ایزدی ہے۔

مال کی وجہ سے نبوت نہیں ملتی:-

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (سورۃ الانعام: ۱۲۴)

ترجمہ: ”اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔“

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اگر نبوت حسن ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے اور مال بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کا استحقاق کس کو ہے اور کس کو نہیں، عمر و مال سے کوئی مستحق نبوت نہیں ہو سکتا اور نبوت کے طلبگار قوت اور مکرو بد عہدی وغیرہ (قبائح) افعال قبیحہ اور رذائل خصال رذیلہ میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا منصب عالی کہاں۔ (تفسیر خزائن العرفان علامہ نعیم الدین مراد آبادی)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:-

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

واعلم ان الناس اختلفوا فی هذه المسئلة فقال بعضهم

النفوس و الارواح متساوية في تمام الماهية فحصول النبوة و
الرسالة بعضها دون البعض تشریف من الله و تفضل به
وقال آخرون بل النفوس البشر مختلفة بجواهرها و ماهياتها
فبعضها خيرة طاهرة من علائق الجسمانيات مشرقة بالانوار
لالهية مستعلية منورة و بعضها خسيصة كدرة محبة بلجسمانيات
والنفس مالم تكن من القسم الاول لاتصلح بقول الوحي و
الرسالة. (تفسير الكبير ص ۱۳۶ ج ۱۳ مطبوعه عامر شرقية مصر)

ترجمہ: ”معلوم ہو کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا بعض نے کہا
تمام ماہیہ میں نفوس اور ارواح مساوی ہیں، نبوت و رسالت کا
بعض کو حاصل ہونا اور بعض کو نہ ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی تشریف و
عزت دینا اور ان کا احسان ہے۔“

دوسروں نے کہا نفوس بشریہ اپنے جواہر اور ماہیات کے ساتھ مختلف ہیں بعض
عمدہ پسندیدہ جسمانیات کی علائق سے پاک، انوار الہیہ سے روشن، مستعلی، بلند اور منور ہیں۔
کچھ خسیس، غیر صاف، جسمانیات سے محبت کرنے والے ہیں۔
نفس جب تک پہلے قسم سے نہ ہو وحی و رسالت کے قبول کرنے کی صلاحیت
نہیں رکھتا۔

اس امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو قول پیش کئے ہیں ان کے پہلے قول سے واضح
ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت جو قرب کا بلند ترین مرتبہ ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی
دی ہوئی عزت ہے اس میں عمر، مال یا اعمال صالحہ میں سے کسی چیز کا ہرگز کوئی دخل نہیں۔
اگر دوسرا قول لیا جائے تو بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ جواہر و ماہیات
کے مختلف ہونے میں بندہ کے کسی عمل کا دخل نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فضل و کرم ہوتا ہے

کہ بعض نفوس کو پاکیزہ روشن اور بلند پیدا فرماتا ہے اور کچھ نفوس کو ان سے محروم کر دیتا ہے۔ جن جواہر و ماہیات کو انوار الہیہ سے منور کیا گیا وہ قرب کے بلند ترین درجہ پر فائز ہوئے جیسا کہ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام۔

ذاتی فضائل پر نبوت ملتی ہے:-

علامہ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والمعنى ان منصب الرسالة ليس مما ينال بكثرة المال
والاولاد وتعاضد الاسباب والعدد و انما ينال بفضائل
نفسانية يخصصها الله تعالى بمن يشاء من خلص عباده.

(تفسیر ابوالسعود برہامشن تفسیر الکبیر ج ۲ ص ۲۲۵)

ترجمہ: ”اور معنی یہ ہے کہ منصب رسالت کو مال و اولاد کی کثرت اور اسباب و عدد کے تعاون سے حاصل نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ تو فضائل نفسانیہ (ذاتی فضائل و خوبیوں) کے ذریعہ ملتا ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے خالص بندوں میں سے جس کو چاہے خاص کر دیتا ہے۔“

نبوت میں کسب و عمل کا کوئی دخل نہیں:-

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وجملة الله اعلم اسيتناف بياني، والمعنى ان منصب الرسالة
ليس مما ينال بما يزعمونه من كثرة المال و الولد و
تعاضد الاسباب و العدد و انما ينال بفضائل نفسانية و نفس
قدسية افاضها الله تعالى لمحض الكرم و الجود على من كمل

استعداداً ونص بعضهم على انه تابع لاستعداد الذاتى وهو
لايستلزم الايجاب الذى يقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء
اعطى ذلك وان شاء امسك وان استعد المحل.
وما فى المواقف من انه لايشترط فى الارسال الاستعداد
الذاتى بل الله تعالى يختص برحمته من يشاء محمول على
الاستعداد الذاتى الموجب فقد جرت عادة الله ان يبعث الله
من كل قوم اشرفهم واطهرهم جبلة.

(تفسير روح المعانى ج ۸ ص ۲۲، مطبوعه المنيرة مصر)

ترجمہ: ”جملہ اللہ علم استیناف بیانی ہے اور معنی یہ ہے کہ منصب رسالت
ان کے زعم و خیال کے مطابق مال اور اولاد کی کثرت سے اور
اسباب و عدد کے تعاون سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، یہ تو صرف
اور صرف ذاتی فضائل اور نفس قدسیہ کے ذریعہ ہی حاصل کیا جا
سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے جود و کرم کے ذریعہ ان لوگوں پر افاضہ
فرماتا ہے جن کی استعداد کامل ہو۔“

بعض نے اس پر نص کی ہے کہ یہ استعداد ذاتی کے تابع ہے اور وہ ایجاب کو
مستلزم نہیں جس کے فلاسفر قائل ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اگر چاہے تو عطا کر دے اور
اگر چاہے تو نہ دے اگرچہ محل استعداد رکھتا بھی ہو۔

مواقف میں یہ جو ہے کہ ارسال میں استعداد ذاتی شرط نہیں کی گئی بلکہ اللہ
تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرے تو یہ استعداد ذاتی موجب پر محمول
ہے اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہی جاری ہے کہ ہر قوم میں سے زیادہ برگزیدہ اور جبلت
کے اعتبار سے زیادہ پاک لوگوں کو مبعوث فرماتا ہے۔

واضح ہو کہ یہ استعداد ذاتی، اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف سے بندے میں ودیعت رکھی جاتی ہے۔ کسب و عمل کا اس میں کوئی دخل نہیں۔
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

بان النبوة لیست بالنسب و المال و السن و الماہی فضل من
اللہ تعالیٰ بمن یعلم انہ احق بہ۔

(تفسیر مظہری ج ۳، ص ۲۸۵، مطبوعہ رشیدہ کتب خانہ کوئٹہ)

ترجمہ: ”نبوت، نسب، مال اور سن کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی سوائے اس کے نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس شخص کے ساتھ جو اس کے علم میں اس کا زیادہ حق دار ہے۔“
مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ رسالت و نبوت کوئی کسی اور اختیاری چیز نہیں جس کو علمی و عملی کمالات یا مجاہدہ و ریاضت وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا جاسکے، کوئی شخص مقامات ولایت میں کتنی ہی اونچی پرواز کر کے بھی نبوت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ وہ محض فضل خداوندی ہے جو خداوندی علم و حکمت کے تحت خاص بندوں کو دی جاتی ہے۔

(معارف القرآن ج ۳، ص ۴۲۲)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

خیر یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کون شخص اس کا اہل ہے کہ منصب پیغمبری پر سرفراز کیا جائے اور اس عظیم الشان امانت الہیہ کا حامل بن سکے، یہ نہ کوئی کسی چیز ہے کہ دعایا ریاضت یا دنیوی جاہ و دولت وغیرہ سے حاصل ہو سکے اور نہ ہر کس و ناکس کو ایسی جلیل القدر اور نازک ذمہ داری پر فائز کیا جاسکتا ہے۔

(تفسیر عثمانی بر حاشیہ قرآن مجید سورہ انعام ص ۲۰۲)

نبوت وہی ہے:-

علامہ برخوردار ملتانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

قوله ایختص برحمته من یشاء من عبادة فالنبوة رحمة موهبة متعلقہ بمشیتہ فقط، وهو علم حیث یجعل رسالته ولا یشترط فی الارسال شرط من الاعراض او الاحوال المكتسبته بالرياضات و المجاهدات فی الخلوات و الانقطاعات، ولا استعداد ذاتی من صفاء الجوهر و ذکاء الفطرة كما یزعمه حکماء بناء علی القول القادر المختار الذی یفصل ما یشاء و یختار ما یرید.

(حاشیہ النبراس ص ۲۳۰، مطبوعہ شاہ عبدالحق محدث اکیڈمی بندیال)

ترجمہ: ”ان کا قول اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے پس نبوت عطا کی ہوئی رحمت ہے وہ صرف اس کی مشیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ بہتر جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔“

ارسال میں ان اعراض و احوال کی شرط نہیں کی گئی جو خلوتوں اور انقطاعات میں ریاضیات اور مجاہدات کے ساتھ حاصل کئے گئے ہوں۔ اور نہ استعداد ذاتی، جوہر کی صفا اور فطرت کی ذکا میں سے کچھ شرط کیا گیا ہے جیسا کہ حکماء کا خیال ہے اس قول کی بنا پر کہ قادر مختار وہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کو اختیار کرتا ہے۔

علامہ برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح سے ثابت ہوا کہ نبوت وہی ہے اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا یہ منصب عطا فرما دیا۔ چلہ کشی، خلوت گزینی، ریاضت و مجاہدہ وغیرہ سے یہ منصب ہرگز حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر کوئی چلے کر کے یہ منصب حاصل کر سکتا۔

جب ہر نبی و رسول کی نبوت و رسالت موہمی اور عطا کی ہے۔ اور نبی اپنی

نبوت کے وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا ہے۔ تو سید الانبیاء و الرسل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو مصباح المقربین ہیں اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے آپ کو نبوت عطا فرمائی گئی کا اللہ تعالیٰ سے قرب اعمال صالحہ کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے۔

فضل و احسان کے ساتھ اللہ جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے:-

امام شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

وتامل قوله 'انا اعطینک الکوثر' کیف ذکر بلفظ الماضی ولم یقل سنعطیک لبدل علی ان هذا الاعطاء حصل فی الزمان الماضی قال علیہ الصلوۃ و السلام کنت نبیاد آدم بین الروح و الجسد.

ولاشک ان من کان فی الزمان الماضی عزیزاً مرعی الجانب اشرف ینصیر كذلك کانه یقول یا محمد قدھیاً نا اسباب سعاد تک قبل دخولک فی هذا الوجود فکیف امرک بعد وجودک و اشتفالك بعبودتینا.

یا ایها العبد الکریم انالم نعطک هذا الفضل العمیم لاجل طاعتک و انما اخترناک لمجرد فضلنا و احساننا من غیر موجب. (المواهب اللدنیہ ج ۲ ص ۴۹)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے اس فرمان انا اعطینک الکوثر۔ بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی، میں غور کر۔ کس طرح (اعطینا) ماضی کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا اور سنعطیک نہیں فرمایا۔ تاکہ یہ دلالت کرے کہ یہ اعطاء گذشتہ زمانہ میں حاصل ہوئی۔“

آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں (اس وقت) بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح

اور جسم کے درمیان تھے۔

اور اس میں شک نہیں کہ جو زمانہ ماضی میں عزیز (گرامی قدر) اور مرعی الجانب (جس کی جانب ملحوظ ہو) ہے وہ اس سے افضل ہے جو آئندہ ایسا ہوگا۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے محمد ﷺ ہم نے تمہارے اس وجود ہی میں داخل ہونے سے پہلے تمہاری سعادت کے آثار مہیا فرمادئے تو وجود میں آنے لگے اور ہماری عبودیت میں تمہارے اشتغال کے بعد تمہاری شان کیا ہوگی۔

اے عبد کریم ہم نے آپ کو یہ فضل عمیم تمہاری طاعت (اعمال صالحہ) کی وجہ سے نہیں دیا بلکہ ہم نے تو بغیر کسی موجب کے محض اپنے فضل و احسان کے ساتھ آپ کو چن لیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اہم مکتوب :-

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر تفصیل کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ کمالات نبوت کا اعمال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عطائے ربانی ہے چنانچہ آپ نے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں مولانا امان اللہ صاحب کو تحریر فرمایا۔ نبوت قرب الہی جل شانہ سے عبارت ہے جس میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں اس کے عروج کا رخ حق جل و علا کی طرف ہوتا ہے اور اس کے نزول کا رخ مخلوق کی طرف۔ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اے بیٹے کمالات نبوت کا حصول محض بخشش اور اس کی نوازش و مہربانی پر موقوف ہے کسب و کوشش کو اس دولت عظمیٰ کے حصول میں کچھ دخل نہیں۔ کون سا عمل اور کسب ہے جس کا نتیجہ یہ دولت عظمیٰ ہو اور کون سی ریاضت و مجاہدہ ایسا ہے جو اس اعلیٰ ترین نعمت کا پھل دے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نبوت قرب خداوندی سے عبارت ہے، یہ محض اس کی عطا، فضل اور احسان ہے اعمال و صالحہ یا کسب و ریاضت کا اس میں ہرگز کوئی دخل نہیں۔

تخلیق آدم سے پہلے نبی:-

احادیث نبویہ ﷺ سے استدلال۔

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ متی وجبت لك النبوة قال و

آدم بین الروح و الجسد (ہذا حدیث حسن صحیح غریب).

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کی

یا رسول اللہ ﷺ آپ کو نبوت کب ملی، تو آپ نے فرمایا اور

حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔“

اس حدیث سے آپ ﷺ کے لئے خلقت حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے

نبوت ثابت ہوتی اور ابھی آپ حضرت مجدد الف ثانی ﷺ کے حوالہ سے معلوم کر چکے

ہیں کہ نبوت قرب الہی سے عبارت ہے تو پتہ چلا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص

حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے حاصل تھا۔

علامہ صاحب بتا سکیں گے کہ اس وقت آپ نے کون سے اعمال صالحہ کئے تھے

جن کی بدولت آپ کو یہ قرب عطا ہوا۔

بنو ہاشم سے انتخاب:-

عن وائلہ بن الاسقع قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اصطفی

کنانہ من ولد اسماعیل و اصطفی قریشا من کنانہ

واصطفی ہاشماً من قریش و اصطفانی من بنی ہاشم“

(هذا حدیث حسن غریب)

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۱ والا حسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۸۱)

ترجمہ: حضرت وائلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے ہاشم کو چنا اور مجھے بنی ہاشم سے چنا۔“

ابتدائی صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ اصطفاء و اجتباء محض فضل و احسان خداوندی ہے اس میں نیک عملوں کو کچھ بھی دخل نہیں۔

نسب و حسب کی وجہ بہترین :-

عن المطلب بن وداعة قال جاء العباس الى رسول الله ﷺ فكانه سمع شيئاً فقام النبي ﷺ على المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله عليك السلام قال انا محمد بن عبد الله ابن عبد المطلب ان الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتاً فجعلني في خيرهم بيتاً وفي خيرهم نفساً هذا حدیث حسن.

(ترمذی ج ۲ ص ۲۵۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: ”حضرت مطلب بن وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے گویا انہوں نے کوئی نامناسب بات سنی تھی پس نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ

آپ اللہ کے رسول ہیں، فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے مجھے بہترین مخلوق میں رکھا پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا پھر ان کے گروہ بنائے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے ان کے بہتر قبیلے میں رکھا پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان کے بہتر گھرانے میں رکھا۔ پس میں ان میں ذاتی طور پر اور گھرانے کے لحاظ سے بہتر ہوں۔“

خصائص رسول اللہ ﷺ:-

وعن ابن عباس رضي الله عنهما الاونا حبيب الله ولا فخرنا وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن درنه ولد فخر دونه ولد فخر و انا اول شافع و اول مشفع يوم القيامة ولا فخر وانا اول من يحرك حلق الجنة فيفتح الله لي فيد خليفها ومعى فقراء المومنين ولا فخر وانا كرم الاولين والاخرين على الله ولا فخر

(داری ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: ”آگاہ رہو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ اور قیامت کے دن لواء الحمد اٹھانے والا میں ہوں جس کے نیچے حضرت آدم اور ان کے سوا سارے پیغمبر ہوں گے۔ اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ اور قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول فرمائی جائے گی

اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور میں ہی سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکھاؤں گا تو (اسے) اللہ تعالیٰ میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا۔ اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہونگے اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اگلے پچھلے لوگوں سے زیادہ عزت والا ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔“

مذکورہ بالا تمام خصائص آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہی عطا فرمائے ان کا حصول کسی نیک عمل کا نتیجہ نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس کی وضاحت فرمادیتے.....

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قوله خلق الخلق الملائكة والثقلين فجعلني في خيرهم اى في العرب وهلم جراً وانا بفضل الله ولطفه على ما في سابقه الذل خير الخلق نفساً حيث خلقتى انسانا رسولاً خاتماً للرسول تتم دائرة الرسل بي و جعلني نقطة تلك الدائرة يطوف جميعهم حولي و يحتاجون الىّ

(مرقات المفاتيح ج 1 ص 58 مطبوعه مکتبه امداديه ملتان)

ترجمہ: ”ان کا فرمان خلق الخلق، یعنی فرشتوں اور انسان و جنوں کو پیدا کیا تو مجھے ان میں بہتر میں رکھا یعنی عرب میں اور ہلم جراً اور اسی طرح آگے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنی ادھر اس کی ازلی مہربانی کی وجہ سے ذاتی طور پر تمام مخلوق سے بہتر ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے انسان رسول اور سارے رسولوں کو ختم کرنے والا

بنایا میرے ساتھ رسولوں کا دائرہ ختم کیا اور مجھے اس دائرہ کا نقطہ
بنایا وہ سارے کے سارے میرے ارد گرد طواف کرتے ہیں اور
میرے محتاج ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا نسب ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے:-

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ہانا محمد هو نفساً۔ پس من بہترین عرب ام یا بہترین آدمیانم از ردئے
ذات و خیرم پچا و بہترین ایشانم از روی خانہ پس مستحق تر باشم از ہمہ بہ نبوت و کتاب۔
وا از پنجا معلوم مے شود کہ پیغمبر صاحب نسب عظیم مے باشد چنانکہ از حدیث
ہر قل معلوم میگردد و اس تفہیم ایشان و التزام ایشان ست برگمان ایشان کہ چرا قرآن نازل
نہ شد و نبوت قرار نہ یافت بر مردے دیگر از عظماء عرب و الا نبوت فضل خداست بہ
سبب و نسب متعلق نیست چنانکہ در قرآن مجیدی فرماید۔ اللہ اعلم حیث یجعل
رسالته۔ و مے فرماید واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم
وکان فضل اللہ علیک عظیماً۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۹۹)

ترجمہ: پس میں عرب میں سے سب سے بہتر ہوں یا آدمیوں میں سے
از روئے ذات کے بہترین ہوں و خیرا ہم پچا اور گھرانے کے
اعتبار سے ان میں سے بہترین ہوں پس سب سے زیادہ نبوت
اور اکتساب کا مستحق میں ہی ہوں۔“

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر عظیم نسب والا ہوتا ہے جیسا کہ ہر قل والی
حدیث سے معلوم ہوتا ہے (واضح ہو) کہ ان کی یہ تفہیم اور التزام ان کے (اس) گمان
کے مطابق ہے کہ عرب کے بڑے بڑے لوگوں میں سے کسی مرد پر قرآن کیوں نازل
نہیں ہوا اور نبوت نے قرار نہیں پایا۔

ورنہ نبوت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے سبب اور نسب سے تعلق نہیں رکھتی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَةً

اور فرماتا ہے

وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

ترجمہ: ”اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہے

اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔“ اور

وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

ترجمہ: ”اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔“

فائدہ:-

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ پیغمبر کا نسب عظیم ہوتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک ہر اعتبار سے باعظمت ہوا تو آپ کی اولاد کو بھی آپ کی نسبت کی وجہ سے یہ عظمت حاصل ہوئی اور آپ کی اولاد کا نسب عظیم ٹھہرا۔ تمام انساب میں سے کوئی نسب اگر کسی اعتبار سے اس اعلیٰ و اعظم نسب کے مماثل ہے تو اس کو اس کا کفو ٹھہرایا جائے، حالانکہ واقع میں ایسا نہیں ہے تو آپ کی اولاد طیبہ کا کوئی کفو بھی نہیں ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ نبوت محض فضل خدا ہے، حسب و نسب سے اس کا تعلق نہیں۔

پیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں، ایک

صورت تو یہ ہے کہ وہ محض اپنی مہربانی سے کسی کو اپنے قرب اور محبت کے لئے چن لے

اور اس کو گونا گوں انعامات و احسانات سے سرفراز فرما دے یہ لطف عمیم انبیاء کرام

صدیقین اور شہداء پر کیا جاتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۳۶۹ سورۃ الشوریٰ)
مولانا عبدالرحمن لکھتے ہیں۔

معتزلہ کو یہاں بھی دھوکہ لگا ہے کہ جس طرح ولایت کسی ہے نبوت بھی کسی ہے مگر صحیح یہ ہے نبوت موہبت ہے کسی چیز نہیں ہے سمجھانے کے لئے میں اس کی تعبیر یوں کرتا ہوں کہ نبوت و رسالت ڈگری سے نہیں ہے بلکہ عہدہ ہے اور ولایت حقیقۃً ڈگری ہے مبادی و جی میں اخلاق و عادات حسنہ کا ہونا بے شک ضروری ہے مگر اس کے ظہور کے لئے چند شرائط کی ضرورت ہے نبوت و رسالت ملتی تو ہے اللہ کے ہاں سے مگر ترتب ان صفات و کمالات پر ہوتا ہے جن کا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ ایک شخص کو اگر لاکھوں برس کی عمر مل جائے اور تمام زندگی عبادت میں مشغول رہے کوئی گناہ صغیرہ بھی اس سے صادر نہ ہونے پائے پھر بھی وہ کوشش سے نبوت کو حاصل نہیں کر سکتا جس کو اللہ عطا کرتا ہے اسی کو نبوت ملتی ہے۔

بلا تشبیہ یوں سمجھو کہ ایک ہے منصب و عہدہ اور ایک ہے اس کی ڈگری حکومت عہدہ اس کو دے گی جس کو ڈگری حاصل ہو اور یہ ڈگری ہر امتحان پاس کرنے والے کو مل سکتی ہے مگر منصب کسی کے اختیار میں نہیں ہے یہ اس کو ملے گا جسے حکومت عطا کرے۔ (فضل الباری شرح البخاری ج ۱ ص ۱۲۲ مطبوعہ مکتبہ مدنیہ لاہور)

حاصل کلام:-

محترم قارئین گذشتہ اوراق میں پیش کئے گئے جلیل القدر محدثین اور مفسرین کے حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ نبوت قرب خداوندی ہے۔

یہ قرب محض فضل و احسان خداوندی اور اس کا انتخاب و اجتباء ہے جس کو چاہے چن لے۔

اعمال صالحہ سبب یا نسب مال و جاہ وغیرہ کسی چیز سے یہ قرب حاصل نہیں

کیا جاسکتا۔

ہماری فلاح و کامیابی کی راہ بھی یہی ہے کہ اہل سنت کے عقائد پر کار بند رہا جائے اور کسی سے تعصب یا ناحق کسی کی حمایت کی وجہ سے جادہ مستقیم سے ہٹ کر کوئی راہ نہ لی جائے یہ راہ ہمیں خدا اور رسول ﷺ سے بہت دور کر کے جہنم میں پہنچا دے گی جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے۔

اے اللہ اے ہدایت دینے والے ہم تجھ سے تیرے انبیاء کرام اور اولیاء عظام خصوصاً تیرے حبیب کریم ﷺ کے قرب کا واسطہ دے کر دعا کرتے ہیں کہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی ہمت عطا فرما ہر اس نظریہ و عقیدہ اور قول و فعل سے بچا جس میں تیرا غضب اور شیطان کی پیروی ہے۔

و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

سید ظفر علی مہروی

بتاریخ ۲۹ ذیقعد، ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۷ مارچ ۱۹۹۱ء

مدرسہ غوثیہ مہریہ لودھراں



علو مرتبت قیامت
سیدنا میلادنی
چار زندگی
سیرت نبوت
جہان نبی
انسانیت
بہشت و عذاب
خطبات مجتہدین
نورانی حکایات
عشق و محبت
غیبی الطائین
مسلمان کا عقیدہ
نور محمدی
پانچ گواہان
تذکرہ الاولیاء
سفرِ اُختر
جمالی ذمہ ایان

جہان اولیاء

خزینہ نعت

سیدعزیز اکبر

تحفۃ القادریہ

شہان گوہر

کشف المحجوب

قبول اسلام
کے واقعات

سیر الاسرار

تشریح لایہ
تفسیر قرآن مجید

عقباتِ مذکورہ نماز

علاقہ محبت

انوارِ اربعہ

توحید

مجموعہ رسول کریم

سیرت
پندرہ جزوہ اعظم



حاصل بنائے کتاب



آدابِ انبیاء

آدابِ رسول

خطبات منجیہ

الوازل الحدیث

انوارِ اربعہ

میرت

جنیۃ الود

خان محمد قادی
کی تقریریں

قادی رضوی کتب خانہ

042-7213575

فروع الغیب

کتابِ جنیۃ